

شفقتیں



میرے حضور ﷺ کی

مکتبہ اسلامیہ
MAKTABA ISLAMIA

تالیف الشیخ محمد عظیم حاصلپوری

میرے حضور ﷺ کی شفقتیں

تالیف: الشیخ محمد عظیم حاصلپوری

مکتبہ اسلامیہ®

کتاب

میرے حضور ﷺ کی شفقتیں

تالیف

الشیخ محمد عظیم حاصلپوری

ناشر ---------------- محمد سرور عاصم

اشاعت ---------------- 2017ء

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ®

لاہور G/F-26 ہادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369

فیصل آباد بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204 - 2641204

0300-8661763 , 0321-8661763

www.facebook.com/maktabaislamia1

maktabaislamiapk@gmail.com

www.maktabaislamiapk.blogspot.com

المحمدیۃ پبلیکیشنز

جالندھر کالونی وہاڑی روڈ حاصل پور بہاولپور 0313-2501221، 0301-6131916

بسم الله الرحمن الرحيم

الله
رسول
محمد

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى
اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى
اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

آئینہ مضامین

کمزروں اور مسکینوں پر آپ ﷺ کی شفقتیں

غلاموں پر آپ ﷺ کی شفقتیں

فہرست

یتیموں پر آپ ﷺ کی شفقتیں

بچوں پر آپ ﷺ کی شفقتیں

فہرست

خواتین پر آپ ﷺ کی شفقتیں

جانوروں پر آپ ﷺ کی شفقتیں

غیروں پر آپ ﷺ کی شفقتیں

عرض مؤلف

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم امابعد فأعوذبالله من الشیطان الرجیم ،بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﴾①

"نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام جہاں والوں کے لیے رحمت (شفقت کرنے والا) بنا کر۔"

﴿ فَبِمَا رَحۡمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنۡتَ لَہُمۡ ۚ وَلَوۡ کُنۡتَ فَظًّا غَلِیۡظَ الۡقَلۡبِ لَانۡفَضُّوۡا مِنۡ حَوۡلِکَ ۪ فَاعۡفُ عَنۡہُمۡ وَاسۡتَغۡفِرۡ لَہُمۡ وَشَاوِرۡہُمۡ فِی الۡاَمۡرِ ۚ فَاِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُتَوَکِّلِیۡنَ ﴾②

"(اے محمد ﷺ!) اللہ کی مہربانی سے تمہاری اُفتادِ مزاج ان لوگوں کے لئے نرم واقع ہوئی ہے اور اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو یہ تمارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے ،تو اُن کو معاف کردو اور اُن کیلئے (اللہ سے) مغفرت مانگو اور اپنے کاموں میں اُن سے مشورہ لیا کرو اور جب (کسی کام کا) عزمِ مصمم کرلو تو اللہ پر بھروسا رکھو بیشک اللہ تعالیٰ بھروسا رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔"

﴿ لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ﴾③

"(لوگو!) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں! تمہاری تکلیف اُن کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہشمند ہیں اور

① الانبیاء(۱۰۷) ② آل عمران(۱۵۹) ③ التوبۃ(۱۲۸)

مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے (اور) مہربان ہیں۔"

آیات مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے جناب محمد ﷺ کی ایک صفت کو نمایاں کیا ہے کہ آپ ایک مشفق اور رحیم نبی ہیں، آپ کی رحمت وشفقت صرف انسان یا حیوان کے لیے نہیں ہے بلکہ ساری کائنات کے لیے وہ مسلمان تھے، کافر ومشرک' منافق تھے، اپنے تھے یا بیگانے جیسا کہ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک لمبی حدیث میں فرمایا:

((إِنَّمَا بَعَثَنِي رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ)) ①

"بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت (شفقت کرنے والا) بنا کر بھیجا۔"

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اُدْعُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ.

"اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ مشرکین کے خلاف بددعا کیجئے۔"

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ لَعَّانًا، وَإِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً)) ②

"میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا، میں تو صرف سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔"

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوطالب روسائے قریش کے ہمراہ شام کے سفر پر روانہ ہوئے تو نبی اکرم ﷺ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

جب (بحیرا) راہب کے پاس پہنچے تو سواریوں سے اُترے اور اپنے کجاوے اُتار دیئے۔ راہب اُن کے پاس آیا حالانکہ وہ (روسائے قریش) اس سے قبل بھی اس کے پاس

① أبو داود، السنة، باب النهى عن سب أصحاب رسول الله ﷺ (٤٩٥٩) صحيح

② مسلم، البر والصلة والآداب، باب النهى عن لعن الدواب وغيرها (٢٥٩٩) والبخاری فی الأدب المفرد (٣٢١)

سے گزرتے تھے لیکن وہ ان کے پاس نہیں آتا تھا اور نہ ہی ان کی طرف کوئی توجہ کرتا تھا۔

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ ابھی اپنا سامان اُتار ہی رہے تھے کہ وہ راہب ان کے درمیان چلنے لگا یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر کہا:

هٰذَا سَيِّدُ الْعَالَمِيْنَ، هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، يَبْعَثُهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ ①

''یہ تمام جہانوں کے سردار اور رب العالمین کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔''

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنے کئی اسماء گرامی بیان فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَحْمَدُ، وَالْمُقَفِّي وَالْحَاشِرُ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ)) ②

''میں محمد، احمد، مقفی (بعد میں آنے والا) حاشر (جس کی پیروی میں روزِ حشر سب لوگ جمع کئے جائیں گے) نبی التوبۃ (اللہ تعالیٰ کی طرف ہمہ وقت رجوع کرنے والا) اور نبی الرحمۃ (رحمتیں، شفقتیں بانٹنے والا نبی) ہوں۔''

سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَحِيْمًا رَقِيْقًا))

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحیم (نہایت رحمدل) اور رقیق (نہایت نرم، شفیق) تھے۔'' ③

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے پناہ شفقتوں کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ صرف انسانوں حیوانوں ہی پر نہیں شفیق تھے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نباتات اور جمادات پر بھی مہربان اور

① الترمذي، المناقب، باب ما جاء في نبوة النبي صلی اللہ علیہ وسلم (٣٦٢٠) صحيح
② مسلم، الفضائل، باب في أسمائه صلی اللہ علیہ وسلم (٢٣٥٥)
③ مسلم، المساجد ومواضع الصلاة، باب من أحق بالإمامة (٦٧٤)

شفیق تھے جس کی ایک مثال یہ ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں آپ کے تشریف فرما ہونے کے لئے کوئی چیز نہ بنوا دوں؟ کیونکہ میرا غلام بڑھئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم چاہو (تو بنوا دو)۔ اُس عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک منبر بنوا دیا۔

((فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، قَعَدَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ الَّذِي صُنِعَ فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا، حَتَّى كَادَتْ أَنْ تَنْشَقَّ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى أَخَذَهَا فَضَمَّهَا إِلَيْهِ، فَجَعَلَتْ تَئِنُّ أَنِينَ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسَكَّتُ، حَتَّى اسْتَقَرَّتْ)) [1]

''جمعہ کا دن آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی منبر پر تشریف فرما ہوئے جو تیار کیا گیا تھا لیکن (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر تشریف رکھنے کی وجہ سے) کھجور کا وہ تنا جس سے ٹیک لگا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرماتے تھے (ہجر و فراق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں) چلّا (کررو) پڑا یہاں تک کہ پھٹنے کے قریب ہو گیا۔ یہ دیکھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر مبارک سے نیچے تشریف لائے اور کھجور کے ستون کو گلے سے لگا لیا۔ ستون اس بچہ کی طرح رونے لگا، جسے تھپکی دے کر چپ کرایا جاتا ہے، یہاں تک کہ اسے سکون آ گیا۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ستون سے ٹیک لگا کر خطبہ دیتے تھے۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منبر تیار ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر کی طرف تشریف لے گئے تو وہ ستون (بچے کی طرح) رونے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور اسے سینہ سے لگایا تو وہ پرسکون ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ لَمْ أَحْتَضِنْهُ لَحَنَّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) [2]

[1] صحيح بخاري، البيوع، باب النجار (١٩٨٩) [2] ابن ماجة، إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في بدء شأن المنبر (١٤١٥) صحيح

عرضِ مؤلف

''اگر میں اسے سینہ سے نہ لگاتا تو یہ قیامت تک روتا رہتا۔''

زیر نظر کتاب میں نبی کریم ﷺ کی رحمتیں، شفقتیں جو انسانوں، حیوانوں اور دیگر مخلوقات پر تھیں ان کا ایک خاکہ پیش کیا گیا ہے تاکہ آپ کی بلند عظمت کا ہر کوئی اعتراف کر کے آپ ہی کی غلامی پر مجبور ہو اور آپ ﷺ کی سچی تابعداری اختیار کر کے فوز وفلاح حاصل کر سکے۔

میں ''**المحمدیہ پبلیکیشنز**'' کی اس کتاب ''شفقتیں میرے حضور ﷺ کی'' کو منظر عام پر لانے میں مکتبہ اسلامیہ کی مکمل ٹیم اور محترم جناب محمد سرور عاصم صاحب کا بے حد شکر گزار ہوں جن کے پلیٹ فارم سے یہ کتاب قارئین تک پہنچی۔ **بارك الله في جهودهم**

آخر میں میں محمدیہ اسلامک ریسرچ سنٹر حاصل پور کی مکمل ٹیم محترم زاہد مجید صاحب، محترم راشد سلیم صاحب، محترم مرزا عامر شہزاد صاحب، محترم اسد اللہ مبشر صاحب اور محترم حافظ زبیر الرحمٰن صاحب کا بے حد ممنون ہوں جن کی معاونت کے بغیر اسے منظر عام پر لانا ناممکن تھا اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور اسے میرے لیے، میرے والدین، میرے اہل وعیال، میرے اساتذہ اور قارئیں کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین

اخوکم

محمد عظیم حاصل پوری

محمدیہ اسلامک ریسرچ سنٹر حاصل پور

0301-6131916

امت کے لیے آپ ﷺ کی شفقتیں

مجموعی اعتبار سے دیکھا جائے تو آپ ﷺ نے بہت سے کام اسی لیے ترک کر دیے تاکہ امت پر مشقت پیدا نہ ہو بلکہ امت پر آسانی اور مہربانی ہو۔ مثلاً، مسواک کو چھوڑا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ بِوُضُوْءٍ وَمَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ بِسَوَاكٍ))[1]

''اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میں اپنی امت پر مشقت ڈال دوں گا تو میں انہیں ہر نماز کے لیے نئے وضو کا حکم دیتا اور ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔''

آپ ہمیشہ آسانی والے کام کو اختیار کرتے

حلال کاموں میں آسانی والے کام کو اس لیے اختیار کرتے تاکہ امت پر مشقت نہ ہو' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

((مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا، فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهِ، إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ))

''رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو کاموں سے کسی ایک کام کے اختیار کرنے کے لیے کہا جاتا تو آپ ﷺ نے ان میں سے زیادہ آسان کام کو اختیار کیا، بشرطیکہ اس میں گناہ نہ ہوتا اگر اس میں گناہ ہوتا تو آپ اس سے سب سے زیادہ

[1] بخاری، الجمعة، باب السواك يوم الجمعة (۸۸۷) ومسلم (۲۵۲)

دور ہوتے رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے بارے میں کسی معاملے میں بھی انتقام نہیں لیا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حرمت کو توڑا جا رہا ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کے لیے انتقام لیتے۔''[1]

رسول اللہ ﷺ مجسمہ رحمت وشفقت

رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے دین سراپا آسانی اور مجسمہ سہولت ہے اور مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی بنا کر بھیجا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْنِي مُعَنِّتًا وَلاَ مُتَعَنِّتًا وَلٰكِنْ بَعَثَنِي مُعَلِّمًا مُيَسِّرًا))[2]

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھے لوگوں پر سختی کرنے والا، عیب جوئی کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا بلکہ مجھے آسانی کرنے والا معلم بنا کر بھیجا ہے۔''

آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس کی تلقین کرتے اور فرماتے تم دوسرے کے ساتھ نرم مزاج اور آسانیاں پیدا کرنے والے بنو۔ تنگی داماں کو جگہ مت دو۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دیہاتی کا واقعہ بیان کیا کہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا تو لوگ اس کی طرف اٹھے تا کہ اس کی وجہ سے اسے ڈانٹیں اور ملامت کریں نبی ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب (والی جگہ) پر پانی کا ایک ڈول بہا دو۔

((فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ))[3]

''کیوں کہ تمہیں تو صرف آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہے، سختی کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔''

آپ ﷺ کو امت کی فکر

آپ ﷺ ساری ساری رات جاگ کر مصلیٰ پر کھڑے ہو کر رب کے حضور امت کے لیے

---

[1] مسلم، الفضائل، باب مباعدته للاثام واختياره..... (٢٣٢٧)

[2] مسلم، الطلاق، باب بيانِ أن تخيير امراته لا يكون طلاقا إلا بالنية (٢٠)

[3] بخاري، الوضوء، باب صب الماء على البول في المسجد (٢٢٠)

دعائیں، التجائیں کرتے رہے کہ اے اللہ! میری امت کو معاف فرما دے۔ یہ امت کے لیے محبت اور شفقت ہی تو ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وہ آیت تلاوت فرمائی جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول ہے۔

﴿ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾[1]

"اے میرے پروردگار! ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا پس جو شخص میرے پیچھے چلا وہ میرا (فرمانبردار) ہے اور جس نے میری نافرمانی کی (اس کیلئے) تو بخشنے والا مہربان ہے۔"

اور پھر وہ آیت تلاوت فرمائی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے :

﴿ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾[2]

"اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف فرما دے تو بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔"

آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) پھیلا دیے اور عرض کیا:

((اَللّٰهُمَّ أُمَّتِيْ أُمَّتِيْ وَبَكٰى))

"میری امت میری امت تو (زاروقطار) رونے لگے۔"

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"اے جبرائیل علیہ السلام محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور پوچھو کہ آپ کیوں رو رہے ہیں اور اے جبرائیل علیہ السلام تیرا رب تو جانتا ہے (کہ محمد کیوں رو رہے ہیں)۔"

---

[1] ابراهیم(٣٦)
[2] المائدہ(١١٨)

چنانچہ جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور حضرت محمد ﷺ سے دریافت کیا (آپ کیوں روتے ہیں؟) حضرت محمد ﷺ نے رونے کی وجہ بتائی اور جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو جا کر بتایا، حالانکہ اللہ تو خوب جاننے والا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

((يَا جِبْرِيْلُ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ فَقُلْ إِنَّا سَنُرْضِيْكَ فِيْ أُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْؤُكَ)) ①

''اے جبرائیل علیہ السلام! حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور بتاؤ کہ ہم تمہاری امت کے معاملے میں تمہیں خوش کر دیں گے اور ناراض نہیں کریں گی۔''

ساری امت کو جنت میں لے جانے کی خواہش

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((خُيِّرْتُ بَيْنَ الشَّفَاعَةِ وَبَيْنَ أَنْ يُّدْخَلَ نِصْفُ أُمَّتِي الْجَنَّةَ، فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ لِأَنَّهَا أَعَمُّ وَأَكْفَى أَتَرَوْنَهَا لِلْمُتَّقِيْنَ؟ لَا، وَلٰكِنَّهَا لِلْمُذْنِبِيْنَ، الْخَطَّائِيْنَ الْمُتَلَوِّثِيْنَ)) ②

''مجھے یہ اختیار دیا گیا کہ خواہ میں قیامت کے روز شفاعت کو چن لوں یا میری آدھی اُمت کو (بلا حساب و کتاب) جنت میں داخل کر دیا جائے تو میں نے اس میں سے شفاعت کو اختیار کیا ہے کیونکہ وہ زیادہ عام اور (پوری اُمت کے لئے) زیادہ کفایت کرنے والی ہوگی اور تم شاید یہ خیال کرو کہ وہ پرہیزگاروں کے لئے ہوگی؟ نہیں بلکہ وہ (میری شفاعت) بہت زیادہ گناہگاروں، خطاکاروں اور برائیوں میں مبتلا ہونے والوں کے لئے ہوگی۔''

ظلم سہہ کر بھی امت کے لیے دعائیں

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اُنھوں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: کیا آپ پر جنگِ اُحد کے دن سے بھی سخت کوئی دن آیا ہے؟ آپ ﷺ نے

① صحيح مسلم ،الايمان، باب دعاء السنى لاقعه و بكائه شفقة عليهم(٤٩٩)

② سنن ابن ماجة،الزهد، باب ذكر الشفاعة(٤٣١١)

فرمایا: مجھے تمہاری قوم سے بڑی تکلیفیں پہنچی ہیں اور مجھ پر سب سے سخت دن یومِ عقبہ کا تھا، جب میں نے خود کو (بطور نبی) ابن عبد یالیل بن عبد کلال پر پیش کیا تو اس نے میری بات نہ مانی۔ میں (طائف سے) واپس چلا آیا اور پریشانی کے آثار میرے چہرے سے عیاں تھے۔ (چلتے چلتے) اچانک میں نے دیکھا تو میں قرن الثعالب میں تھا۔ میں نے اپنا سر اُوپر اُٹھایا تو بادل کا ایک ٹکڑا مجھ پر سایہ فگن تھا۔ میں نے اس کے اندر جبریل علیہ السلام کو دیکھا۔ اُس نے مجھے ندا دی اور عرض کیا: بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ آپ کی قوم کی گفتگو اور اُن کا جواب سن لیا ہے، لہٰذا آپ کی خدمت میں پہاڑوں پر مامور فرشتے کو بھیجا ہے، تاکہ آپ اِسے کافروں کے متعلق جو چاہیں حکم فرمائیں۔ پھر پہاڑوں پر مامور فرشتے نے مجھے پکارا اور سلام عرض کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کی مرضی پر منحصر ہے، اگر آپ چاہیں تو میں اخشبین (پہاڑ) کو اُٹھا کر اُن کے اُوپر رکھ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((بَلْ أَرْجُوْ أَنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهٗ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا))[1]

''(نہیں) بلکہ مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی اَصلاب (نسلوں) سے ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو خدائے واحد کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔''

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ گویا میں نبی اکرم ﷺ کو اُسی حالت میں دیکھ رہا ہوں جبکہ آپ ﷺ انبیائے کرام میں سے کسی نبی کا ذکر فرما رہے تھے۔ جنہیں اُن کی قوم نے مارتے مارتے لہولہان کر دیا تھا اور وہ اپنے پرنور چہرے سے خون صاف کرتے ہوئے فرماتے جاتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ))[2]

''اے اللہ! میری قوم کو بخش دے کیونکہ یہ لوگ مجھے نہیں پہچانتے۔''

---

[1] صحيح بخاري، بدء الخلق، باب ذكر الملائكة (٣٠٥٩)

[2] بخاري، الأنبياء، باب حديث الغار (٣٢٩٠)

شرابی امتی پر بھی مہربانی

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عہد نبوی ﷺ میں ایک شخص تھا جس کا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا، اور وہ نبی اکرم ﷺ کو ہنسایا کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے اُس پر شراب نوشی کی حد جاری فرمائی۔ ایک روز پھر اسے آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حالتِ نشہ میں لایا گیا تو آپ ﷺ کے حکم سے اُسے کوڑے مارے گئے۔ لوگوں میں سے کسی نے کہا:

((اَللّٰهُمَّ، الْعَنْهُ مَا أَكْثَرَ مَا يُؤْتَى بِهِ؟))

"اے اللہ! اس پر لعنت فرما یہ کتنی دفعہ (اس جرم میں) لایا گیا ہے۔"

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَلْعَنُوْهُ، فَوَاللّٰهِ، مَا عَلِمْتُ إِنَّهُ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ))[1]

"اِس پر لعنت نہ بھیجو، میں جانتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے۔"

خطا کار امتی پر شفقت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں ہلاک ہوگیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں کیا ہوا؟ اُس نے عرض کیا: میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس آزاد کرنے کے لیے غلام ہے؟ اُس نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا کیا تم دو مہینوں کے متواتر روزے رکھ سکتے ہو؟ وہ عرض گزار ہوا نہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا تم ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ تو آپ ﷺ کچھ دیر خاموش رہے اور ہم وہیں تھے کہ آپ ﷺ

[1] صحيح بخاري، الحدود، باب ما يكره من لعن شارب الخمر وأنه ليس بخارج من الملة(٦٧٨٠)

کی خدمت میں ایک عرق پیش کیا گیا جس میں کھجوریں تھیں، اور عرق ایک پیمانہ ہے۔
فرمایا: سائل کہاں ہے؟ وہ عرض گزار ہوا میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ، فَقَالَ الرَّجُلُ أَعَلٰى أَفْقَرَ مِنِّي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَوَاللّٰهِ، مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا، يُرِيْدُ الْحَرَّتَيْنِ، أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ أَطْعِمْهُ أَهْلَكَ))[1]

''انہیں لے جا کر خیرات کردو (یہ تمہارا کفارہ ہے) وہ آدمی عرض گزار ہوا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا اپنے سے (بھی) زیادہ غریب پر؟ خدا کی قسم۔! ان دونوں سنگلاخ میدانوں کے درمیان (یعنی مدینہ منورہ کی وادی میں) کوئی گھر ایسا نہیں جو میرے گھر سے زیادہ غریب ہو، اس پر آپ ﷺ مسکرا دیے یہاں تک کہ پچھلے دانت مبارک نظر آنے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے اُسے فرمایا: جاؤ اپنے گھر والوں کو ہی کھلا دو (تمہارا کفارہ ادا ہو جائے گا)۔''

ناسمجھ امتی پر شفقت

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((جَآءَ أَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِيْ طَائِفَةِ الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُ النَّاسُ، فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا قَضٰى بَوْلَه أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِذَنُوْبٍ مِّنْ مَّاءٍ فَأُهْرِيْقَ عَلَيْهِ))[2]

''ایک دیہاتی آیا اور مسجد کے ایک گوشے میں پیشاب کرنے لگا۔ لوگوں نے اُسے ڈانٹا تو نبی اکرم ﷺ نے اُنہیں منع کیا۔ جب وہ پیشاب سے فارغ ہو گیا تو آپ ﷺ نے ایک ڈول پانی لانے کا حکم فرمایا جو اُس (پیشاب) پر بہا دیا گیا۔''

[1] بخاری، الصوم، باب إذا جامع في رمضان ولم يكن له شيء فتصدق عليه فليكفر (١٨٣٤) [2] بخاری، الوضوء (٢١٩)

امت کی گناہگار عورت پر شفقت

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ (ماعز بن مالک کے قصہ توبہ کے بعد) بیان کرتے ہیں اس کے بعد ایک غامدیہ عورت آئی اور عرض کرنے لگی، اے اللہ کے رسولؐ! میں نے زنا کیا ہے، مجھے پاک کر دیجیے، آپ ﷺ نے اُسے واپس بھیج دیا، دوسرے دن آ کر اُس نے پھر عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! آپ نے مجھے کیوں واپس کر دیا؟ شاید آپ مجھے ماعز کی طرح واپس کرنا چاہتے ہیں لیکن خدا کی قسم! میں زنا سے حاملہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا، اگر ایسا ہے تو پھر ابھی نہیں، واپس جاؤ اور بچہ پیدا ہونے کے بعد آنا، بچہ پیدا ہونے کے بعد وہ عورت اُس بچے کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر لائی اور عرض کیا لیجیے، یہ میرا بچہ پیدا ہو گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

((اذْهَبِي، فَأَرْضِعِيهِ حَتّٰى تَفْطِمِيهِ))

''جاؤ جا کر اِسے دودھ پلاؤ، حتی کہ اِس کی مدتِ رضاعت ختم ہو جائے۔''

((فَلَمَّا فطمَتْهُ أَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِي يَدِهِ كِسْرَةُ خُبْزٍ فَقَالَتْ هٰذَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، قَدْ فَطَمْتُه وَقَدْ أَكَلَ الطَّعَامَ، فَدَفَعَ الصَّبِيَّ إِلٰى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَحُفِرَ لَهَا إِلٰى صَدْرِهَا وَأَمَرَ النَّاسَ فَرَجَمُوْهَا، فَيُقْبِلُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بِحَجَرٍ فَرَمٰى رَأْسَهَا فَتَنَضَّحَ الدَّمُ عَلٰى وَجْهِ خَالِدٍ فَسَبَّهَا))

''جب بچے کی مدتِ رضاعت ختم ہو گئی تو وہ اُسے اِس حال میں لے کر آئی کہ اُس کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا۔ اُس نے عرض کیا لیجیے، اے اللہ کے رسولؐ! اِس کا دودھ چھوٹ گیا ہے اور اب یہ کھانا کھانے لگا ہے۔ آپ ﷺ نے وہ بچہ ایک مسلمان شخص کے حوالے کیا، اور حکم دیا کہ اُس عورت کے لئے سینہ تک ایک گڑھا کھودا جائے، اور لوگوں کو اُسے رجم کرنے کا حکم دیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایک پتھر لے کر آگے بڑھے اور اُس کے سر پر پتھر مارا، جس سے خون

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے منہ پر گرا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اُس عورت کو برا بھلا کہا۔'' نبی کریم ﷺ نے اُنہیں برا بھلا کہتے ہوئے سن لیا، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَهْلًا يَا خَالِدُ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَه، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا وَدُفِنَتْ)) [1]

''اے خالد، ایسا نہ کہو، اِس عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر (ظلماً) خراج لینے والا بھی ایسی توبہ کرتا تو اُسے بخش دیا جاتا، پھر آپ ﷺ نے اُس کے بارے میں حکم دیا اور اُس کی نمازِ جنازہ پڑھی اور پھر اُسے دفن کر دیا گیا۔''

نمازوں میں امت پر تخفیف

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (واقعہ معراج میں آپ ﷺ نے فرمایا) پھر اللہ تعالی نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔

میں لوٹ کر آیا، جب موسی علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انھوں نے پوچھا: اللہ نے کیا فرض کیا تمہاری امت پر؟۔ میں نے کہا پچاس نمازیں ان پر فرض کیں موسی علیہ السلام نے کہا تم پھر اپنے رب کے پاس واپس جاؤ کیونکہ تمھاری امت میں اس قدر طاقت نہیں میں اپنے پروردگار کے پاس لوٹ کر گیا اس نے آدھی معاف کر دیں۔ پھر میں لوٹ کر موسی علیہ السلام کے پاس آیا اوران سے بیان، کیا انھوں نے کہا کہ اپنے پروردگار کے پاس لوٹ جاؤ کیونکہ تمھاری امت میں اتنی طاقت نہیں، پھر میں اپنے پروردگار کے پاس لوٹ گیا۔ اس نے فرمایا:

((هِيَ خَمْسٌ، وَهِيَ خَمْسُونَ، لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ)) [2]

''پانچ نمازیں فرض ہیں اور وہ پچاس کے برابر ہیں میری بات نہیں بدلتی۔''

---

[1] مسلم ، الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنى(١٦٩٥)وأبو داود ،الحدود، باب المرأة التى أمر النبى ﷺ برجمها من جهينة(٤٤٤٠)

[2] صحيح بخارى(٣٤٩)وصحيح مسلم(١٦٣)

کمزروں اور مسکینوں پر آپ ﷺ کی شفقتیں

آپ ﷺ کمزروں سے بڑی محبت رکھتے ان کے معاملات کا خیال رکھتے انکی دلجوئی کرتے اور ان کے ساتھ چلنا، رہنا، کھانا' پینا پسند کرتے۔

کمزروں کی وجہ سے نماز ہلکی کر دی

نیز کمزروں پر آپ ﷺ کی شفقت اس قدر وسیع تھی کہ نماز میں بھی آپ نے ان کا خیال رکھا۔ آپ نے نماز پڑھانے والے ائمہ کو تلقین فرمائی کہ:

((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ، فَلْيُخَفِّفْ، فَإِنَّ مِنْهُمُ الضَّعِيفَ وَالسَّقِيمَ وَالكَبِيرَ، وَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ.)) ①

''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھائے تو ہلکی پڑھائے، ان میں بیمار بھی ہوتے ہیں، کمزور اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جب کوئی اکیلا نماز پڑھے تو جس قدر چاہے طویل کر لے۔''

ایک دوسری روایت میں اسطرح ہے:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِينَ، فَمَنْ أَمَّ النَّاسَ فَلْيَتَجَوَّزْ، فَإِنَّ خَلْفَهُ الضَّعِيفَ وَالكَبِيرَ وَذَا الحَاجَةِ)) ②

''تم میں سے کچھ امام لوگوں کو متنفر کر دیتے ہیں جو شخص بھی جماعت کروائے وہ مختصر نماز پڑھائے لوگوں میں کمزور، بوڑھے اور کام کاج والے بھی شامل ہوتے ہیں۔''

① صحیح بخاری ،الاذان (٧٠٤) ② بخاری ،الادب (٦١١٠)

اے معاذ! نمازیوں کا خیال رکھا کر

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چند لوگ حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے امامت کیلئے مطالبہ کیا کہ آپ ہمیں کوئی ایسا ساتھی عنایت فرمائیں جو ہمیں نماز پڑھا دیا کرے، تو آپ ﷺ نے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ امامت کرواتے رہے اور اکثر عشاء کی نماز رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں ادا کرتے اور بعد میں اپنے علاقے کے لوگوں کی امامت کرواتے، بسا اوقات پہلی دو رکعات میں حد درجہ لمبی قراءت کرتے۔ ایک دفعہ تو آپ نے سورۂ بقرہ شروع کر دی، علاقے کے لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! آپ کا بھیجا ہوا امام حد درجہ صالح اور باکمال ہے صرف ایک بات ہے کہ وہ نماز میں قراءت بہت لمبی کرتے ہیں جب کہ ہم صبح کے تھکے ماندے ہوتے ہیں، آپ ﷺ ان سے عرض کریں کہ قراءت تھوڑی سی کم کیا کریں۔ آپ ﷺ نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((يَا مُعَاذُ، أَفَتَّانٌ أَنْتَ))[1]

''اے معاذ! لوگوں کو آزمائش میں نہ ڈالا کرو۔''

اگر تجھے لمبے قیام کا شوق ہے تو اپنا یہ شوق اکیلے قیام اللیل میں پورا کر لیا کرو، جماعت کرواتے ہوئے بیمار، بوڑھوں اور عمر رسید لوگوں کا خیال رکھا کرو۔

کمزوروں پر شفقت کا سبب بیان کر دیا

آپ ﷺ کمزوروں لوگوں میں بیٹھتے انکی ضرورت کا خیال رکھتے اور فرماتے کہ مجھے ڈھونڈنا ہو تو غریبوں میں دیکھنا۔ اور ساتھ فرماتے کہ مجھے ان کے غریبوں کی دعاؤں کے سبب مال و دولت عطا کیا جاتا ہے۔

جیسا کہ نبی کریم ﷺ کو پتا چلا کہ سعد رضی اللہ عنہ کا مؤقف ہے کہ وہ امیر ہیں تو انہیں غریبوں پر

[1] مسند احمد (۹۹/۲۲،۱٤۱۹۰) و صحیح ابن حبان (۱۵۹/٦،۲٤۰۰)

فضیلت حاصل ہے۔ (جبکہ اللہ کے ہاں فضیلت تقویٰ کی بنیاد پر ہوتی ہے مال کی وجہ سے نہیں) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ إِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ)) ①

''تمہاری مدد جو کی جاتی ہے اور جو رزق دیا جاتا ہے وہ انہی کمزروں کی وجہ سے ہے (یعنی تم ان پر خرچ کرتے ہو اور وہ دعائیں کرتے ہیں انکی بدولت)۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا يَنْصُرُ اللّٰهُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ بِضَعِيْفِهَا بِدَعْوَتِهِمْ وَصَلَاتِهِمْ وَإِخْلَاصِهِمْ)) ②

''اللہ اس اُمت کی مدد اس کے ناتواں اور کمزور افراد کی دعاوں، نمازوں اور اخلاص کی بدولت کرتا ہے۔''

فقیر مسلمان امیروں سے پہلے جنت میں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَدْخُلُ فُقَرَآءُ الْمُسْلِمِيْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ بِنِصْفِ يَوْمٍ وَهُوَ خَمْسُ مِائَةِ عَامٍ)) ③

''فقیر مسلمان امیروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے۔''

ایک دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

((اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ، وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ)) ④

''میں نے جنت میں دیکھا تو مجھے جنتیوں کی زیادہ تر تعداد غریب لوگوں کی

① صحیح بخاری، الجهاد والسیر (۲۸۹٦)

② النسائی، الجهاد، باب الاستنصار بالضعیف (۳۱۷۸)

③ الترمذی، الزهد، باب ما جاء أن فقراء المهاجرین یدخلون الجنة قبل أغنیائهم (۲۳٥٤) ④ صحیح بخاری (۳۲٤۱)

دکھائی دی اور جب میں نے جہنم میں جھانکا تو وہاں اکثریت عورتوں کی تھی۔"

مسکینوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا

جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اس وقت تک کھانا نہیں کھایا کرتے تھے جب تک کوئی مسکین (یتیم) شخص ان کے ساتھ کھانے میں نہیں شریک ہوتا تھا۔ ایک روز میں ایک مسکین کو بلا کر لایا۔ وہ ان کے ساتھ کھانے لگا اور اس نے بہت کھایا۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خادم (نافع) سے کہا اب اس کو میرے پاس نہ لانا کیوں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا:

((إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَّاحِدٍ وَّالْكَافِرَ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ))[1]

"مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے (یعنی خوب پیٹ بھر کے کھانا کھاتا ہے۔)"

مسکینوں سے محبت کرو اور قرب رکھو

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ ﷺ بِخِصَالٍ مِنَ الْخَيْرِ.

"میرے خلیل (نبی اکرم ﷺ) نے مجھے اچھی خصلتوں کی وصیت فرمائی۔"

أَوْصَانِيْ بِأَنْ لَّا أَنْظُرَ إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقِيْ وَأَنْ أَنْظُرَ إِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنِيْ.

"مجھے وصیت فرمائی کہ میں (دنیاوی اعتبار سے) اپنے سے اوپر کی طرف نہ دیکھوں بلکہ اپنے سے نیچے کی طرف دیکھوں۔"

وَأَوْصَانِيْ بِحُبِّ الْمَسَاكِيْنِ وَالدُّنُوِّ مِنْهُمْ.

"مجھے مساکین سے محبت رکھنے اور ان کے قریب رہنے کی وصیت فرمائی۔"

وَأَوْصَانِيْ أَنْ أَصِلَ رَحِمِيْ وَإِنْ أَدْبَرَتْ.

[1] بخاری، الاطعمه، باب المومن یاکل فی معی واحد......(۵۳۹۳)

''اور مجھے وصیت فرمائی کہ میں صلہ رحمی کروں اگرچہ وہ (رشتہ دار) مجھ سے منہ پھیر لیں۔''

وَأَوْصَانِیْ أَنْ لَّا أَخَافُ فِیْ اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ.

''اور مجھے وصیت فرمائی کہ میں اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں۔''

وَأَوْصَانِیْ أَنْ أَقُوْلَ الْحَقَّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا.

''اور مجھے وصیت فرمائی کہ میں حق بات کہوں خواہ وہ کڑوی ہی کیوں نہ ہو۔''

وَأَوْصَانِیْ أَنْ أُكْثِرَ مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ. [1]

'' اور مجھے وصیت فرمائی کہ میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ کے ذکر کی کثرت کروں کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔''

اپنی دعوتوں میں مساکین کو بھی مدعو کرو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

((بِئْسَ الطَّعَامُ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعٰى إِلَيْهِ الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْمَسَاكِيْنُ، فَمَنْ لَّمْ يَأْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ)) [2]

''اُس دعوت ولیمہ کا کھانا بہت برا ہے جس میں امیروں کو بلایا جائے اور غریبوں کو چھوڑ دیا جائے اور جو شخص (کسی کے بلانے پر بلا کسی عذر کے اس کی) دعوت میں نہیں گیا تو اُس نے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔''

اللہ کے ہاں مساکین کا احترام

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: نبی اکرم ﷺ کے قریب سے ایک آدمی گزرا تو آپ ﷺ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص سے پوچھا: اِس کے بارے میں

[1] صحیح ابن حبان(٢/١٩٤)(٤٤٩)

[2] بخاری، النکاح (٤٨٨٢)

تمہاری کیا رائے ہے؟ اُس نے عرض کیا: یہ تو نیک آدمیوں میں سے ہے اور خدا کی قسم! اس قابل ہے کہ نکاح کا پیغام بھیجے تو قبول کیا جائے اور سفارش کرے تو منظور ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ ﷺ خاموش رہے، پھر ایک دوسرا آدمی گزرا تو آپ ﷺ نے پاس بیٹھے شخص سے پوچھا:

((مَا رَأْيُكَ فِيْ هٰذَا؟))

اِس شخص کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اُس نے عرض کیا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ هٰذَا حَرِيٌّ، إِنْ خَطَبَ أَنْ لَّا يُنْكَحَ، وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لَّا يُشَفَّعَ، وَإِنْ قَالَ أَنْ لَّا يُسْمَعَ لِقَوْلِهِ.

''اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ تو مفلس مسلمانوں میں سے ہے۔ اگر کہیں نکاح کا پیغام بھیجے تو کوئی قبول نہ کرے اور سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے اور اگر بات کرے تو کوئی اس کی بات نہ سنے۔''

اِس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ مِّلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هٰذَا)) [1]

''یہ (ایک مفلس شخص) اس (امیر شخص جیسوں) سے بھری دنیا سے بھی بہتر ہے۔''

ضعیف، لاچار اور عاجز لوگ جنت کے مہمان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((تَحَاجَّتِ النَّارُ وَالْجَنَّةُ، فَقَالَتِ النَّارُ أُوْثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِيْنَ وَالْمُتَجَبِّرِيْنَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ فَمَا لِيْ لَا يَدْخُلُنِيْ إِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ

[1] بخاري، الرقاق، باب فضل الفقر (٦٠٨٢) وابن ماجه، الزهد، باب فضل الفقراء (٤١٢٠)

وَسَقَطُهُمْ وَعَجَزُهُمْ، فَقَالَ اللّٰهُ لِلْجَنَّةِ أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي وَقَالَ لِلنَّارِ أَنْتِ عَذَابِي أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي، وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْكُمْ مِلْؤُهَا)) [1]

''(ایک مرتبہ) دوزخ اور جنت میں مباحثہ ہوا، دوزخ نے کہا مجھے جباروں اور متکبروں کی وجہ سے فضیلت دی گئی ہے، جنت نے کہا مجھے کیا ہوا ہے کہ مجھ میں تو صرف ضعیف، لاچار اور عاجز لوگ ہی داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا تم میری رحمت ہو، میں اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا تمہارے ذریعہ سے رحمت کروں گا اور دوزخ سے فرمایا تم میرا عذاب ہو، میں اپنے بندوں میں سے جس کو چاہوں گا تمہارے ذریعہ سے عذاب دوں گا اور تم میں سے ہر ایک کے لیے بھرنا لازم ہے۔''

مظلوم حاجت مند کی مدد کرنا بھی صدقہ ہے

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ، فَقَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ؟ قَالَ يَعْمَلُ بِيَدِهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ، قَالُوْا فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ؟ قَالَ يُعِيْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ، قَالُوْا فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ؟ قَالَ فَلْيَعْمَلْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلْيُمْسِكْ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا لَهُ صَدَقَةٌ))

''ہر مسلمان پر صدقہ دینا لازم ہے۔ لوگ عرض گزار ہوئے۔ اے اللہ کے نبی ﷺ! جس میں طاقت نہ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ہاتھ سے کام کرے خود بھی نفع حاصل کرے اور صدقہ بھی دے۔ انہوں نے عرض کیا: اگر یہ بھی نہ کر سکے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر مظلوم حاجت مند کی مدد کرے۔ انہوں نے عرض کیا: اگر یہ بھی نہ کر سکے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نیکی کے کام کرے اور

[1] بخاري، التفسير، باب قوله هل من مزيد(١٨٦٩) ومسلم، الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب النار يدخلها الجبارون والجنة يدخلها الضعفاء (٢٨٤٦)

برے کاموں سے رُکا رہے، اس کے لیے یہی صدقہ ہے۔''[1]

کمزور جنتی مغرور جہنمی

حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ، أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ))[2]

''کیا میں تمہیں اہلِ جنت کی پہچان نہ بتاؤں؟ ہر کمزور اور حقیر سمجھا جانے والا شخص، (مگر اس کا اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ مقام ہوتا ہے کہ) اگر وہ اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اسے ضرور سچا کر دیتا ہے۔ کیا میں تمہیں دوزخیوں کی پہچان نہ بتادوں؟ ہر سخت مزاج جھگڑالو اور مغرور شخص۔''

مسکین عورت کا آپ ﷺ نے کیسے احترام کیا!

حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((اشْتَكَتْ اِمْرَأَةٌ بِالْعَوَالِي مِسْكِينَةٌ، فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْأَلُهُمْ عَنْهَا، وَقَالَ إِنْ مَاتَتْ فَلَا تَدْفِنُوهَا حَتّٰى أُصَلِّيَ عَلَيْهَا، فَتُوُفِّيَتْ فَجَاؤُا بِهَا إِلَى الْمَدِينَةِ بَعْدَ الْعَتَمَةِ، فَوَجَدُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ نَامَ فَكَرِهُوا أَنْ يُوقِظُوهُ فَصَلَّوْا عَلَيْهَا وَدَفَنُوهَا بِبَقِيعِ الْغَرْقَدِ فَلَمَّا أَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَاؤُا فَسَأَلَهُمْ عَنْهَا، فَقَالُوا قَدْ دُفِنَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَقَدْ جِئْنَاكَ فَوَجَدْنَاكَ نَائِمًا فَكَرِهْنَا أَنْ نُوقِظَكَ، قَالَ فَانْطَلِقُوا، فَانْطَلَقَ يَمْشِي وَمَشَوْا مَعَهُ، حَتّٰى أَرَوْهُ قَبْرَهَا، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَصَفُّوا وَرَائَهُ فَصَلّٰى عَلَيْهَا وَكَبَّرَ

[1] بخاری، الزكاة، باب على كل مسلم صدقة(١٣٧٦) ومسلم، الزكاة، باب بيان أن اسم الصدقة يقع كل نوع من المعروف(١٠٠٨)

[2] بخاری، تفسير القرآن، باب عتل بعد ذلك زنيم(٤٦٣٤)والترمذی(٢٦٠٥)

أَرْبَعًا))

''اطرافِ مدینہ کے گاؤں میں سے ایک عورت بیمار ہوئی جو مفلس اور نادار تھی۔ نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اُس کا حال دریافت فرماتے رہتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ فوت ہو جائے تو میرا نماز جنازہ پڑھائے بغیر اُسے دفن نہ کرنا۔'' وہ فوت ہوگئی تو لوگ عشاء کے بعد اُسے مدینہ منورہ لائے تو نبی اکرم ﷺ کو محوِ استراحت پایا۔ صحابہ کرام نے آپ ﷺ کو جگانا مناسب نہ سمجھا اور اُس کی نماز جنازہ پڑھ کر اُسے جنت البقیع میں دفن کر دیا۔ صبح جب صحابہ کرام آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے اُس عورت کا حال دریافت فرمایا۔ اُنہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اُسے تو دفن کر دیا گیا ہے۔ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے لیکن آپ استراحت فرما تھے۔ ہم نے آپ کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ یہ سن کر آپ ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ (قبرستان) تشریف لے گئے۔ حتیٰ کہ اُنہوں نے اُس غریب عورت کی قبر کی نشاندہی کی۔ آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے پیچھے صف بنائی۔ آپ ﷺ نے اُس کی نماز جنازہ پڑھی اور چار تکبیریں ارشاد فرمائیں۔''[1]

کمزوروں کی بستی میں جا کر وقت گزارو

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((ابْغُوْنِيْ فِيْ ضُعَفَائِكُمْ، فَإِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِكُمْ))[2]

''مجھے اپنے کمزور لوگوں میں تلاش کرو بے شک تمہیں اپنے کمزور لوگوں کی وجہ سے ہی رزق دیا جاتا ہے اور ان ہی کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے۔''

پل صراط سے پہلے پہل فقراء گزریں گے

حضور نبی اکرم ﷺ کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے

[1] النسائی، الجنائز، باب الصلاة علی الجنازة باللیل (۱۹۶۹)

[2] الترمذی، الجهاد، باب ما جاء فی الاستفتاح بصعالیك المسلمین (۱۷۰۲)

پاس کھڑا تھا کہ علماء یہود میں سے ایک عالم آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا:

﴿ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ ﴾ (1)

''جس دن (یہ) زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور جملہ آسمان بھی بدل دیے جائیں گے۔''

اُس وقت لوگ کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((هُمْ فِي الظُّلْمَةِ دُوْنَ الْجِسْرِ، قَالَ فَمَنْ أَوَّلُ النَّاسِ إِجَازَةً؟ قَالَ فُقَرَآءُ الْمُهَاجِرِيْنَ)) (2)

وہ اندھیرے میں پل صراط کے قریب ہوں گے۔ اُس نے عرض کیا: سب سے پہلے پل صراط سے گزرنے کی اجازت کن لوگوں کو ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: فقراء ومہاجرین کو۔''

فقراء سے محبت کیا کرو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((أَحِبُّوا الْفُقَرَآءَ وَجَالِسُوهُمْ وَأَحِبَّ الْعَرَبَ مِنْ قَلْبِكَ))

فقراء سے محبت کرو اور اُن کی مجلس اختیار کرو اور عرب کی دل سے محبت اور عزت کرو۔'' (3)

فقراء مہاجرین جنت میں امیروں سے چالیس سال پہلے

حضرت ابوعبدالرحمن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے پاس تھا، اُن کے پاس تین شخص حاضر ہوئے، اُنہوں نے عرض کیا: اے ابو محمد! بخدا ہمیں کوئی چیز میسر نہیں ہے، خرچ، سواری، نہ سامان، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تم پسند کرو تو ہمارے پاس آ جاؤ، ہم تمہیں وہ سب دیں گے جو اللہ تمہارے

(1) إبراهيم (٤٨) (2) مسلم، الحيض (٣١٥)

(3) الحاكم في المستدرك (٣٦٨/٤) (٧٩٤٧) صحيح

لئے میسر کرے گا اور اگر تم چاہو تو ہم تمہارا معاملہ سلطان سے کہیں اور اگر تم چاہو تو صبر کرلو، کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا ہے کہ:

((إِنَّ فُقَرَآءَ الْمُهَاجِرِينَ يَسْبِقُونَ الْأَغْنِيَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى الْجَنَّةِ بِأَرْبَعِينَ خَرِيفًا قَالُوا فَإِنَّا نَصْبِرُ لَا نَسْأَلُ شَيْئًا))[1]

''فقراء مہاجرین قیامت کے دن جنت میں امیروں سے چالیس سال پہلے جائیں گے۔ اس پر اُنہوں نے کہا ہم صبر کریں گے اور کسی چیز کا سوال نہیں کریں گے۔''

نبی کریم ﷺ مسکینوں کی ضرورتیں پوری کرتے

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ الذِّكْرَ، وَيُقِلُّ اللَّغْوَ، وَيُطِيْلُ الصَّلَاةَ، وَيُقْصِرُ الْخُطْبَةَ، وَلَا يَأْنَفُ أَنْ يَّمْشِيَ مَعَ الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ فَيَقْضِيَ لَهُ الْحَاجَةَ.

''نبی اکرم ﷺ کثرت سے ذکر الٰہی فرماتے، عام بات چیت بہت کم فرماتے۔ آپ ﷺ نماز کو طویل فرماتے اور خطبے کو مختصر اور آپ ﷺ بیواؤں اور مسکینوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اُن کے ساتھ چلنے میں کوئی عار محسوس نہیں فرماتے تھے۔''[2]

مسکین بچوں کی خاطر سفارش کردی

یثرب کی بستی، کھجوروں کی بستی، اب نبی کریم ﷺ کی آمد کے بعد مدینۃ النبی کہلاتی تھی، اس میں ہر طرف مختلف باغات تھے، ایک دوسرے سے ملے ہوئے، ان کے مختلف مالکان تھے، انہی باغات میں ایک یتیم بچے کا باغ بھی تھا، اس کے ساتھ ایک دوسرے

[1] مسلم، الزهد والرقائق(٢٩٧٩) والبيهقي في شعب الإيمان(٣٠١/٧)
[2] النسائي، الجمعة، باب ما يستحب من تقصير الخطبة(١٤١٤)صحيح

آدمی کا باغ بھی تھا، کھجوروں کے درخت اس طرح آپس میں ملے ہوئے تھے کہ آندھی اور بارش میں کھجوریں نیچے گر پڑتیں تو پھر تمیز کرنا مشکل ہو جاتی کہ یہ کس درخت سے گری ہیں ۔یتیم نے سوچا کہ کیوں نہ میں دیوار سے اپنے باغ کو علیحدہ کرلوں ،تاکہ ملکیت واضح ہو جائے ،کسی قسم کا تنازع اور جھگڑا نہ کھڑا ہو۔ چنانچہ اس نے دیوار بنانا شروع کی ،جب اس نے دیوار بنانا شروع کی تو اس کے ہمسائے کی کھجور کا درخت درمیان میں حائل ہو گیا ،دیوار سیدھی اس صورت میں ہوتی تھی جب اس کو یہ درخت مل جاتا۔

وہ یتیم بچہ اپنے ہمسائے کے پاس گیا اور کہا کہ آپ کے باغ میں بہت ساری کھجوریں ہیں ،میں دیوار بنا رہا ہوں آپ کی ملکیت کی ایک کھجور راستے میں رکاوٹ بن رہی ہے ،یہ کھجور مجھے دے دیں تو میری دیوار سیدھی ہو جائے گی ،اس شخص نے انکار کر دیا۔اس بچے نے کہا کہ اچھا آپ مجھ سے اس کی قیمت لے لیں ،تاکہ میں اپنی دیوار سیدھی کرلوں ۔اس نے کہا کہ میں اسے بیچنے پر بھی تیار نہیں ۔یتیم نے خوب اصرار کیا ،ہمسائیگی کا واسطہ دیا ،مگر اس پر دنیا سوار تھی ،نہ یتیمی کا لحاظ نہ ہمسائیگی کا پاس۔

یتیم نے کہا کہ دیکھیں کیا میں اپنی دیوار نہ بناؤں ،اس کو سیدھا نہ کروں ہمسائے نے کہا: یہ تمہارا معاملہ ہے ،تم جانو تمہارا کام جانے !تمہاری دیوار سیدھی رہے یا ٹیڑھی ،مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ،مگر میں کھجور کو فروخت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں یتیم جب اس سے مکمل مایوس ہو گیا تو خیال آیا کہ ایک ایسی شخصیت ہیں اگر وہ سفارش کر دیں تو میرا کام بن سکتا ہے۔دل میں خیال آتے ہی قدم مسجدِ نبوی کی جانب اٹھ گئے۔

یہ قصہ باعثِ تعجب ہے کہ آپ ﷺ کے صحابہ کو آپ ﷺ سے کس قدر محبت تھی اور آپ کے الفاظ کا کس قدر پاس تھا۔وہ یتیم بچہ جب مسجدِ نبوی میں آیا تو سیدھا اللہ کے رسول ﷺ کے پاس پہنچا ،عرض کیا: یا رسول اللہ ! میرا باغ فلاں آدمی کے باغ سے ملا ہو ہے ،میں ان کے درمیان دیوار بنا رہا ہوں ،مگر دیوار اس وقت تک سیدھی نہیں بنتی جب

تنگ راستے میں آنے والی ایک کھجور میری ملکیت نہ بن جائے، میں نے اس کے مالک سے عرض کیا کہ وہ مجھے فروخت کردے، میں نے اس کی منت سماجت بھی کی، مگر اس نے انکار کر دیا ہے، اللہ کے رسول ﷺ! میری اس سے سفارش کر دیں کہ وہ مجھے کھجور دے دے! آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا: تمہارا باغ اس یتیم کے باغ سے ملا ہوا ہے، یہ یتیم بچہ دیوار بنا کر اپنے باغ کو تمہارے باغ سے علیحدہ کرنا چاہتا ہے، تمہاری ایک کھجور اس کی راہ میں رکاوٹ ہے، تم ایسا کرو کہ اپنے بھائی کو یہ کھجور دے دو! اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے پھر فرمایا: اپنے بھائی کو کھجور دے دو اور میں تمہیں جنت میں کھجور کی ضمانت دیتا ہوں۔ اس شخص نے اتنی بڑی پیشکش سننے کے باوجود کہا: نہیں، میں کھجور نہیں دے سکتا۔ آپ ﷺ اب خاموش ہو گئے، اس سے زیادہ کچھ کہنا آپ ﷺ نے مناسب نہ جانا!

حضرات صحابہ خاموشی سے ساری گفتگو سن رہے تھے، حاضرین مجلس میں حضرت ابو دحداح رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔ مدینے میں ان کا بڑا خوبصورت باغ تھا، ۶۰۰ کھجور کے درختوں پر مشتمل باغ اپنے پھل کے سبب بڑا مشہور تھا۔ اس باغ کی کھجوریں اعلیٰ قسم کی شمار ہوتی تھیں، منڈی میں ان کی بڑی شہرت تھی۔

مدینے کے بڑے بڑے تاجر اس بات کی حسرت اور خواہش کرتے تھے کہ کاش! یہ باغ ان کی ملکیت ہوتا۔ ابو دحداح رضی اللہ عنہ نے اس باغ کے وسط میں اپنا خوبصورت سا گھر تعمیر کر رکھا تھا، بیوی اور بچوں کے ساتھ وہیں رہائش پذیر تھے، میٹھے پانی کے کنویں نے اس باغ کی اہمیت کو اور زیادہ بڑھا دیا تھا۔ ابو دحداح رضی اللہ عنہ نے جب اللہ کے رسول ﷺ کی پیش کش کو سنا تو دل میں خیال آیا کہ اس دنیا کا کیا ہے؟ آج نہیں تو کل مرنا ہے، اور پھر ہمیشہ کی زندگی، عیش و آرام یا دکھ و آلام کی زندگی۔ اگر جنت میں ایک کھجور مجھے بھی مل جائے تو کیا کہنے! آگے بڑھے اور کہا: اللہ کے رسول ﷺ! یہ جو پیش کش آپ

نے کی ہے، صرف اسی شخص کے لیے ہے یا اگر میں اس آدمی سے اس کھجور کو خرید کر اس یتیم بچے کو دے دوں تو مجھے بھی جنت میں کھجور ملے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''ہاں تمہارے لیے بھی جنت میں کھجور کی ضمانت ہے۔''

اب ابو دحداح رضی اللہ عنہ سوچنے لگے کہ ایسی کون سی چیز ہے جو میں اس شخص کو دے کر اس سے وہ کھجوریں خرید لوں، اور پھر اس یتیم کو دے دوں۔ پھر اچانک ہی ایک عجیب فیصلہ کیا، اس آدمی سے مخاطب ہوئے، کہا: سنو! تم میرے باغ سے واقف ہو جس میں میرے ٦٠٠ کھجوروں کے درخت، گھر اور کنواں ہے۔

اس نے کہا: مدینے میں کون ہو گا جو اس باغ کو نہ جانتا ہو! کہا: تم ایسا کرو کہ میرا سارا باغ اس ایک کھجور کے بدلے میں لے لو۔ اس آدمی کو اپنے کانوں پر اعتبار نہ آیا، اس نے مڑ کر ابو دحداح رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا، پھر لوگوں کی طرف دیکھ کر گویا ہوا: سن رہے ہو ، ابو دحداح کیا کہہ رہا ہے؟ ابو دحداح رضی اللہ عنہ نے پھر اپنی بات کو دہرایا، لوگوں کو اس پر گواہ بنایا، چنانچہ اس ایک کھجور کے بدلے میں اپنا سارا باغ، کنواں اور گھر اس آدمی کے حوالے کر دیا۔

جب اس کھجور کے مالک بن گئے تو اس یتیم بچے سے کہا: آج کے بعد وہ کھجور تمہاری ، میں نے تم کو تحفے میں دے دی، اب اپنی دیوار سیدھی بناؤ، اب تمہارے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ ہوگی۔

اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ کی طرف رخ کیا، عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا اب میں جنت میں کھجور کا مستحق ہو گیا ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((کَمْ مِنْ عِذْقٍ رِدَاحٍ لِأَبِي الدَّحْدَاحِ فِي الْجَنَّةِ))[1]

''ابو دحداح کے لیے جنت میں کتنے ہی کھجوروں کے جھنڈ ہیں۔''

[1] مسند احمد (٣/١٤٦)

اس حدیث کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ الفاظ ایک دو یا تین مرتبہ نہیں بلکہ خوشی کے ساتھ متعدد بار دہرائے، حتیٰ کہ ابو دحداح رضی اللہ عنہ وہاں سے روانہ ہوئے۔ جنت میں باغات کی خوشخبری پانے کے بعد باغ کی طرف روانہ ہوئے۔ دل میں خیال آیا کہ ذاتی کپڑے، کچھ ضروری اغراض کی اشیاء تو وہاں سے لیتا آؤں۔ باغ کے دروازے پر آئے، اندر سے بچوں کی آوازیں سنائی دیں، بیوی گھریلو کام کاج میں مصروف بچے کھیل رہے ہیں۔ خیال آیا کہ اندر جا کر بیوی کو خبر سناؤں، مگر پھر دروازے ہی پر رک گئے آواز دی: اے ام دحداح! ام دحداح نے بڑا تعجب کیا کہ آج ابو دحداح باغ سے باہر دروازے پر کیوں رک گئے ہیں، اندر کیوں نہیں آتے؟ دوبارہ آواز آئی: ام دحداح؟ جواب دیا: حاضر اے ابو دحداح! فرمایا: اس باغ سے بچوں سمیت باہر نکل آؤ، میں نے اس کو فروخت کر دیا ہے۔

ام دحداح رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ نے اس کو بیچ دیا ہے۔ کس کو فروخت کیا ہے، کون خریدار ہے، کتنے میں؟ فرمایا: میں نے اس کو جنت میں ایک کھجور کے بدلے میں فروخت کر دیا ہے۔ ام دحداح رضی اللہ عنہا نے کہا:

اللّٰهُ اَكْبَرُ !رَبِحَ الْبَيْعَ يَا اَبَا الدَّحْدَاحِ .

''اللہ اکبر! آپ نے بڑا ہی منافع بخش سودا کیا ہے۔''

اب باغ میں داخل نہ ہونا۔ بڑا ہی فائدہ مند سودا ہوا ہے، جنت میں ایک درخت ،جس کے نیچے گھڑسوار ستر برس چلتا رہے تو اس کا سایہ ختم نہ ہو۔ ام دحداح رضی اللہ عنہا نے بچوں کو پکڑا ،ان کی جیبوں کو ٹٹولا، جو کچھ ان میں تھا ان کو نکالا، کہا کہ اب یہ رب کا ہو گیا ہے ہمارا نہیں، اور خالی ہاتھ باغ سے باہر نکل آئیں۔

ابو دحداح اور ام دحداح رضی اللہ عنہما کا یہ قدم، یہ کارنامہ کوئی معمولی نہیں، اللہ کے رسول کی خواہش کو پورا کرنے کے لیے اپنی سب سے قیمتی چیز کو رب کی راہ میں لٹا دیا۔ اپنے آباد گھر

باغ، کنویں کو چھوڑا اور ہمارے لیے مثالیں قائم کر گئے کہ اس کو کہتے ہیں حقیقی محب، محب صادق۔ اللہ کے رسول ﷺ سے محبت کرنے والے۔ ابو دحداح اور ام دحداح رضی اللہ عنہما! تم پر اللہ کی رحمت کی بارش ہو، تم نے کتنی قربانی اور ایثار کا مظاہرہ کیا، بلاشبہ تمہارا یہ کارنامہ تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا گیا۔

غلاموں پر آپ ﷺ کی شفقتیں

آپ ﷺ کی شفقت اس قدر وسیع تھی کہ غلاموں کو بھی گھیرے ہوئے تھیں وہ غلام جس کے کچھ حقوق نہ تھے جس کا اپنا وجود معاشرے ہی کے لیے تھا اپنی ذات کے لیے کچھ حقوق' نہ کوئی مطالبہ بلکہ ظلم کے اندر پس رہے تھے مگر جناب محمد ﷺ نے غلاموں ،نوکروں چاکروں کے بھی حقوق مقرر کیے تاکہ انہیں بھی جینے کی تمنا ہو ،اور زندگی رب کی عبادت کے لیے عمدہ لگے۔ آپ نے غلاموں اور نوکروں کو ایک انسانی بھائی کے روپ میں متعارف کروایا۔

تمہارے غلام تمہارے بھائی جیسے ہیں

معرور کہتے ہیں کہ میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے (مقام) ربذہ میں ملاقات کی اور ان کے جسم پر جس قسم کا تہبند اور چادر تھا اسی قسم کی چادر اور تہبند ان کے غلام کے جسم پر تھا، میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے اس کا سبب پوچھا تو وہ کہنے لگے کہ میں نے ایک شخص کو (جو میرا غلام تھا) گالی دی یعنی اس کو ماں سے غیرت دلائی تھی ، یہ خبر نبی ﷺ (کو پہنچی تو آپ ﷺ) نے (مجھ سے) فرمایا کہ اے ابوذر!:

((أَعَيَّرْتَهُ بِأُمِّهِ؟ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ، إِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ، جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ ،فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ، فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ،وَلاَ تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ))

''کیا تم نے اسے اس کی ماں کی غیرت دلائی ہے،تم ایسے آدمی ہو کہ (ابھی) تم میں

جاہلیت (کا اثر باقی) ہے تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں، ان کو اللہ نے تمہارے قبضہ میں دیا ہے، جس شخص کا بھائی اس کے قبضہ میں ہو اسے چاہئے کہ جو خود کھائے اس کو بھی کھلائے اور جو خود پہنے وہی اس کو پہنائے اور (دیکھو) اپنے غلاموں سے اس کام کا نہ کہو جو ان پر شاق ہو اور اگر ایسے کام کی ان کو تکلیف دو تو خود بھی ان کی مدد کرو۔"[1]

غلاموں کے حقوق ادا کرو

آپ ﷺ نے آخری ایام میں فرمایا تھا:

((اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَلصَّلَاةُ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ))[2]

"اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو۔ نماز کا خیال رکھو اور غلاموں کے حقوق ادا کرو"

آپ ﷺ یہ الفاظ بار بار کہہ رہے تھے۔

غلاموں سے بیٹوں جیسا سلوک کرو

ایک حدیث میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَأَكْرِمُوهُمْ كَكَرَامَةِ أَوْلَادِكُمْ))[3]

"غلاموں کے ساتھ بیٹوں جیسا سلوک کرو۔"

غلاموں سے بدسلوکی کرنے والے کی سزا

سنن ترمذی میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَيِّئُ الْمَلَكَةِ))[4]

"جو شخص اپنے ماتحتوں سے بدسلوکی کرے گا وہ ہرگز جنت میں نہیں جائے گا۔"

---

[1] صحيح بخارى ، الإيمان(٣٠) [2] صحيح ابن ماجة للالبانى (١٦٢٥)

[3] سنن ابن ماجة(٣٦٩١)فيه ضعف

[4] جامع الترمذى (١٩٤٦)فيه ضعف

غلاموں کے کھانے پینے کا خیال رکھو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا صَنَعَ لِأَحَدِكُمْ خَادِمُهُ طَعَامَهُ، ثُمَّ جَاءَهُ بِهِ، وَقَدْ وَلِيَ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ، فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهُ، فَلْيَأْكُلْ، فَإِنْ كَانَ الطَّعَامُ مَشْفُوهًا قَلِيلًا، فَلْيَضَعْ فِي يَدِهِ مِنْهُ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ)) ①

''جب تم میں سے کسی کا خادم اس کے لیے اس کا کھانا تیار کرے پھر اسے لے کر حاضر ہو اس حال میں کہ اس نے اس گرمی اور دھوئیں کو برداشت کیا ہو تو آقا کو چاہیے کہ وہ اسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھلائے پس اگر کھانا بہت ہی کم ہو تو کھانے میں اسے ایک یا دو لقمے اس کے ہاتھ پر رکھ دے۔''

عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ صاحب اقتدار یا مال دار لوگ اپنے ماتحت افراد کو گالی گلوچ کرتے ہیں ان کے لیے نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں جنہیں ایک شریف آدمی سن بھی نہیں سکتا اور بعض اوقات ان کے لیے تباہی و بربادی کی بددعا کرنا شروع کر دیتے ہیں اسلام سلامتی دیتا ہے نبی کریم ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت ابو الیسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((أَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ، وَأَلْبِسُوهُمْ مِمَّا تَلْبَسُونَ، وَكَانَ أَنْ أَعْطَيْتُه مِنْ مَتَاعِ الدُّنْيَا أَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ حَسَنَاتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ②

''اپنے غلاموں کو وہی چیز کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور انہیں وہی کپڑا پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو۔ میں اُسے دنیا کا سامان دے دوں یہ میرے لیے اس سے زیادہ آسان ہے کہ وہ قیامت کے دن میری نیکیاں لے لے۔''

① مسلم، الأیمان (١٦٦٣) وابو داود (٣٨٤٦)

② مسلم، الزھد (٣٠٠٧) والبخاری فی الأدب المفرد (١٨٧)

اپنے خادموں کے لیے بددعا نہ کرو

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَدْعُوْا عَلٰی أَنْفُسِکُمْ، وَلَا تَدْعُوْا عَلٰی أَوْلَادِکُمْ، وَلَا تَدْعُوْا عَلٰی خَدَمِکُمْ، وَلَا تَدْعُوْا عَلٰی أَمْوَالِکُمْ، لَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی سَاعَةَ نَیْلٍ فِیْهَا عَطَاءٌ، فَیَسْتَجِیْبَ لَکُمْ))[1]

''بددعا نہ کرو اپنے اوپر، نہ اپنی اولاد پر، نہ اپنے خادموں پر، اور نہ اپنے مالوں پر کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ گھڑی ایسی ہو جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔''

غلاموں پر زیادتی کا حساب ہوگا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے سامنے بیٹھا اور عرض کیا کہ میرے غلام، نوکر مجھ سے جھوٹ بولتے خیانت کرتے اور میری نافرمانی کرتے ہیں۔ لہٰذا میں انہیں گالیاں دیتا اور مارتا ہوں، مجھے بتایئے کہ میرا اور ان کا کیا حال ہوگا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

''ان کی خیانت نافرمانی اور جھوٹ بولنے کا تمہاری سزا سے تقابل کیا جائے گا۔ اگر سزا ان کے جرموں کے مطابق ہوئی تو تم اور وہ برابر ہو گئے نہ ان کا تم پر حق رہا اور نہ تمہارا ان پر اگر تمہاری سزا کم ہوئی تو یہ تمہاری فضیلت کا باعث ہوگا اور اگر تمہاری سزا ان کے جرموں سے بڑھ گئی تو تم سے بدلہ لیا جائے گا۔''

پھر وہ شخص روتا چلاتا ہوا وہاں سے چلا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے قرآن کریم نہیں پڑھا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

[1] ابو داود، باب النهي عن أن يدعو الإنسان على أهله وماله (١٥٣٢)

﴿ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴾ ①

''اور قیامت کے دن ہم انصاف کے ترازو قائم کریں گے پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی عمل ہوگا تو اسے بھی ہم لے آئیں گے اور ہم ہی حساب لینے کے لئے کافی ہیں۔''

اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں ان کے اور اپنے لئے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں دیکھتا کہ انہیں آزاد کروں میں آپ کو گواہ بنا کر آزاد کرتا ہوں۔ ②

ہر روز ستر مرتبہ اپنے غلام کو معاف کرو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ!

((كَمْ نَعْفُوْ عَنِ الْخَادِمِ ؟ فَصَمَتَ، ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ الْكَلَامَ، فَصَمَتَ، فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ، قَالَ اعْفُوْا عَنْهُ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً)) ③

''ہم خادم کا کس حد تک جرم معاف کریں؟ آپ ﷺ خاموش رہے اس نے پھر وہی بات کہی آپ ﷺ پھر خاموش رہے جب تیسری مرتبہ اس نے یہ بات کہی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ۔ ہر روز ستر مرتبہ اپنے غلام کو معاف کرو۔''

آپ ﷺ اپنے خادموں کے ساتھ مہربان

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((كُنْتُ أَبِيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوْئِهِ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِيْ، سَلْ، فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِيْ

① الانبياء (٤٧)
② صحيح ترمذى، تفسير القرآن، باب سورة الأنبياء (٣١٦٥) وأحمد (٦/ ٢٨٠)
③ ابو داود، الأدب، باب فى حق المملوك (٥١٦٤) وترمذى (١٩٤٩)

الْجَنَّةَ قَالَ أَوْ غَيْرَ ذَالِكَ؟ قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ، قَالَ: فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ))[1]

''میں رات نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں گزارتا تھا اور آپ ﷺ کے وضو اور حاجت (وغیرہ) کے لیے پانی لاتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا (اے ربیعہ رضی اللہ عنہ) مانگو، میں نے عرض کیا (یا رسول اللہ!) میں جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے علاوہ اور کچھ؟ میں نے عرض کیا: مجھے یہی کافی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: پھر کثرت سجود کے ذریعے اپنی ذات کے معاملے میں میری مدد کرو۔''

غلام پر زیادتی کا کفارہ

ابو علی سُوید بن مقرن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((كُنَّا بَنِيْ مُقَرِّنٍ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ لَنَا إِلَّا خَادِمٌ وَاحِدَةٌ، فَلَطَمَهَا أَحَدُنَا، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ أَعْتِقُوْهَا))[2]

''مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ہم سات بھائی تھے لیکن ہماری خدمت کرنے والی صرف ایک لونڈی تھی۔ ایک دفعہ ہمارے چھوٹے بھائی نے اسے تھپڑ مار دیا تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ اسے آزاد کر دو۔''

غلاموں، خادموں کے بارے اللہ سے ڈرو

حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((كُنْتُ أَضْرِبُ غُلَامًا لِي بِالسَّوْطِ فَسَمِعْتُ صَوْتًا مِّنْ خَلْفِيْ اِعْلَمْ أَبَا مَسْعُوْدٍ، فَلَمْ أَفْهَمِ الصَّوْتَ مِنَ الْغَضَبِ، قَالَ فَلَمَّا دَنَا مِنِّيْ إِذَا

[1] مسلم، الصلاة، باب فضل السجود والحث عليه (٤٨٩) وأبو داود (١٣٢٠)

[2] صحيح مسلم، الايمان، باب صحبة المماليك وكفارة من لطم عبده (١٦٥٨)

هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَإِذَا هُوَ يَقُوْلُ اعْلَمْ أَبَا مَسْعُوْدٍ، اِعْلَمْ أَبَا مَسْعُوْدٍ، قَالَ فَأَلْقَيْتُ السَّوْطَ مِنْ يَدِي، فَقَالَ اعْلَمْ أَبَا مَسْعُوْدٍ، أَنَّ اللّٰهَ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلٰى هٰذَا الْغُلَامِ، قَالَ فَقُلْتُ لَا أَضْرِبُ مَمْلُوْكًا بَعْدَهُ أَبَدًا)) [1]

''میں اپنے ایک غلام کو چابک سے مار رہا تھا کہ اچانک میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی، اے ابو مسعود! جان لو! میں غصے کی وجہ سے اُس آواز کو پہچان نہ سکا۔ جب وہ (آواز دینے والا) میرے قریب ہوا تو میں نے پہچانا کہ وہ نبی اکرم ﷺ تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے، اے ابو مسعود! جان لو، اے ابو مسعود! جان لو، حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے ہاتھ سے چابک پھینک دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو مسعود! جان لو کہ جتنا تم اِس غلام پر قادر ہو اللہ تعالیٰ تم پر اُس سے زیادہ قادر ہے۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: میں آئندہ کسی غلام کو کبھی بھی نہیں ماروں گا۔''

غلاموں کو آزاد کرنا مومنوں کے ایمان کی نشانی ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۞ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۞ ﴾ [2]

''وہ تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے کھلاتے ہیں مسکین، یتیم اور قیدیوں کو، نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں نہ شکر گزاری''

غلام آزاد کرنا بہت بڑی نیکی ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ

[1] مسلم، الأيمان(١٦٥٩)والترمذی(١٩٤٨) [2] الدهر(٨-٩)

اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴾[1]

''ساری اچھائی مشرق ومغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر، اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں یتیموں مسکینوں، مسافروں، اور سوال کرنے والوں کو دے، غلاموں کو آزاد کرے نماز کی پابندی اور زکوۃ کی ادائیگی کرے جب وعدہ کرے تب اسے پورا کرے، تنگ دستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں۔''

اسلام کی غلاموں پر مہربانی

اسلام نے اپنے ماننے والوں کی غلطیوں کے ازالے کے لیے غلاموں کو آزاد کرنے کا حکم دے کر قیدیوں اور غلاموں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَئًا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَئًا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ﴾[2]

''کسی مومن کا دوسرے مومن کو قتل کر دینا زیبا نہیں مگر غلطی سے ہو جائے جو شخص کسی مسلمان کو بلا قصد مار ڈالے اس پر ایک مسلمان غلام کی گردن آزاد

[1] البقرہ (۱۷۷) [2] النساء (۹۲)

کرنا مقتول اور عزیزوں کو خون بہا پہنچانا ہے، ہاں یہ بات ہے کہ وہ لوگ بطور صدقہ معاف کردیں اور اگر مقتول تمہاری دشمن قوم کا ہو اور وہ مسلمان تو صرف ایک مومن غلام کی گردن آزاد کرنی لازمی ہے اور اگر مقتول اس قوم سے ہو کہ تم میں اور ان میں عہد و پیمان ہے تو خون بہا لازم ہے جو اس کے کنبے والوں کو پہنچایا جائے اور ایک مسلمان غلام آزاد کرنا بھی لازمی ہے۔"

﴿وَ الَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىِٕهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۳﴾[1]

"جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی کہی ہوئی بات سے رجوع کرلیں، تو انکے ذمہ آپس میں ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہے اسکے ذریعے تم نصیحت کئے جاتے ہو، اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔"

غلام کی آزادی پر جہنم سے آزادی

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَيُّمَا امْرِيٍ مُسْلِمٍ أَعْتَقَ مُسْلِمًا اِسْتَنْقَذَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ))[2]

"جس مسلمان آدمی نے کسی مسلمان آدمی کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کو اس کے ہر عضو کے بدلے جہنم سے آزاد کردیں گے"

اور ابوداود کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ أَعْتَقَتْ اِمْرَأَةً مُّسْلِمَةً كَانَتْ فِكَاكُهَا مِنَ النَّارِ))

---

[1] المجادله (٤،٣)

[2] صحيح بخاری، العتق، باب فی العتق وفضله(٢٥١٧)

''اور جس مسلمان عورت نے کسی مسلمان عورت کو آزاد کیا تو وہ اس کے لیے جہنم سے خلاصی کا موجب بن جائے گی''[1]

معلوم ہوا کسی مرد و عورت کو آزادی دلانا جہنم سے آزادی کا ذریعہ ہے اسی فضیلت کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ نے تریسٹھ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ستاسٹھ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ستر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محاصرے کے دوران بیس، حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے سو، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار، حضرت ذوالکلاع حمیری رضی اللہ عنہ نے ایک دن میں آٹھ ہزار اور حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے تیس ہزار غلام آزاد کیے۔[2]

غلام کے لیے دوہرا اجر

ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ، وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ))[3]

''تین شخص ایسے ہیں کہ جن کے لئے دوگنا ثواب ہے (ایک) وہ شخص جو اہل کتاب میں سے ہو اپنے نبی پر ایمان لایا ہو اور محمد پر بھی ایمان لائے اور (دوسرا وہ) مملوک غلام جب کہ وہ اللہ کے حق کو اور اپنے مالکوں کے حق کو ادا کرتا رہے اور (تیسرے) وہ شخص جس کے پاس لونڈی ہو جس سے وہ ہم بستری کرتا ہے، اس نے اسے ادب دیا اور عمدہ ادب دیا اور اسے تعلیم کی اور عمدہ تعلیم کی پھر اسے آزاد کر دیا اور اس سے نکاح کر لیا اس کے لئے دوگنا ثواب ہے۔''

[1] ابو داؤد، العتق، باب أي الرقاب أفضل (٣٩٦٧) صحيح
[2] سبل السلام (١٩٥٥/٤) [3] بخاري، العلم (٩٧)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

((العَبْدُ إِذَا نَصَحَ سَيِّدَهُ، وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ، كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ)) ①

''غلام جب اپنے مالک کی خیر خواہی کرے اور اپنے پروردگار کی اچھی طرح عبادت کرے تو اس کو دو چند ثواب ملے گا۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوكِ الصَّالِحِ أَجْرَانِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَالْحَجُّ وَبِرُّ أُمِّي، لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَمُوتَ وَأَنَا مَمْلُوكٌ)) ②

''نیک بخت غلام کے لیے جو کسی کی ملکیت میں ہو دوہرا ثواب ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور حج اور ماں کے ساتھ احسان کرنا نہ ہوتا تو میں پسند کرتا کہ کسی کا غلام ہو کر مروں۔''

درست بات یہ ہے کہ والذی نفسی بیدہ سے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کا کلام ہے۔

آپ ﷺ نے غلاموں اور خادموں کا احترام کیا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَاءَ خَدَمُ الْمَدِينَةِ بِآنِيَتِهِمْ فِيهَا الْمَاءُ فَمَا يُؤْتَى بِإِنَاءٍ إِلَّا غَمَسَ يَدَهُ فِيهَا فَرُبَّمَا جَاؤُوهُ فِي الْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمِسُ يَدَهُ فِيهَا))

''نبی اکرم ﷺ جب صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو مدینہ منورہ کے خدام پانی سے بھرے اپنے اپنے برتن لے آتے، آپ ﷺ اُن برتنوں میں اپنا

① بخاری، العتق، باب العبد إذا احسن عبادة ربّه ونصح سيّده (٢٥٤٦)

② صحيح بخاری (٢٥٤٨)

ہاتھ ڈبو دیتے، بسا اوقات وہ (سخت) سردیوں کی صبح پانی لے کر آتے آپ ﷺ پھر بھی اُس میں اپنا ہاتھ (انہیں برکت عطا کرنے کے لئے) ڈبو دیتے۔''①

غلاموں کے مسائل حل کرو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

((إِنْ كَانَتِ الْأَمَةُ مِنْ إِمَاءِ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَتَأْخُذُ بِيَدِ رَسُوْلِ ﷺ فَتَنْطَلِقُ بِهِ حَيْثُ شَائَتْ))②

''مدینہ طیبہ کی لونڈیوں میں سے اگر کوئی لونڈی نبی اکرم ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر (آپ ﷺ کو اپنے کسی مسئلہ کے حل کے لئے) کہیں لے جانا چاہتی تو لے جا سکتی تھی۔''

غلاموں کو اپنے مالک کا حق ادا کرنے کا صلہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((عُرِضَ عَلَيَّ أَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ شَهِيْدٌ وَعَفِيْفٌ مُّتَعَفِّفٌ وَعَبْدٌ أَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ وَنَصَحَ لِمَوَالِيْهِ))③

''میرے سامنے سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے تین شخص پیش کیے گئے، شہید، پاک دامن اور حرام وشبہات سے بچنے والا شخص اور وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی اچھی طرح کرتا ہے اور اپنے مالکوں کی خیر خواہی بھی۔''

خادم پر تخفیف کرنے کا اجر

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

---

① مسلم، الفضائل، باب قرب النبی ﷺ من الناس وتبرکهم به(٢٣٢٤)

② البخاری، الأدب، باب الكبر (٥٧٢٤)

③ الترمذی، فضائل الجهاد، باب ما جاء في ثواب الشهداء(١٦٤٢)

((مَا خَفَّفْتَ عَنْ خَادِمِكَ مِنْ عَمَلِهِ كَانَ لَكَ أَجْرًا فِيْ مَوَازِيْنِكَ))[1]

''تم اپنے خادم کی ذمہ داریوں میں جتنی تخفیف کرو گے، اُس کے بدلہ میں اتنا ہی تمہارے نامہ اعمال کے پلڑے میں اُس کا اجر ہو گا۔''

[1] صحيح ابن حبان، العتق، باب صحبة المماليك (٤٣١٤)

یتیموں پر آپ ﷺ کی شفقتیں

دور جاہلیت میں بہت ہی برے رسم ورواج رائج تھے۔عورتوں سے برا سلوک، بچیوں کو زندہ درگور کرنا، عورتوں کی نحوست..... ایسے ہی جس بچے کا باپ فوت ہو جاتا اس بچے کو لوگ منحوس سمجھتے، عار جانتے۔

یتیم جس گھر پاؤں رکھ لیتا لوگ سمجھتے اب یہاں تباہی اور بربادی آجائے گی انتہادرجہ کی نفرت کی جاتی تھی یتیم سے۔جبکہ آج بھی معاشرے میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو یتیم کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

ضرورت ہے کہ لوگوں کو رب کا قرآن پڑھ کر سنایا جائے' محمد کریم ﷺ کی جو شفقتیں اور محبتیں یتیموں کے ساتھ تھیں انہیں لوگوں تک پہنچایا جائے تاکہ لوگ یتیموں سے پیار کریں۔اللہ تعالیٰ نے جناب محمد کریم ﷺ کو یتیم بنا کر یتیموں کی دادرسی فرمائی ارشاد ہوتا ہے:

﴿ اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰى ۝۶ وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝۷ وَ وَجَدَكَ عَآىِٕلًا فَاَغْنٰى ۝۸ فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝۹ وَ اَمَّا السَّآىِٕلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝۱۰ وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝۱۱ ﴾ [1]

''بھلا اس نے تمہیں یتیم پا کر جگہ نہیں دی؟، (بیشک دی) اور راستے سے ناواقف دیکھا تو سیدھا راستہ دکھایا، اور تنگدست پایا تو غنی کر دیا، تو تم بھی یتیم کو ڈانٹا نہ کرنا، اور مانگنے والے کو جھڑکی نہ دینا، اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کا بیان کرتے رہنا''

[1] الضحیٰ (۶-۱۱)

نیز اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو یتیموں کا ماٰوی بنایا تا کہ یتیم یتیمی کے آنسو بہانے کی بجائے صبر وشکر کے ساتھ اللہ کی منشا پر خوش رہے۔

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے ماں باپ زندہ ہیں اور وہ ان کے سایہ شفقت سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ آخر میں میں اپنے آپ کو اور ہر اس شخص کو جس کے والدین اس کے گھر میں موجود ہیں نصیحت کرتا ہوں کہ آؤ اپنے والدین کی خدمت کر کے جنت کے حصول کو ممکن بنائیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جنت ماں کے قدموں تلے اور باپ کو جنت کا دروازہ بنایا ہے۔

یتیم بچوں کی پرورش کرنے والی عورت کی عظمت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا أَوَّلُ مَنْ يُفْتَحُ لَهُ بَابُ الْجَنَّةِ إِلَّا أَنَّهُ تَأْتِي امْرَأَةٌ تُبَادِرُنِي، فَأَقُولُ لَهَا مَا لَكِ؟ مَنْ أَنْتِ؟ فَتَقُولُ أَنَا امْرَأَةٌ قَعَدْتُ عَلَى أَيْتَامٍ لِي)) [1]

''میں وہ پہلا شخص ہوں جس کے لئے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا مگر یہ کہ ایک عورت جلدی سے میرے پاس آئے گی، میں اُس سے پوچھوں گا تمہارا کیا مسئلہ ہے؟ تم کون ہو؟ وہ عرض کرے گی میں وہ عورت ہوں جو اپنے یتیم بچوں کی پرورش کے لئے بیٹھی رہی (دوسرا نکاح نہیں کیا تو آپ ﷺ اسے جنت میں داخل فرمادیں گے)۔''

یتیم پر رحم دلی کے ثمرات

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَتُحِبُّ أَنْ يَلِينَ قَلْبُكَ وَتُدْرِكَ حَاجَتَكَ؟))

[1] ابو یعلی فی المسند (۷/۱۲)(۶۶۵۱) اسنادہ جید والدیلمی فی مسند الفردوس (۵۸)

''کیا تو چاہتا ہے کہ تیرا دل نرم ہو جائے اور تیری ضرورت پوری ہو جائے؟''

تو اس نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِرْحَمِ الْيَتِيْمَ وَامْسَحْ رَأْسَهُ وَأَطْعِمْهُ مِنْ طَعَامِكَ يَلِنْ قَلْبُكَ وَتُدْرِكَ حَاجَتَكَ)) ①

''تو یتیم پر رحم کر، اس کے سر پر ہاتھ پھیر اور اسے اپنے غلے میں سے کھانا کھلا، تیرا دل نرم ہو جائے گا اور تیری ضرورت بھی پوری ہو جائے گی۔''

یتیم بچے کی کفالت پر جنت

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى)) ②

''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں، انگشت شہادت اور درمیانی کے ساتھ اشارہ کیا۔''

یتیم اپنا ہو یا پرایا اجر برابر

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كَافِلُ الْيَتِيْمِ لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ أَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ)) ③

''اپنے رشتہ دار یا بیگانے یتیم کی پرورش کرنے والا اور میں جنت میں ان دو انگلیوں کے مانند ہوں گے۔''

---

① صحيح الترغيب والترهيب (٢٥٤٤)

② بخاري، الأدب، باب فضل من يعول يتيما (٦٠٠٥)

③ صحيح مسلم (٢٩٨٣)

مدینے کے یتیم بچوں کا خیال

جب آپ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اسی دن سے اس شہر کا نام یثرب سے مدینۃ الرسول (مدینہ منورہ) کہا جانے لگا۔ یہ تابناک تاریخی دن تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول کریم ﷺ نے (قبا کے محلہ) بنوعمر وبن عوف میں قیام کے بعد بنونجار کے سرداروں کیطرف مدینہ میں تشریف لے جانے کا پیغام بھیجا۔ وہ خوشی سے تلواریں لٹکائے دوڑتے آئے۔ وہ منظر آج بھی میری نگاہوں کے سامنے اسطرح آرہا ہے گویا کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ ﷺ اپنی سواری پر سوار ہیں۔ جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں اور بنونجار کے رؤسا تلواریں لہراتے ہوئے آپ ﷺ کے گرد حلقہ بنائے ہوئے ہیں۔ ①

صحیح روایت کے مطابق مرد، خواتین، لڑکے اور خدمت گزار گھروں کی چھتوں پر اور راستوں میں کھڑے ہوکر استقبال کر رہے تھے۔ ②

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ:

> ''جس روز اللہ کے رسول ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ مدینہ میں داخل ہوئے میں نے اس دن سے بڑھ کر زندگی بھر کبھی کوئی ایسا دن نہیں دیکھا جو اس سے بڑھ کر بہترین اور حسین ہو'' ③

رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں بنونجار کے ہاں جمعہ ۱۲ ربیع الاول ۱ھ کو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے سامنے نزول فرمایا۔ پھر ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر منتقل ہوئے۔

---

① صحیح بخاری، مناقب الأنصار، باب هجرة النبی ﷺ وأصحابه الی المدینة (۳۹۱۱)

② ابن حبان (٦٢٨١) واحمد (۱/۳،۲)(۳)

③ مسند احمد (۱۲۲/۳)(۱۲۲۵۹) والترمذی (۳٦۱۸) والحاکم (٤٢٨١) (۱۲/۳)

اس کے بعد آپ ﷺ کا پہلا قدم یہ تھا کہ مسجد نبوی کی بنیاد رکھی اور وہ مسجد کی جگہ آپ نے دو یتیم بچوں سے خریدی بچوں نے کہا ہم اپنی جگہ آپ کے لیے اور اللہ کے گھر کے لیے بلا معاوضہ دیتے ہیں لیکن نبی کریم ﷺ نے یتیموں کی جگہ کو ایسے قبول نہ فرمایا بلکہ یتیموں کا سہارا بنے اور جگہ خرید کر مسجد کی تعمیر شروع کی اور آپ بذات خود تعمیر مسجد میں شریک تھے اور آپ یہ شعر پڑھ رہے تھے:

اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ

فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ

''اے اللہ! بلاشبہ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے پس تو انصار اور مہاجرین کو معاف فرما۔''[1]

یتیم کا مال کھانے والا ہلاک ہوگیا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ؟))

سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو: لوگوں نے کہا حضرت وہ کیا چیزیں ہیں:

آپ ﷺ نے فرمایا:

اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ — کسی کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا

وَالسِّحْرُ — جادو کرنا

وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ — ناجائز کسی کو قتل کرنا

وَاَكْلُ الرِّبَا — سود کھانا

وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ — یتیم کے مال کو کھانا

وَالتَّوَلِّیْ يَوْمَ الزَّحْفِ — جنگ کے دن پیٹھ پھیرنا

وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ

[1] فتح الباری (۱۵/۱۰۱) وبخاری، مناقب الأنصار (۳۹۰۶)

نیک پاکدامن مومنہ عورتوں پر تہمت لگانا①

یتیم کے مال سے کھالو لیکن

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت ہے: ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا بلاشبہ میں فقیر ہوں میرے پاس کچھ نہیں البتہ میرے سرپرستی ایک یتیم ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

''تم اپنے یتیم کے مال سے کھاؤ لیکن حد سے تجاوز مت کرو، جلدی جلدی نہ کھاؤ اور اس کے مال کو اپنے مال سے مت ملاؤ۔''②

یتیم کے مال کو ناجائز طریقے سے نہ کھایا کرو ہاں اگر کسی کی پرورش میں یتیم ہیں تو وہ ان کے مال کو اپنے مال میں ان کی سن بلوغت تک ملا سکتا ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿١٥٢﴾﴾③

''یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو مستحسن ہے یہاں تک کہ وہ اپنے سنِ بلوغ کو پہنچ جائے اور ناپ تول پوری پوری کرو انصاف کے ساتھ ہم کسی شخص کو اس کے مکان سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور جب تم بات کرو تو انصاف کرو گو وہ شخص قرابت دار ہی ہو اور اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا ہے اسے پورا کرو ان کا اللہ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم یاد رکھو''

① بخاری، الوصایا، باب قول اللّٰہ تعالیٰ ان الذین یاکلون اموال الیتیمی ظلما...... الخ (٢٧٦٦_ ٥٧٦٤)و صحیح مسلم (٨٩)

② ابوداود ، الوصایا، با ما جاء فی ما لولی الیتیم ان ینال من مال الیتیم : ٢٨٧٢، ابن ماجه: ٢٧١٨)، حسن صحیح

③ الانعام(١٥٢)

اس آیت میں اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور جس یتیم کی کفالت تمہارے ذمہ ہو اس کی ہر طرح کی خیر خواہی کرنا یتیم کی کفالت کرنے والے پر فرض ہے اس خیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ اگر اس کے پاس مال ہے یعنی وراثت میں سے اسکا حصہ ملا ہے چاہے وہ نقدی کی صورت میں ہے یا جائیداد کی صورت میں اس کی جائیداد کو جب یہ سنِ بلوغت کو پہنچ جائے تو احسن طریقے کے ساتھ لوٹا دی جائے اور یہی انصاف ہے اور اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ جیسا کی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ۭ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝ ﴾ [1]

''اور یتیموں کے انکے بالغ ہو جانے تک سدھارتے رہو اور آزماتے رہو، پھر اگر تم ان میں ہوشیاری اور حسن تدبیر پاؤ تو انھیں ان کے مال سونپ دو اور ان کے بڑے ہو جانے کے ڈر سے ان کے مال جلدی جلدی فضول خرچیوں میں تباہ نہ کر دو، مال داروں کو چاہیے کہ (ان کے مال) سے بچتے رہیں ہاں، مسکین محتاج ہو تو دستور کے مطابق واجبی طور سے کھا لے پھر جب انہیں انکے مال سونپو تو گواہ بنا لو در اصل حساب لینے والا اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔''

یتیم کا مال ناحق کھانے والا حرام کھاتا ہے' اللہ پاک فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝ ﴾ [2]

''جو لوگ ناحق ظلم سے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب وہ دوزخ میں جائیں گے۔''

[1] النساء(٦) [2] النساء(١٠)

یتیم بچی کے حقوق کی حفاظت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تُسْتَأْمَرُ الْيَتِيمَةُ فِي نَفْسِهَا فَإِنْ سَكَتَتْ فَهُوَ إِذْنُهَا وَإِنْ أَبَتْ فَلَا جَوَازَ عَلَيْهَا))[1]

"(نکاح کے لیے) یتیم بچی کی اس کے نفس کے بارے میں موافقت طلب کی جائے اگر تو وہ خاموش رہے تو یہی اس کی اجازت ہے اور اگر وہ انکار کر دے تو زبردستی اس سے نکاح نہیں کیا جا سکتا۔"

مسلمان کا عمدہ مال

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَإِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ مَا أَعْطَى مِنْهُ الْمِسْكِينَ وَالْيَتِيمَ وَابْنَ السَّبِيلِ))[2]

"بے شک یہ مال ایک خوشگوار سبزہ زار کی مانند ہے اور مسلمان کا وہ مال کتنا عمدہ ہے جو مسکین، یتیم اور مسافر کو دیا جائے۔"

میرے نبی ﷺ کی یتیم بچوں سے شفقت کی اک مثال

سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور اس کی بیوی سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے، پھر حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی ﷺ کی زیارت کا دل میں شوق لیے مدینہ منورہ اس وقت پہنچے جب آپ ﷺ خیبر فتح کر کے مدینہ منورہ پہنچے تھے۔

رسول اللہ ﷺ عمرۃ القضا ادا کرنے کیلئے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے اور عمرہ سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ کیطرف واپس آئے۔ راستے میں سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنے ان بھائیوں سے کچھ واقعات سنے جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے ہمراہ بدر، احد اور دیگر معرکوں

[1] ابو داود، النكاح، باب في الاستئمار (٢٠٩٣) و الترمذي (١١٠٩) حسن

[2] بخاري، الزكاة، باب الصدقة على اليتامى (١٤٦٥) و ابن ماجة (٣٩٩٠)

میں حصہ لیا تھا اور ان کے دلوں میں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے اور شہادت کی کامیابی حاصل کرنے کا شوق بہت زیادہ پایا جاتا تھا،تھوڑے ہی عرصے بعد رسول اللہ ﷺ نے جمادی الاولی ۸ ہجری کو موتہ کی جانب لشکر اسلام کو روانہ کیا اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو لشکر اسلام کا امیر مقرر کیا اور فرمایا:

”اگر زید کو شہید کر دیا گیا تو اس کی جگہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کا امیر ہوگا اور اگر جعفر کو شہید کر دیا گیا تو عبداللہ بن رواحہ لشکر اسلام کا امیر ہوگا۔“

جب لشکر اسلام سرزمین شام کے علاقے بلقاء میں پہنچا تو معان نامی مقام پر پڑاؤ کیا جو سرزمین شام میں واقع تھا، وہاں انھیں یہ خبر پہنچی کہ روم کا بادشاہ ہرقل دو لاکھ کی فوج لیکر مقابلے کیلئے میدان میں نکل آیا ہے، اس کے لشکر میں ایک لاکھ رومی اور ایک لاکھ دیگر علاقہ جات کے لوگ شامل تھے۔

اس دو لاکھ رومی لشکر کے مقابلے میں صرف تین ہزار بہادر حاملین قرآن تھے، ان بہادروں کا اس وقت کے بتوں کے پجاریوں سے مقابلہ تھا۔ دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا، آپس میں ایک دوسرے سے نبرد آزما ہوئے۔ زید بن حارثہ لشکر اسلام کی قیادت کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا لے کر آگے بڑھے، اور جوش وولولہ سے دشمن کا مقابلہ کیا۔ ایک نیزہ انھیں لگا جس سے وہ جام شہادت نوش کر گئے، پھر سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے گھوڑے کی کوچیں کاٹ دی تھیں تا کہ کوئی دشمن اسے استعمال نہ کر سکے۔

میدان جنگ کی تاریخ میں سب سے پہلے سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھوڑے کی کوچیں کاٹنے کا کارنامہ سرانجام دیا۔ وہ جوش وجذبے سے دشمن کے ساتھ نبرد آزما تھے اور لڑائی کے دوران یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

یَا حَبَّذَا الْجَنَّةُ وَاقْتِرَابُهَا
طَيِّبَةٌ وَ بَارِدٌ شَرَابُهَا

وَالرُّوْمُ رُوْمٌ قَدْ دَنَا عَذَابُهَا
كَافِرَةٌ بَعِيْدَةٌ أَنْسَابُهَا
عَلَيَّ اِنْ لَاقَيْتُهَا ضِرَابُهَا

''واہ واہ! جنت اور اسکا قرب...... عمدہ اور ٹھنڈا اس کا مشروب......
رومیوں پر عذاب کا وقت قریب آ گیا...... وہ کافر ہیں ان کے خاندان دور......
جب میں ان سے ملوں تو مجھ پر ان کو مارنا ضروری ہو گیا۔''

ابن ہشام رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے اہل علم میں سے ثقہ راوی نے بتایا کہ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کا جھنڈا دائیں ہاتھ میں پکڑا، ہاتھ کو کاٹ دیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا بائیں ہاتھ سے تھام لیا۔ اسے بھی کاٹ دیا گیا تو اس نے جھنڈا دونوں بازوؤں میں تھام لیا، اس وقت اس کی عمر تینتیس سال تھی اللہ تعالیٰ نے کٹے ہوئے دو ہاتھوں کے بدلے اسے دو پر عطا کر دیے اور وہ جنت میں جہاں چاہتا ہے پرواز کر کے چلا جاتا ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جنگ موتہ میں رسول اللہ ﷺ نے لشکر اسلام کا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا اور ساتھ ہی یہ ارشاد فرمایا:

''اگر زید کو شہید کر دیا گیا تو اس کی جگہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کا امیر ہو گا، اور اگر جعفر کو شہید کر دیا گیا تو عبداللہ بن رواحہ لشکر اسلام کا امیر ہو گا۔''

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''میں بھی اس جنگ میں موجود تھا۔ ہم نے تلاش کیا تو جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ شہداء میں پڑے تھے، ہم نے اس کے جسم میں نیزوں اور تیروں کے نوے (۹۰) زخم دیکھے۔''[1]

نبی کریم ﷺ کو وحی کے ذریعے تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وفات پا جانے کی خبر ملی تو آپ نے اللہ کی راہ میں ان کے شہید ہونے کی خوشخبری دی۔

---

[1] صحیح بخاری (٤٢٦١)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''زید نے جھنڈا پکڑا وہ شہید ہو گیا، تو پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑا تو وہ شہید ہو گیا، پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑا تو وہ بھی شہید ہو گیا۔ یہ بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، پھر لشکر اسلام کا امیر نہ ہوتے ہوئے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑا اور اس نے فتح حاصل کی۔'' ①

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے جعفر رضی اللہ عنہ کو دو ہاتھوں کے بدلے جنت میں دو پر عطا کر دیے تھے۔'' ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جنت میں فرشتوں کے ساتھ اپنے دو پروں کے ساتھ پرواز کرتے ہوئے دیکھا۔'' ③

میرے پیغمبر جعفر کے گھر جاتے ہیں اور یتیم بچوں کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھتے ہیں روایات میں موجود ہے حبیب کبریا سیدنا محمدِ مصطفی ﷺ نے جب جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں خبر سنی تو سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی طرف گئے تاکہ اسے اس کے شہید ہونے کی خبر دے دیں۔ ہائے یہ منظر کس قدر عجیب وغریب ہوگا کہ جس میں دل خون کے آنسو روتے ہوں گے۔

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب جعفر رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھی شہید ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، میں آٹا گوندھ چکی تھی اور اپنے بیٹوں کو نہلا کر انھیں تیل لگا کر صاف ستھرے کپڑے پہنا رہی تھی، رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا:

---

① بخاری (١٢٤٦) نسائی (٤/٢٦)
② البداية والنهاية لابن كثير (٣/٢٥٦)
③ صحيح الجامع الصغير (٣٤٥٩)

''جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کو میرے پاس لاؤ، میں انھیں آپ کے پاس لے آئی آپ نے انھیں بوسہ دیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔''

(آپ سر پر ہاتھ پھیر رہے تھے اور زبان حال سے کہہ رہے تھے بیٹا آج کے بعد اپنے آپ کو یتیم نہ سمجھنا میں محمد (ﷺ) آج کے بعد تمہیں باپ کی کمی محسوس نہیں ہونے دوں گا) سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کہتیں ہیں میں کہا:

''اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اللہ خیر کرے، آپ رو کیوں رہے ہیں؟ کیا آپ کو جعفر اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں کوئی غمناک اطلاع پہنچی ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''ہاں! آج وہ شہید ہوگئے ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ میں یہ سن کر اٹھی اور میری چیخ نکل گئی جسے سن کر عورتیں میرے پاس جمع ہوگئیں۔''

رسول اللہ ﷺ اپنے گھر روانہ ہوگئے، آپ نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَغْفُلُوْا اٰلَ جَعْفَرٍ مِنْ اَنْ تَصْنَعُوْا لَهُمْ طَعَامًا فَإِنَّهُمْ قَدْ شُغِلُوْا بِأَمْرِ صَاحِبِهِمْ))

''آل جعفر کو نظر انداز نہ کرو، ان کیلئے کھانا تیار کرو، وہ اپنے ساتھی کی شہادت کے معاملے کی وجہ سے مشغول ہیں۔''[1]

آپ یتیم ابن جعفر رضی اللہ عنہ کو بعد میں بھی محبت کے ساتھ پکارتے اور فرمایا کرتے تھے۔

''تجھے مبارک ہو، تیرا باپ آسمان میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتا ہے۔''[2]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو سلام کہتے تو یوں کہتے:

''اے ذوالجناحین کے بیٹے! السلام علیک۔''[3]

---

① سنن ابن ماجة، الجنائز، باب ماجاء فی الطعام ۔۔۔(۱٦۱۱) حسن

② فتح الباری (۷/۹٦) حسن ③ بخاری، المغازی (۲۷۰۹)

یتیموں سے خیر خواہی اللہ کا بھی حکم ہے

ماں باپ کی شفقت ومحبت سے محظوظ ہونے والو! یتیموں کو اپنے ساتھ بٹھا کے کھلایا پلایا کرو ان کو طعنے دینے کی بجائے ان سے پیار کیا کرو اور ان کے معاملات کی دیکھ بھال کیا کرو۔ اللہ کا قرآن کہتا ہے:

﴿وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ وَ اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝﴾ [1]

''اور تم سے یتیموں کے بارے میں بھی سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ ان کی خیر خواہی بہتر ہے تم اگر ان کا مال اپنے مال میں ملا بھی لو تو وہ تمھارے بھائی ہیں بدنیت اور نیک نیت ہر ایک کو اللہ خوب جانتا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تمھیں مشقت میں ڈال دیتا یقیناً اللہ تعالی غلبے والا اور حکمت والا ہے۔''

قرآن کے دوسرے مقام پر اللہ رب العزت نے خرچ کی راہیں بتاتے ہوئے فرمایا کہ یتیموں پر بھی خرچ کیا کرو اللہ فرماتے ہیں:

﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝﴾ [2]

''آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں آپ کہہ دیجئے جو مال تم خرچ کرو وہ ماں باپ کے لئے ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے اور تم جو کچھ بھلائی کرو گے اللہ تعالی کو اس کا علم ہے۔''

مال غنیمت کی تقسیم کی باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا:

[1] البقرہ (۲۲۰)

[2] البقرہ (۲۱۵)

﴿ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿41﴾ ﴾[1]

''اور جان لو کہ تم جس قسم کی جو کچھ غنیمت حاصل کرو اس میں سے پانچواں حصہ تو اللہ کا ہے اور رسول کا اور قرابت داروں کا اور یتیموں اور مسکینوں کا اور راہ چلتے مسافروں کا اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو اور اس چیز پر جو ہم نے اپنے بندے پر اس دن اتارا ہے جو دن حق و باطل کی جدائی کا تھا جس دن دو فوجیں بھڑ گئی تھیں اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

حدیث میں آتا ہے کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تشریف لائیں، اجازت ملنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر عرض کیا: یا رسول اللہ! آج آپ نے صدقہ کا حکم دیا تھا، اور میرے پاس بھی کچھ زیور ہے جسے میں صدقہ کرنا چاہتی تھی۔ مگر (میرے شوہر) ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ خیال ہے کہ وہ اور ان کی اولاد اور میرے یتیم بھتیجے اس صدقہ کے زیادہ مستحق ہیں جن پر میں صدقہ کروں گی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((صَدَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ، زَوْجُكِ وَوَلَدُكِ أَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتِ بِهِ عَلَيْهِمْ))

''ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ٹھیک کہا ہے۔ تیرا شوہر اور اس کی اولاد تیرے صدقے کی زیادہ مستحق ہے (بلکہ اس طرح تجھے دوہرا اجر ملے گا ایک قرابت کا اور دوسرا صدقے کا۔)''[2]

[1] الانفال (٤١)

[2] صحیح بخاری، الزکاۃ، باب الصدقۃ علی الاقارب (١٤٦٢)

بچوں پر آپ ﷺ کی شفقتیں

آپ ﷺ کی شفقتیں سب سے زیادہ بچوں پر تھیں۔ آپ ﷺ بچوں کو پیار دیتے انہیں اپنی سواری پر بٹھاتے، حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو کندھوں پر بٹھاتے، انہیں چومتے، حالت نماز میں وہ آپ ﷺ کے اوپر چڑھ جاتے مگر آپ ﷺ انہیں کچھ نہ کہتے، انہیں سلام کرتے مجلس میں جگہ دیتے، ساتھ کھانا کھلاتے، نصیحتیں کرتے، الغرض بچوں پر میرے حضور ﷺ کی بہت سے شفقتیں تھیں۔ ابویعلی کی روایت میں ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَرْحَمَ بِالصِّبْيَانِ. ①

''نبی اکرم ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ بچوں پر شفقت فرمانے والے تھے۔''

بچوں پر ہمیشہ شفقت کرو

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ بواسطہ والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيْرِنَا)) ②

''وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی عزت وتکریم نہ کرے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ:

''ایک اعرابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا' آپ تو بچوں

① أبو يعلى في المسند(٧/٢٠٥)(٤١٩٥)

② ترمذي، البر والصلة، باب ما جاء في رحمة الصبيان(١٩٢٠)

کو بوسہ دیتے ہیں، ہم تو ان سے پیار نہیں کرتے۔ تب نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَوَ اَمْلِكُ لَكَ اَنْ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ)) ①

''میں کیا کروں جب اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے رحم کو نکال لیا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ جب اللہ نے تمہارے دل کو رحمت وشفقت اور پیار محبت سے خالی کر دیا ہے تو یہ میرے بس کی بات نہیں ہے کہ تمہارے دل میں رحم وشفقت اور محبت کا جذبہ پیدا کروں، نیز حدیث کا مقصد بے رحمی و بے مروتی اور سخت دلی کے خلاف نفرت کا اظہار کرنا اور اس قسم کے لوگوں کو سختی کے ساتھ متنبہ کرنا ہے نیز اس ارشاد گرامی میں اس طرح بھی اشارہ ہے کہ دلوں میں رحم وشفقت کے جذبات کا ہونا اللہ کا ایک بہترین عطیہ ہے اور اسی کا پیدا کیا ہوا ہے اور اگر وہ کسی شخص کے دل سے رحم وشفقت اور محبت ومروت کے جذبات کو نکال دے تو یہ پھر کسی کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ اس شخص کے دل کو ان جذبات کی دولت عطا کر دے۔

بچوں سے محبت کرو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہما کو بوسہ دیا۔ اُس وقت آپ ﷺ کے پاس اقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے تھے وہ بولے میرے دس بیٹے ہیں میں نے تو کبھی اُن میں سے کسی کو نہیں چوما۔ اِس پر آپ ﷺ نے اُس کی طرف دیکھ کر فرمایا:

((مَنْ لَّا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ)) ②

''جو رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جاتا''

آپ ﷺ کے نواسے کی وجہ سے آنسو

حضرت ابو زید، اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام، آپ

① صحیح البخاری (۵۹۹۸) و صحیح مسلم (٤٢٨١) و سنن ابن ماجة (٣٦٥٥)

② بخاری، الأدب، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته (٥٦٥١)

کے محبوب اور محبوب کے بیٹے سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی بیٹی نے آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ میرے بیٹے کا آخری وقت ہے، آپ ﷺ تشریف لائیں۔ آپ نے پیغام بھیجا کہ وہ سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

جو اللہ تعالیٰ لے، وہ بھی اسی کا ہے اور جو دے، وہ بھی اسی کا ہے، اس کے ہاں ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے، اس لئے انہیں چاہیے کہ صبر کریں اور اللہ سے ثواب کی امید رکھیں''۔ صاحبزادی نے پھر پیغام بھیجا اور قسم دیتے ہوئے کہا کہ آپ ضرور تشریف لائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ، سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اور کچھ اور آدمیوں کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے۔ بچہ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا، آپ نے اسے اپنی گود میں بٹھالیا جب کہ اس کی جان بے چین اور مضطرب تھی، (اس کی یہ حالت دیکھ کر) آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا، یارسول اللہ ﷺ! یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''یہ جذبہ شفقت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھا ہے اور ایک روایت میں ہے، جن بندوں کے دلوں میں چاہا، اور اللہ تعالیٰ اپنے انہی بندوں پر رحم فرماتا ہے جو (دوسروں پر) مہربان ہوتے ہیں۔''①

آپ ﷺ کے بچے کی وجہ سے آنسو

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ابوسیف قین (لوہار) کے پاس گئے جو کہ ابراہیم کو دودھ پلانے والی کے خاوند ہیں۔ رسول اللہ نے ابراہیم کو اٹھایا بوسہ دیا اور پیار کیا۔ پھر اس کے بعد گئے تو ابراہیم حالت نزع میں تھے' آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے' عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ بھی۔۔۔! تو آپ ﷺ نے فرمایا:

① صحيح بخاري، الجنائز، باب قول النبي ﷺ يعذب الميت ببكاء أهله عليه (١٢٨٤) و صحيح

اے عبدالرحمن یہ تو شفقت و رحمت ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ، وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ، وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا، وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ)) [1]

''اگرچہ آنکھیں روتی ہیں' دل پریشان ہے مگر آج ہم کوئی ایسی بات نہیں کہیں گے جس سے ہمارا رب ناراض ہو اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم ابراہیم کی جدائی میں غم زدہ ہیں''

آپ ﷺ نے بچے کو جھڑ کا اور کوسا نہیں

حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

((أَنَّهَا أَتَتْ بِابْنٍ لَهَا صَغِيرٍ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ إِلَى رَسُولِ ﷺ فَأَجْلَسَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَجْرِهِ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ)) [2]

''وہ اپنے ایک چھوٹے بچے کو لے کر حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا۔ آپ ﷺ نے اُسے اپنی گود میں بٹھا لیا تو اُس نے آپ ﷺ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا۔ آپ ﷺ نے پانی منگوا کر اُس پر چھڑک دیا اور اُسے نہ دھویا۔''

آپ ﷺ نے بچے کے لیے دعا کی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُو لَهُمْ، فَأُتِيَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ إِيَّاهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ.

''نبی اکرم ﷺ کے پاس (نومولود) بچے لائے جاتے تو آپ ﷺ اُنہیں برکت کی دعا دیتے چنانچہ ایک بچہ لایا گیا تو اُس نے آپ ﷺ کے کپڑوں پر

[1] بخاري، الجنائز، باب قول النبيّ إنا بك لمحزونون(١٣٠٣)

[2] بخاري، الطهارة، باب حكم بول الصبيان(٢٢١)وأبو داود(٣٧٤)

پیشاب کر دیا۔ تو آپ ﷺ نے پانی منگوا کر اُس پر بہا دیا اور اُسے نہ دھویا۔
''[1]

بچوں کے ایمان کی فکر

حضرت رافع بن سنان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ خود مسلمان ہو گئے اور انکی بیوی نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تو نبی ﷺ نے ماں کو ایک طرف اور باپ کو دوسری طرف بٹھایا اور بچے کو دونوں کے درمیان بٹھا دیا تو بچہ ماں کی جانب مائل ہوا یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے خود دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے اے مالک اسے صحیح چیز کی طرف ہدایت دے۔

((اَللّٰھُمَّ اھْدِہٖ))[2]

''اے اللہ! اسے ہدایت دے''

تو اس بچہ نے اپنا منہ باپ کی طرف کر لیا اور باپ کے پاس آ گیا اور باپ نے اسے پکڑ لیا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:

كَانَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ، فَمَرِضَ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ، فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَقَالَ لَهُ ((أَسْلِمْ)) فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُ أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ فَأَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ))

''ایک یہودی لڑکا نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، ایک دن وہ بیمار ہو گیا۔ آپ ﷺ اس کا مزاج معلوم کرنے کے لیے تشریف لائے اور اس کے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ مسلمان ہو جا۔ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا، باپ وہیں موجود تھا۔ اس نے کہا کہ (کیا مضائقہ ہے) ابوالقاسم ﷺ جو کچھ کہتے ہیں مان لے۔ چنانچہ وہ بچہ اسلام لے آیا۔ جب آپ ﷺ باہر نکلے تو آپ

[1] بخاری ،الدعوات، باب الدعاء للصبیان بالبرکة ومسح رؤسهم(٥٩٩٤)

[2] ابو داود،الطلاق ،باب اذا اسلم احد الابوین۔۔۔ (٢٢٤٤)صحیح

نے فرمایا کہ شکر ہے اللہ پاک کا جس نے اس بچے کو جہنم سے بچا لیا۔"①

بدر کے قیدی جن کے پاس دینے کے لیے فدیہ نہیں تھا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان کا فدیہ یہ مقرر کیا گیا کہ وہ انصار مدینہ کے بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھلا دیں اور رہا کر دیے جائیں۔②

بچے کو اف تک نہ کہا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

خَدِمْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِي أُفٍّ وَلَا لِمَ صَنَعْتَ؟ وَلَا أَلَا صَنَعْتَ③

"میں نے دس سال نبی اکرم ﷺ کی خدمت کی، آپ ﷺ نے مجھے کبھی اُف تک نہیں کہا۔ کسی کام کرنے میں یہ نہیں فرمایا کہ کیوں کیا، اور نہ کرنے پر یہ نہیں فرمایا کہ کیوں نہیں کیا۔"

آپ ﷺ بچوں کو سلام کرتے

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَزُوْرُ الأَنْصَارَ فَيُسَلِّمُ عَلَى صِبْيَانِهِمْ، وَيَمْسَحُ بِرُؤُوسِهِمْ وَيَدْعُوْ لَهُم④

"نبی اکرم ﷺ انصار کے پاس تشریف لے جاتے، اُن کے بچوں کو سلام کرتے، اُن کے سر پر دستِ شفقت پھیرتے اور اُن کے لئے دعا فرماتے۔"

رسول اللہ ﷺ نے بچے کو اپنے سینے سے لگایا

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ؐ نے میرے بچے عبداللہ کو اپنے سینے سے لگایا اور اس

① صحيح بخاري ،الجنائز،باب إذا أسلم الصبي فمات، هل يصلى عليه، وهل يعرض على الصبي الإسلام(١٣٥٦) ② مسند احمد(٢٢١٤) ③بخاري ، الأدب، باب حسن الخلق والسخاء وما يكره ما البخل(٥٦٩١)ومسلم ، الفضائل(٢٣٠٩)④النسائي في السنن الكبرى، المناقب، أبناء الأنصار(٨٣٤٩)

کے علم میں اضافے کی دعا کی:

((اَللّٰھُمَّ عَلِّمْهُ الْکِتَابَ)) [1]

''اے اللہ اسے (بچے) کو کتاب (قرآن) کا علم سکھا''

بچیوں سے اچھا سلوک کرنے کا اجر

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بنات ارشاد فرماتی ہیں:

جَائَتْنِي امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ تَسْأَلُنِي فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَدَّثْتُه فَقَالَ: ((مَنْ يَلِي مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ شَيْئًا فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَه سِتْرًا مِنَ النَّارِ))

''کہ ایک دن ایک عورت اپنی دو بچیوں کو لے کر میرے پاس آئی اور اس نے کچھ مانگا (کھانے کیلئے) میرے پاس صرف ایک ہی کھجور تھی۔ میں نے اس کے ہاتھ پر رکھ دی اس نے کھجور کے دو ٹکڑے کئے اور آدھی آدھی دونوں کو دے دی اور خود نہ کھائی۔ میں نے یہ سارا ماجرا نبی ﷺ کو کہہ سنایا'' تو آپ نے سن کر فرمایا: ''جو شخص بھی لڑکیوں کے بارے میں آزمایا جاتا ہے وہ اچھا سلوک کرکے آزمائش میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ تو یہ لڑکیاں اس کیلئے قیامت کے روز جہنم سے ڈھال بن جائیں گی'' [2]

کافر بچوں پر شفقت

غزوہ حنین میں ایک بچہ قتل ہو گیا، رسول اللہ ﷺ کو خبر ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَا حَمَلَکُمْ عَلٰی قَتْلِ الذُّرِّيَّةِ))

''تم نے بچے کو کیوں قتل کیا؟''

[1] صحیح بخاری، فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب ذکر ابن عباس (۳۷۵۶) وابن ماجہ (۱۶۶)

[2] مسلم، البر والصلۃ، باب فضل الاحسان الی البنات (۲۶۲۹)

تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ وہ تو مشرکین میں سے تھا انہی کا بچہ تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ حقیقت نہیں کہ تم میں سے جو آج بہتر لوگ بنے ہوئے ہیں وہ مشرکوں ہی کی اولادیں ہیں؟ پھر مزید فرمایا:

((وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ مَامِنْ نَسَمَةٍ تُوْلَدُ اِلَّا عَلَی الْفِطْرَةِ ، حَتّٰی یُعْرِبَ عَنْهَا لِسَانُهَا)) ①

''مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جو بھی جان جنم لیتی ہے وہ فطرت میری پیدا ہوتی ہے اور وہ اپنی فطرت (اسلام) پر ہی رہتی ہے جب تک کہ اس بچے کی زبان وہ کچھ بیان نہ کرنے لگے جو اس کے دل میں ہے۔''

ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَاتَقْتُلُوْا وَلِیْدًا))

''کسی بچے کو قتل نہ کرو۔'' ②

مزید حدیث میں آتا ہے:

فَنَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ النِّسَآءِ وَالصِّبْیَانِ ③

''رسول اللہ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

سیدنا رباح بن ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بچوں اور مزدوروں کو قتل نہ کرو۔'' ④

بچے کی وفات پر صبر کا بدلہ

ایک آدمی اپنے بچے کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اس بچے سے محبت کرتے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں۔ کچھ دن گزرے آپ ﷺ نے

---

① مصنف عبدالرزاق(٢٠٠٩٠)رجالہ ثقات ② صحیح مسلم، الجهاد والسیر، باب تأمیر الامام __(١٧٣١) ③ بخاری، الجهاد(٣٠١٥)
④ صحیح ابی داود للالبانی ، الجهاد، باب فی قتل النساء (٢٣٢٤)

اس آدمی کے متعلق دریافت فرمایا، کہ وہ کئی دنوں سے غیر حاضر ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے بتایا کہ اس کا بچہ فوت ہو چکا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا

((اَمَا تُحِبُّ اَنْ لَا تَأْتِيَ بَابًا مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ اِلَّا وَجَدْتَهُ يَنْتَظِرُكَ))

''کیا تو اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ تو جس جنت کے دروازے پر کل

قیامت کے دن آئے گا تو تو اسے اپنے انتظار میں وہاں پائے گا۔''

ایک صحابی نے اٹھ کر کہا اے اللہ کے رسول ﷺ!

((اَلَهُ خَاصَّةً اَمْ لِكُلِّنَا))

''کیا یہ صرف اسی کے لیے خاص ہے یا ہم سب کے لیے ہے۔''

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((بَلْ لِكُلِّكُمْ))[1]

''یہ تم سب کے لیے ہے۔''

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بچہ جب تو جنت کے دروازے پر آئے گا تو

((جَاءَ يَسْعَى حَتّٰى يَفْتَحَهُ لَكَ))[2]

''اور دوڑ کر تیرے لیے دروازہ کھولے گا۔''

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جب ان بچوں کو جو بچپن میں دنیا سے چلے گے اور ان کے والدین نے صبر دامن تھام کر رکھا انہیں اللہ تعالیٰ کی جنت میں جانے کا کہیں گے تو یہ کہیں گے ابھی ہم کیسے جنت میں چلے جائیں ابھی تک ہمارے والدین تو آئے نہیں پھر ان کے والدین کو لایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائیں گے

((اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَآبَائُكُمْ))[3]

''جاؤ تم بھی جنت میں جاؤ اور تمہارے والدین بھی جنت میں جائیں۔''

---

[1] مسند احمد (١٥٦٨٠)صحيح

[2] مسند علي بن جعد(١٠٧٥)صحيح

[3] سنن نسائي،الجنائز،باب من يتوفى له ثلاثة (١٨٧٦)صحيح

پیدائش سے پہلے اور پیدائش کے بعد بچوں پر شفقت

حضرت جذامہ بنت وہب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی آپ ﷺ لوگوں کے درمیان موجود تھے۔ ''میں نے چاہا کہ جس کی بیوی حاملہ (پیٹ سے) ہو یا بچے کو دودھ پلاتی ہو تو اس کے خاوند کو خصوصی تعلق سے روک دوں (تاکہ بچے کو تکلیف نہ ہو) پھر میں رومیوں اور فارسی لوگوں کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ وہ ایسے حالات میں تعلق قائم رکھتے ہیں اس طرح بچوں کو کوئی نقصان نہیں ہوتا (تو میں نے منع نہیں کیا)[1]

بچے دنیا میں آئیں تو سب سے پہلی ذمہ داری ماں پر یہ ہے کہ اس بچے کو اپنا دودھ پلائے اگر ماں بغیر عذر کے اپنا دودھ نہیں پلاتی تو اللہ ناراض ہوتا ہے بلکہ رحمت دو عالم ﷺ جو بچوں کے شفیق باپ ہیں فرماتے ہیں۔ میں ایک دن سویا ہوا تھا کہ میرے پاس دو فرشتے آئے (جبرائیل و میکائیل) اور وہ مجھے مختلف مناظر دیکھانے کے لیے لے گئے میں نے وہاں چند عورتوں کو دیکھا جن کی چھاتیوں کو سانپ ڈس رہے ہیں میں نے دریافت کیا یہ کون سی عورتیں ہیں ان کا جرم کیا ہے تو انہوں نے فرمایا:

((هٰؤُلَاءِ يَمْنَعْنَ اَوْلَادَهُنَّ اَلْبَانَهُنَّ))[2]

''یہ وہ عورتیں ہیں جو (اپنا دودھ بغیر عذر کے) اپنے بچوں کو نہیں پلاتی تھیں۔''

کہتے ہیں بکری کا دودھ ہلکا اور پروٹین سے بھرا ہوتا ہے اگر ماں کا دودھ کسی عذر سے بچے کے موافق نہ آئے تو بکری کا دودھ پلاؤ۔ شاید اسی وجہ سے آپ ﷺ ہمیشہ جانور ذبح کرتے وقت اس بات کا خیال رکھنے کا حکم دیتے کہ کہیں دودھ والی بکری ذبح نہ کرنا ہوسکتا ہے اس طرح میں کوئی بچہ ہو جو اس کا دودھ پیتا ہو۔

بلکہ آپ ﷺ جب بھی کسی کو زکوۃ کی وصولی کے لیے بھیجتے تو فرماتے دودھ والی بکری وصول نہ کرنا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ میرے پاس اللہ کے رسول ﷺ

[1] صحیح مسلم، الرضاعة (١٤٤٢) [2] صحیح ابن خزیمة (١٩٨٦) صحیح

کی زکوۃ وصول کرنے والے آئے تو میں نے پوچھا میری زکوۃ کتنی ہے تو انہوں نے بتایا کہ
ایک بکری، میں نے تھنوں سے بھری اور موٹی تازی دودھ والی بکری لا کر پیش کر دی تو انہوں
نے فرمایا:

قَدْ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نَأْخُذَ شَافِعًا(1)

''ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بچے دینے والی بکری وصول کرنے سے منع فرمایا
ہے۔''

کیونکہ چند دن یہ بچہ جنم دے گی اور دودھ والی ہو جائے گی۔

بچہ کسی کا بھی ہو اور کیسا بھی ہو۔۔!

اسلام نے ہر بچے کا احترام کیا ہے اگرچہ وہ ناجائز طریقے سے ہی کیوں نہ دنیا میں آیا ہو۔
غامد قبیلے سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون نے زنا کیا اور آ کر کہنے لگی

یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طَهِّرْنِیْ

''اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے پاک کیجئے''

((اِذْهَبِیْ فَاَرْضِعِیْهِ حَتّٰی تَفْطِمِیْهِ))

''جاؤ اور اس بچے کو دودھ پلاؤ جب دودھ پینا چھوڑ دے تو آنا۔''

پھر وہ دودھ چھڑا کر بچے کو ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھما کر آئی اور کہنے لگی۔

هٰذَا يَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ فَطَمْتُهُ وَقَدْ اَكَلَ الطَّعَامَ

''یہ بچہ ہے اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا ہے اور اب
یہ کھانا کھاتا ہے''

آپ ﷺ نے اس سے وہ بچہ لے کر اسے رجم کر دیا۔

ایک دوسری روایت میں وضاحت اسطرح ہے: پھر غامدیہ عورت آئی اس نے
عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے زنا کیا پس آپ ﷺ مجھے پاک کر دیں آپ نے

(1) مسند احمد (١٥٥٠٥)

اسے واپس کر دیا جب اگلی صبح ہوئی تو اس نے کہا اے اللہ کے رسول آپ ﷺ مجھے کیوں واپس کرتے ہیں شاید کہ آپ ﷺ مجھے اسی طرح واپس کرتے ہیں جیسا کہ آپ نے ماعز کو واپس کیا اللہ کی قسم میں تو البتہ حاملہ ہوں آپ ﷺ نے فرمایا اچھا اگر تو واپس نہیں جانا چاہتی تو جا یہاں تک کہ بچہ جن لے۔ جب اس نے بچہ جن لیا تو وہ بچہ کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر لے آئی اور عرض کیا یہ میں نے بچہ جن دیا ہے آپ نے فرمایا جا اور اسے دودھ پلا یہاں تک کہ یہ کھانے کے قابل ہو جائے یعنی دودھ چھڑا دے پس جب اس نے اس کا دودھ چھڑا یا تو وہ بچہ لے کر حاضر ہوئی اس حال میں کہ بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا اور عرض کی اے اللہ کے نبی میں نے اس کو دودھ چھڑا دیا ہے اور یہ کھانا کھاتا ہے آپ ﷺ نے وہ بچہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی انصاری کے سپرد کیا پھر حکم دیا تو اس کے سینے تک گڑھا کھودا گیا اور لوگوں کو حکم دیا تو انہوں نے اسے سنگسار کر دیا۔

فَيُقْبِلُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بِحَجَرٍ فَرَمَى رَأْسَهَا فَتَنَضَّحَ الدَّمُ عَلَى وَجْهِ خَالِدٍ فَسَبَّهَا فَسَمِعَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ سَبَّهُ إِيَّاهَا فَقَالَ:

"پس خالد بن ولید رضی اللہ عنہ متوجہ ہوئے اور اس کے سر پر ایک پتھر مارا تو خون کی دھار خالد رضی اللہ عنہ کے چہرے پر آ پڑی اور انہوں نے اسے برا بھلا کہا اللہ کے نبی ﷺ نے ان کی اس بری بات کو سنا تو روکتے ہوئے فرمایا:

((مَهْلًا يَا خَالِدُ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا وَدُفِنَتْ)) [1]

"اے خالد اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تحقیق اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ناجائز ٹیکس وصول کرنے والا بھی ایسی توبہ کرتا تو اسے معاف کر دیا جاتا پھر آپ ﷺ نے حکم دیا اور اس کا جنازہ ادا کیا گیا اور دفن کیا گیا"

ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ تبوک سے پیچھے رہنے والے صحابی اللہ نے انکی تعریف اور توبہ میں قرآن

[1] صحيح مسلم، الديات، باب عيادة (١٦٩٥)

نازل کیا، ایک رات گھر آئے تو شریک بن سحاء کو اپنی بیوی کے پاس پایا، نبی کریم ﷺ کو خبر دی تو بیوی نے انکار کر دیا۔ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ پریشان ہو گئے اللہ نے قرآن میں لعان کا مسئلہ نازل کر دیا کہ عورت اور مرد دونوں سے پانچ پانچ مرتبہ قسمیں لے کر جدائی کرادی جائے، ایسے ہی ہوا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اگر اس عورت نے بچہ جنم دیا اور بچہ اس طرح کا ہوا تو ہلال بن امیہ کا ہے اور اگر ایسا ہوا تو شریک بن سحاء کا ہے۔ بچے کی پیدائش کے بعد معاملہ کھل گیا بچہ شریک بن سحاء پر گیا تھا۔ آپ ﷺ نے جدائی کے وقت ہی یہ اعلان کر دیا تھا کہ یہ بچہ ہلال بن امیہ کی طرف منسوب نہیں ہوگا۔

اور نہ ہی عورت کا کوئی اس سے رشتہ باقی ہے معاملہ اسلامی قانون کے متعلق حل کر دیا گیا مگر اس بچے پر کل کوئی آواز نہ اٹھائے ایک اور قانون مرتب کر دیا فرمایا:

((وَمَنْ رَمَاهَا أَوْ رَمَا وَلَدَهَا فَعَلَيْهِ الْحَدُّ))①

''اور اب جس شخص نے اس عورت پر کوئی تہمت لگائی یا اس کے بچے پر کوئی آواز کسی تو اسے حد لگائی جائے گی۔''

یعنی بہتان کی ۸۰ کوڑے حد لگے گی۔

گویا اسلام نے اس بچے کا بھی احترام کیا جو ناجائز طریقے سے آیا کہ اگر کسی نے اس بچے کو تنگ کرنے اور رسوا کرنے کے لیے تہمت لگائی تو اسے اسی کوڑے لگائے جائیں گے۔

مسند احمد میں روایت ہے کہ پھر یہ بچہ:

كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ اَمِيْرًا عَلَى مِصْرٍ ②

''یہ بعد میں بڑا ہو کر مصر کا گورنر بنا تھا''

ویسے تو آپ ﷺ ساری کائنات اور ساری مخلوقات کے لیے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے گئے ہیں مگر بچوں سے آپکا خاص لگاؤ تھا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مدینہ میں

① بخاری ،الحدود (٤٧٤٧)ابو داود (٢٢٥٤) ② مسند احمد (٢١٣١)

جب کھجوروں کا پھل پک جاتا تو اولین پھل رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آتے اور آپ ﷺ اسے سب سے چھوٹے بچے کو بلاتے اور یہ پھل دے دیتے۔ ①

آپ ﷺ بچوں کو آپ ﷺ تحائف دیتے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس موتیوں کا ایک ہار تحفے میں آیا آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَأَدْفَعَنَّهَا إِلَى أَحَبِّ أَهْلِي إِلَيَّ))

''میں یہ ہار اپنے اہل بیت میں سے اسے دوں گا جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔''

تو ازواج مطہرات کہنے لگیں کہ یہ تو ابوقحافہ کی بیٹی کو ملے گا:

فَعَلَّقَهَا فِي عُنُقِ أُمَامَةَ بِنْتِ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.

''آپ ﷺ نے وہ ہار امامہ بنت زینب بنت رسول اللہ ﷺ کے گلے میں ڈال دیا'' ②

آپ ﷺ بچوں کو پیار سے پکارتے

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے دس سال آپ ﷺ کی خدمت کی آپ ﷺ نے کبھی مجھے اُف تک نہیں کہا آپ ﷺ پیار سے مجھے کبھی کہتے:

((يَا ذَا الْأُذُنَيْنِ)) ③

''او! دو کانوں والے (ادھر آ!)''

اور کبھی آپ انس کو کہتے

((يَا بُنَيَّ)) ④

''اے میرے پیارے بیٹے!''

---

① مسلم، الحج (۱۳۷۳) وموطا (٤٤٨) ② مسند احمد (٢٦٢٤٩)

③ ابو داود، (٥٠٠٢) حسن ④ مسلم (٢١٥١) ابو داود (٤٦٤)

اور کبھی کہتے:

((یَا اُنَیْسُ اِذْھَبْ حَیْثُ اَمَرْتُكَ))[1]

''اے اُنیس! جہاں بھیجا تھا وہاں جاؤ نا''

بچوں سے پیار کی اک مثال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ہم نماز عشاء پڑھ رہے تھے سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما آ کر آپ کے ساتھ لپٹنے لگے ساری نماز ایسے ہی گزر گئی کہ وہ آپ کے اوپر کمر پر سجدے میں آ جاتے آپ ﷺ اٹھتے تو ہاتھ سے پکڑ کر نیچے کر دیتے نماز کے بعد میں اٹھا اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر آپ کہیں تو میں انہیں گھر چھوڑ آؤں، اتنے میں بجلی چمکی اور ساتھ ہی آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْحِقَا بِأُمِّهِمَا))

''انہیں ان کی ماں کے پاس چھوڑ آؤ''

فَمَكَثَ ضَوْءُهَا حَتّٰى دَخَلَا. [2]

''جب تک وہ دونوں گھر نہیں داخل ہو گئے بجلی کی روشنی مسلسل ٹھہری رہی''

نواسوں سے آپ ﷺ کا پیار

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے تو آپ کے ساتھ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما بھی تھے ایک کندھے پر ایک اور دوسرے کندھے پر دوسرے تھے۔ نبی کریم ﷺ کبھی ایک کو بوسہ دیتے اور کبھی دوسرے کو اسی طرح چلتے ہوئے نبی کریم ﷺ ہمارے قریب آ گئے ایک آدمی نے پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ان دونوں سے بڑی محبت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّهُمَا فَقَدْ أَحَبَّنِيْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِيْ))

[1] صحیح مسلم (٢٣١٠) ابو داود (٤٨٧٣)

[2] مسند احمد (١٠٦٦٩)

''جوان دونوں سے محبت کرتا ہے گویا وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جوان سے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے۔''[1]

بچے کو تکلیف کیوں دیتی ہو

ایک دفعہ ام فضل لبابہ الکبری رضی اللہ عنہا آپ کی چچی، عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی حسین رضی اللہ عنہ کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اسے رسول اللہ ﷺ کے گھر میں بٹھا دیا تو حسین رضی اللہ عنہ نے آپ کی گود میں پیشاب کر دیا، ام فضل نے اس پر بچے کے کندھے پر ہلکی سی چپت لگائی، رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے:

((أَوْجَعْتِ ابْنِيْ رَحِمَكِ اللّٰهِ))[2]

''اللہ تجھ پر رحم فرمائے تو نے میرے بیٹے کو تکلیف دی۔''

سبھی بچوں پر شفقت

آپ ﷺ صرف اپنے ہی بچوں سے نہیں بلکہ ہر ایک بچے سے محبت اور شفقت کرتے جیسا کہ خود اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے اور حسن کو پکڑ لیتے بوسہ دیتے اپنی رانوں پر بٹھاتے اور پیار کرتے اور دعا کرتے:

((اَللّٰهُمَّ اَحِبَّهُمَا فَاِنِّيْ اُحِبُّهُمَا))[3]

''اے اللہ! ان دونوں سے محبت فرمائیں بھی ان دونوں سے محبت کرتا ہوں''

((اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَاِنِّيْ اَرْحَمُهُمَا))[4]

''اے اللہ! ان دونوں پر نرمی فرمائیں بھی ان پر بڑا شفیق ہوں۔''

دیکھ تو سہی جناب محمد ﷺ کا پیار ایک ران پر جنت کا سردار نواسہ قریشی خاندان کا شہزادہ بیٹھا ہے تو دوسری ران پر ایک غلام زید کا بیٹا اسامہ بیٹھا ہے۔

---

(1) مسند احمد (٩٦٧٣) صحیح، و الحاکم (٤٧٧٧)
(2) سنن ابن ماجة (٣٩٢٣) صحیح
(3) صحیح بخاری (٣٧٣٥)
(4) مسند احمد (٢٢١٣٠)

بچوں کو سواری پر بٹھالیا

حضرت عبداللہ، جعفر طیار شہید رضی اللہ عنہ کا بیٹا وہ کہتے ہیں میں چھوٹا بچہ تھا ایک دفعہ میں اور مجھے صحیح یاد نہیں میرے ساتھ حسن تھا یا حسین ہم مدینہ سے باہر نکلے رسول اللہ ﷺ کسی سفر سے واپس آرہے تھے آپ ﷺ نے ہمیں اٹھایا اور ایک کو آگے اور دوسرے کو سواری کے پیچھے بٹھالیا۔①

بچوں سے مل کر کھیل

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جو آپ کے چچا عباس کے بیٹے ہیں۔ مفسر قرآن ہیں آپ ان سے بڑا پیار کرتے ان کے لیے کئی بار دعا فرمائی۔ سیدنا عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عباس رضی اللہ عنہ کے بچوں عبداللہ، عبیداللہ اور کثیر رضی اللہ عنہم کو ایک لائن میں کھڑے کر لیتے اور دوڑ کا مقابلہ کرواتے اور فرماتے جو میرے پاس پہلے آئے گا میں اسے انعام دوں گا چنانچہ سب دوڑے اور پھر آکر آپ ﷺ پر گرتے کوئی آپ ﷺ کی کمر پر تو کوئی آپ ﷺ کے سینے پر، آپ ﷺ انہیں چومتے اور ساتھ چمٹا لیتے۔②

بچے بیمار ہوتے تو آپ ﷺ انہیں دم کرتے

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک بار میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر پہ تھا راستے میں ایک عورت بیٹھی ملی وہ اپنا بچہ اٹھائے ہوئے تھی کہنے لگی اے اللہ کے رسول ﷺ! اس بچہ کو کوئی بلا ہے جو اسے پریشان کرتی ہے آپ ﷺ نے بچہ پکڑا اور سامنے بٹھالیا اور پھر تین مرتبہ اپنا لعاب اس کے منہ میں ڈالا اور فرمایا:

((بِسْمِ اللّٰهِ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اِخْسَأْ عَدُوَّ اللّٰهِ))

''اللہ کے نام کے ساتھ میں اللہ کا بندہ ہوں اے اللہ کے ذلیل دشمن نکل جا''

پھر آپ ﷺ نے وہ بچہ اس عورت کے حوالے کر دیا اور فرمایا: جب ہم واپسی ادھر سے گزریں

① مسلم (٢٤٢٨) وابن ماجة (٣٧٧٤) ② مسند احمد (١٨٣٦)

تو پھر اسے لانا، واپسی پر پھر اسی جگہ وہ عورت ملی آپ ﷺ نے اس سے دریافت کیا ''کیا بنا تیرے بچے کا'' تو اس عورت نے کہا:

''قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا: ہم نے ابھی تک اس بچے میں کوئی تکلیف محسوس نہیں کی۔''①

اس عورت نے آپ ﷺ کے لیے تین بکریاں پیش کیں۔ آپ ﷺ نے ایک ساتھی کو حکم دیا کہ سواری سے نیچے اترو اور صرف ایک بکری رکھ لو، دو واپس کر دو۔

سیدہ ام جمیل رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے محمد بن حاطب کو کہتی ہیں کہ بیٹا میں تمہیں جحفہ سے لے کر واپس آ رہی تھی مدینہ کے قریب ایک دو راتوں کا سفر باقی تھا کہ قافلے نے پڑاؤ کیا میں نے تمہارے لیے وہاں کھانا پکانا شروع کیا آگ جلائی، تمہیں پاس بٹھا کر لکڑیاں لینے چلی گئی تم نے ہنڈیا سے چھیڑ چھاڑ کی تو وہ تمہارے ہی بازو پر آ گری۔ جس سے تیرا بازو جل گیا، میں مدینے پہنچی تو آپ ﷺ کے پاس لے کر گئی اور عرض کیا یہ محمد بن حاطب ہے تب رسول اللہ ﷺ نے اپنا لعاب مبارک تیرے منہ میں ڈالا اور تیرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی، آپ ﷺ لعاب بھری پھونک تیرے بازو پر مار رہے تھے اور یہ دعا کر رہے تھے۔

((اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا))

''اے لوگوں کے پروردگار! تکلیف دور فرما اور شفا عطا فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں، ایسی صحت عطا فرما جو بیماری کا نام و نشان مٹا دے''

ام جمیل کہتی ہیں کہ:

فَمَا قُمْتُ بِكَ مِنْ عِنْدِهٖ حَتّٰى بَرَأَتْ يَدُكَ. ②

''میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے تجھے لے کر ابھی اٹھی ہی تھی کہ تیرا ہاتھ بالکل تندرست ہو گیا۔''

① مسند احمد (۱۷۶۹۰) ② مسند احمد (۱۵۵۳۲)

بچوں سے محبت اور انکی تربیت

ہر والدین پر ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں سے محبت کریں انکی تربیت کریں،

حضرت عمر بن سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ))[1]

''کسی باپ نے اپنے بچوں کوخوبصورت ادب سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں دیا۔''

ایک روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

''کچھ لوگوں سے اللہ سخت ناراض ہے اتنا ناراض کہ :لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ ان سے کلام تک نہیں کرے گا۔وَلَا يُزَكِّيهِمْ اور نہ ہی ان کو روز قیامت گناہوں سے پاک کرے گا وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ اور نہ ہی انکی طرف دیکھے گا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا وہ کون بدنصیب ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((مُتَبَرِّ مِنْ وَلَدِهِ))[2]

''وہ والدین ہیں جو اپنی اولاد سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔''

نواسوں کو بیٹا ہی سمجھو

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں اپنی کسی ضرورت سے نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ (اپنے گھر کے اندر سے) اس حال میں باہر تشریف لائے کہ کسی چیز کو اپنے ساتھ لپیٹے ہوئے تھے اور میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا چیز تھی پھر جب میں اپنی ضرورت کو عرض کر چکا تو پوچھا: یہ کیا چیز آپ ﷺ نے لپیٹ رکھی ہے آپ ﷺ نے اس چیز کو کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حسن وحسین ہیں جو آپ ﷺ کی دونوں کوکھوں پر تھے (یعنی آپ ﷺ نے ان دونوں کی طرف گود میں لے کر چادر سے لپیٹ رکھا تھا) اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

[1] مسند احمد (١٦٨٣٧)

[2] مسند احمد (١٥٧٢١)صحیح

((هَذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا ابْنَتِيَ، اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا)) (1)

''دونوں (حكماً) میرے بیٹے ہیں اور (حقیقةً) میری بیٹی کے بیٹے ہیں خداوندا! میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں، تو بھی ان کو محبوب رکھ اور ہر اس شخص کو محبوب رکھ جو ان دونوں کو محبوب رکھے۔''

خطبہ جمعہ دیتے ہوئے بھی بچوں کا خیال رکھا

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ خطبہ دے رہے تھے:

فَأَقْبَلَ الْحَسَنُ، وَالْحُسَيْنُ رضی اللہ عنہما عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَعْثُرَانِ وَيَقُومَانِ، فَنَزَلَ فَأَخَذَهُمَا، فَصَعِدَ بِهِمَا الْمِنْبَرَ، ثُمَّ قَالَ: صَدَقَ اللَّهُ: ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ (التغابن:١٥) رَأَيْتُ هَذَيْنِ فَلَمْ أَصْبِرْ، ثُمَّ أَخَذَ فِي الْخُطْبَةِ))

''اتنے میں حسن اور حسین رضی اللہ عنہما گرتے پڑتے ادھر آ نکلے اس وقت وہ سرخ دھاری والا کرتہ پہنے ہوئے تھے آپ ﷺ ان کو دیکھ کر منبر سے اترے اور ان کو گود میں اٹھا لیا اور پھر منبر پر چڑھ گئے اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ تمہارے مال و اولاد آزمائش ہیں میں نے ان دونوں کو دیکھا تو صبر نہ کر سکا اس کے بعد آپ ﷺ نے پھر خطبہ فرما دیا۔'' (2)

بچے نماز میں بھی نبی کریم ﷺ کے کندھوں پر چڑھ جاتے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز عشاء پڑھ رہے تھے:

فَإِذَا سَجَدَ وَثَبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رضی اللہ عنہما عَلَى ظَهْرِهِ، فَإِذَا رَفَعَ

(1) ترمذی أبواب المناقب باب مناقب أبي محمد الحسن بن علي بن أبي طالب والحسين بن علي بن أبي طالب رضي الله عنهما ٣٧٦٩ حسن

(2) ابو داود، الجمعة باب الإمام يقطع الخطبة للأمر يحدث (١١٠٩) صحيح

رَأْسَهُ، أَخَذَهُمَا بِيَدِهِ مِنْ خَلْفِهِ أَخْذًا رَفِيقًا، فَيَضَعُهُمَا عَلَى الْأَرْضِ، فَإِذَا عَادَ عَادَا، حَتَّى قَضَى صَلَاتَهُ، أَقْعَدَهُمَا عَلَى فَخِذَيْهِ، قَالَ: فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَرُدُّهُمَا، فَبَرَقَتْ بَرْقَةٌ، فَقَالَ لَهُمَا: ((الْحَقَا بِأُمِّكُمَا)) قَالَ فَمَكَثَ ضَوْؤُهَا حَتَّى دَخَلَا ①

''نبی کریم ﷺ جب سجدے میں گئے تو حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کود کر نبی کریم ﷺ کی پشت مبارک پر چڑھ گئے جب نبی کریم ﷺ نے سجدے سے سر اٹھایا تو انہیں اپنا ہاتھ پیچھے کر کے آہستہ سے پکڑ لیا اور انہیں زمین پر اتار دیا اور ساری نماز میں نبی کریم ﷺ جب بھی سجدے میں جاتے تو یہ دونوں ایسا ہی کرتے، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہو گئے اور انہیں اپنی ران پر بٹھا لیا میں کھڑا ہوا اور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میں ان دونوں کو چھوڑ آؤں؟ اسی لمحے ایک روشنی کوندی اور نبی کریم ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا اپنی امی کے پاس چلے جاؤ اور وہ روشنی اس وقت تک رہی جب تک وہ اپنے گھر میں داخل نہ ہو گئے۔''

بچوں کو ڈھونڈ کر آپ ﷺ ان سے ملتے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دن کے کسی وقت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا نہ تو آپ ﷺ مجھ سے کوئی بات کرتے تھے اور نہ ہی میں نے آپ سے کوئی بات کی یہاں تک کہ ہم بنی قینقاع کے بازار میں آ گئے پھر آپ ﷺ واپس ہوئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے آئے اور آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَثَمَّ لُكَعُ؟ أَثَمَّ لُكَعُ؟ يَعْنِي حَسَنًا)) فَظَنَنَّا أَنَّهُ إِنَّمَا تَحْبِسُهُ أُمُّهُ لِأَنْ تُغَسِّلَهُ وَتُلْبِسَهُ سِخَابًا، فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ جَاءَ يَسْعَى، حَتَّى

① مسند احمد (١٠٦٦٩) حسن

اعْتَنَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:
((اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ، فَأَحِبَّهُ وَأَحْبِبْ مَنْ يُحِبُّهُ)) ①

''کیا بچہ ہے؟ کیا بچہ ہے؟ یعنی حضرت حسن۔ تو ہم نے خیال کیا کہ ان کی ماں نے ان کو غسل کروانے کے لیے اور ان کو خوشبوں کا ہار پہنانے کے لئے روک رکھا ہے لیکن تھوڑی سی دیر کے بعد وہ دوڑتے ہوئے آئے یہاں تک کہ وہ دونوں یعنی آپ ﷺ اور حضرت حسن ایک دوسرے سے گلے ملے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر اور تو اس سے محبت کر جو اس سے محبت کرے۔''

بچوں سے محبت کرو

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ اسامہ کو اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر فرماتے اے اللہ ان دونوں سے محبت فرما کہ میں بھی ان دونوں سے محبت کرتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ مجھے پکڑ کر اپنی ران مبارک پر بٹھاتے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو دوسری ران مبارک پر بٹھا کر ان دونوں کو ملا کر فرمایا کرتے تھے:

((اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّي أَرْحَمُهُمَا)) ②

''اے اللہ ان دونوں پر رحم فرما کہ میں بھی ان پر مہربان ہوں۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بچوں سے پیار

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک دن عصر کی نماز پڑھی اس کے بعد مسجد سے نکلے تو حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔

① مسلم، فضائل الصحابة رضى الله تعالى عنهم، باب فضائل الحسن والحسين رضى الله عنهما (٢٤٢١)

② بخاری، الأدب، باب وضع الصبي على الفخذ (٦٠٠٣)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو (اٹھا کر) کندھوں پر بٹھا لیا اور کہا:

بِأَبِي، شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ لاَ شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ [1]

''میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔ تم رسول اللہ ﷺ کے مشابہ ہو علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں حضرت علی مسکرا رہے تھے۔''

اولاد کی محبت فطرتی ہے

حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما دوڑتے ہوئے آئے نبی ﷺ نے ان کو پکڑا اور انہیں بوسہ دیا اور فرمایا:

((إِنَّ الْوَلَدَ مَبْخَلَةٌ مَجْبَنَةٌ مَحْزَنَةٌ)) [2]

''بلاشبہ اولاد کنجوسی، بزدلی اور بےچینی کا سبب بنتی ہے۔''

نبی اکرم ﷺ بچوں کو کندھوں پر سوار کر لیتے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو کندھے پر بٹھائے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے کہا:

نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غُلاَمُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَنِعْمَ الرَّاكِبُ هُوَ)) [3]

''اے لڑکے تم کتنی بہترین سواری پر سوار ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ سوار بھی تو بہترین ہے۔''

بچوں کی وجہ سے نماز مختصر

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِنِّي لَأَقُومُ فِي الصَّلَاةِ أُرِيدُ أَنْ أُطَوِّلَ فِيهَا، فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ

[1] بخاری، المناقب، باب صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم(٣٥٤٢)

[2] سیر اعلام النبلاء (٣/٢٥٦) ومستدرك حاكم(٤٧٧١)حسن

[3] ترمذی،أبواب المناقب(٣٧٨٤)ضعیف

فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلَاتِي كَرَاهِيَةَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمِّهِ)) ①

''میں نماز پڑھانے کھڑا ہوتا ہوں تو ارادہ کرتا ہوں کہ اُسے طول دوں لیکن کسی بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اپنی نماز کو مختصر کر دیتا ہوں، یہ ناپسند کرتے ہوئے کہ (اس کے رونے سے) اُس کی ماں کے لیے تکلیف کا باعث بنوں۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ مَعَ أُمِّهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ، فَيَقْرَأُ بِالسُّوْرَةِ الْخَفِيْفَةِ أَوْ بِالسُّوْرَةِ الْقَصِيْرَةِ ②

''نبی اکرم ﷺ نماز میں کسی ایسے بچہ کے رونے کی آواز سنتے جو اپنی ماں کے ساتھ ہوتا تو چھوٹی سورت پڑھ کر نماز میں تخفیف کر دیتے''

بچوں کو کھانے کے آداب سکھاؤ

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ غُلَامًا فِيْ حَجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ يَدِي تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا غُلَامُ، سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِي بَعْدُ)) ③

''میں لڑکپن میں نبی اکرم ﷺ کے زیرِ کفالت تھا (آپ ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتے وقت) میرا ہاتھ پیالے میں ہر طرف چلتا رہتا تھا۔ (ایک مرتبہ جب میں حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھا تھا) تو آپ ﷺ نے فرمایا: برخوردار! بسم اللہ پڑھو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھایا کرو۔ اس کے بعد میں اسی طریقہ سے کھاتا ہوں۔''

① بخاری، الأذان، باب من أخف الصلاة عند بكاء الصبي(٦٧٥)

② مسلم، الصلاة، باب أمر الأئمة بتخفيف الصلاة في تمام(٤٧٠)والبيهقي في السنن الكبرى(٢/٣٩٣)(٣٨٤٧)

③ بخاری، الأطعمة، باب التسمية على الطعام والأكل باليمين(٥٠٦٣)

بچوں کا حق انہیں دیا

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَدَحٍ، فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ أَصْغَرُ الْقَوْمِ، وَالْأَشْيَاخُ عَنْ يَسَارِهِ، فَقَالَ:((يَا غُلَامُ، أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَهُ الْأَشْيَاخَ)) قَالَ مَا كُنْتُ لِأُوْثِرَ بِفَضْلِي مِنْكَ أَحَدًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ۔ ①

"نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک پیالہ پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے اُس میں سے کچھ نوش فرمایا اور (وہ پیالہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرمانے لگے تو) آپ ﷺ کے دائیں جانب ایک نوعمر لڑکا (عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما) تھا جو اُس وقت موجود لوگوں میں سب سے چھوٹا تھا اور عمر رسیدہ حضرات بائیں طرف تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے لڑکے! کیا تم اجازت دیتے ہو کہ میں یہ (تبرک) عمر رسیدہ لوگوں کو پہلے دے دوں؟ وہ لڑکا عرض گزار ہوا یا رسول اللہ! میں آپ سے بچی ہوئی (متبرک) چیز میں کسی دوسرے کو اپنے اوپر ترجیح نہیں دے سکتا۔ سو آپ ﷺ نے وہ پیالہ اُسی بچے کو پہلے عنایت فرمایا۔"

بچوں کے کھلونوں کا خیال رکھو

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سب لوگوں سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے اور میرا ایک بھائی تھا جسے ابوعمیر کہا جاتا تھا اور میرے خیال میں اُس کا دودھ چھڑایا جا چکا تھا۔ چنانچہ جب آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لاتے تو فرماتے:

((يَا أَبَا عُمَيْرٍ، مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟)) نُغَرٌ كَانَ يَلْعَبُ بِهِ، فَرُبَّمَا حَضَرَ الصَّلَاةَ وَهُوَ فِي بَيْتِنَا فَيَأْمُرُ بِالْبِسَاطِ الَّذِي تَحْتَهُ فَيُكْنَسُ وَيُنْضَحُ ثُمَّ يَقُوْمُ وَنَقُوْمُ خَلْفَهُ فَيُصَلِّي بِنَا۔

① بخاری، المساقاة الشرب، باب في الشرب (٢٢٢٤)

اے ابو عمیر! نغیر کا کیا بنایا؟ نغر (ایک پرندہ تھا جس) کے ساتھ وہ کھیلا کرتا تھ (بعد ازاں وہ فوت ہو گیا تو آپ ﷺ اُس بچے کی دل جوئی کے لیے یہ فرماتے)۔ کبھی نماز کا وقت ہو جاتا اور آپ ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما ہوتے تو جس فرش پر آپ تشریف فرما ہوتے اُسے جھاڑنے اور صاف کرنے کا حکم فرماتے، پھر آپ ﷺ قیام فرما ہوتے اور ہم بھی آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو جاتے۔ چنانچہ آپ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے۔''①

بچوں کو تکلیف مت دو

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الْوَالِدَةِ وَوَلَدِهَا فَرَّقَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَحِبَّتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))②

''جس شخص نے ماں اور بیٹے کو ایک دوسرے سے جدا کیا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُسے اُس کے پیاروں سے جدا کر دے گا۔''

میرے بیٹے کو چھوڑ دو اور خوفزدہ نہ کرو

حضرت ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلٰى صَدْرِهِ أَوْ بَطْنِهِ الْحَسَنُ أَوِ الْحُسَيْنُ، قَالَ فَرَأَيْتُ بَوْلَه أَسَارِيْعَ، فَقُمْنَا إِلَيْهِ، فَقَالَ:((دَعُوْا ابْنِي لَا تُفْزِعُوْهُ حَتّٰى يَقْضِيَ بَوْلَه)) ثُمَّ أَتْبَعَهُ الْمَاءَ، ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ بَيْتَ تَمْرِ الصَّدَقَةِ وَدَخَلَ مَعَهُ الْغُلَامُ، فَأَخَذَ تَمْرَةً فَجَعَلَهَا فِي فِيْهِ، فَاسْتَخْرَجَهَا النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ((إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لَنَا))

① بخاری، الأدب، باب الكنية للصبی وقبل أن يولد للرجل (٥٨٥٠) والترمذی، الصلاة، باب ما جاء فی الصلاة علی البسط (٣٣٣)

② ترمذی، البيوع (١٢٨٣) والدارمی (٢٤٧٩) حسن

''میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر تھا اور آپ ﷺ کے سینہ مبارک یا بطن مبارک پر (آپ ﷺ کے بیٹے) حضرت حسن رضی اللہ عنہ یا حضرت حسین رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ صاحبزادے کا پیشاب آپ ﷺ کے مبارک کپڑوں پر پھیل گیا ہے، ہم جلدی سے بچے کی طرف (اسے اُٹھانے کے لئے) لپکے تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے بیٹے کو چھوڑ دو اور خوفزدہ نہ کرو یہاں تک کہ مکمل طور پر فارغ ہو جائے۔ پھر آپ ﷺ نے اُس پر پانی بہا دیا، پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور صدقہ والی کھجوروں کے کمرے میں تشریف لے گئے اور بچہ بھی آپ کے ساتھ وہاں داخل ہو گیا، اور ایک کھجور پکڑ کر منہ میں ڈال لی تو آپ ﷺ نے وہ کھجور اُس کے منہ سے نکال لی اور فرمایا: بے شک صدقہ ہمارے (اہل بیت کے) لئے حلال نہیں ہے۔''①

بچوں کو جو کہو پورا کرو

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِنَا وَأَنَا صَبِيٌّ، قَالَ فَذَهَبْتُ أَخْرُجُ لِأَلْعَبَ، فَقَالَتْ أُمِّي يَا عَبْدَ اللّٰهِ، تَعَالَ أُعْطِكَ، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَمَا أَرَدْتِ أَنْ تُعْطِيَهُ؟)) قَالَتْ أُعْطِيهِ تَمْرًا، قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَا إِنَّكِ لَوْ لَمْ تَفْعَلِي كُتِبَتْ عَلَيْكِ كَذْبَةٌ))②

''ایک روز نبی کریم ﷺ ہمارے غریب خانے میں جلوہ افروز ہوئے اور میں اُس وقت بچہ تھا۔ میں باہر کھیلنے کے لئے جانے لگا تو میری والدہ محترمہ نے مجھے کہا اے عبداللہ! ادھر آؤ تا کہ تمہیں کچھ دوں۔ آپ ﷺ نے میری والدہ سے فرمایا: تم اِسے کیا دینا چاہتی ہو، اُنہوں نے عرض کیا میں اِسے کھجور دوں گی۔ اِس پر آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم اِسے کچھ نہ دیتیں تو تمہارا ایک جھوٹ لکھ لیا جاتا۔''

① مسند احمد (٤/٣٤٨)(١٩٠٨٢)

② أبو داود ،الأدب، باب في التشديد في الكذب(٤٩٩١)

بچی کی پرورش پر جنت

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ، وَضَمَّ أَصَابِعَهُ))①

''جس شخص نے دو بیٹیوں کی بلوغت کو پہنچنے تک پرورش کی وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ میں اور وہ اور (آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسری کے ساتھ ملایا)۔''

بیٹیوں کی پرورش پر اجر عظیم

بیٹیوں کی پرورش پر اللہ تعالیٰ ان کے والدین کو بہت زیادہ اجر عطا فرماتے ہیں چند ایک روایات ملاحظہ ہوں۔ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ فَأَطْعَمَهُنَّ وَسَقَاهُنَّ وَكَسَاهُنَّ مِنْ جِدَتِهِ كُنَّ لَهُ حِجَابًا مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))②

''جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں اور ان پر صبر کرے انہیں اپنی استطاعت کے مطابق کھلائے، پلائے اور پہنائے تو وہ اس کے لیے روز قیامت پردہ ہوں گی (یعنی جہنم سے بچاؤ کے لیے)۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ رَجُلٍ تُدْرِكُ لَهُ ابْنَتَانِ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِمَا مَا صَحِبَتَاهُ أَوْ صَحِبَهُمَا إِلَّا أَدْخَلَتَاهُ الْجَنَّةَ))

''کوئی آدمی ایسا نہیں کہ اس کے ہاں دو بیٹیاں ہوں اور وہ دونوں جب تک اس کے ساتھ رہیں یا وہ ان کے ساتھ رہے ان کے ساتھ احسان (نیک سلوک) کرتا

---

① صحيح، مسلم، البر والصلة والآداب، باب فضل الإحسان إلى البنات

② مسند أحمد (١٧٤٠٣) وابن ماجة (٣٦٧٣) صحيح

رہے مگر وہ دونوں اس کو جنت میں داخل کروا دیں گی۔''①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ فَصَبَرَ عَلَى لَأْوَائِهِنَّ وَضَرَّائِهِنَّ وَسَرَّائِهِنَّ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُنَّ))

''جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی شدت، سختی اور خوشی پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ ان بیٹیوں پر اس کی شفقت کے سبب سے اسے جنت میں داخل فرما دیں گے۔''

ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر تین کی بجائے دو ہوں تو؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اگر دو بھی ہوں تب بھی۔ پھر ایک آدمی نے کہا:

أَوْ وَاحِدَةٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ②

''اے اللہ کے رسول! اگر ایک بھی ہو تو تب بھی؟''

تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اگر ایک بھی ہو تب بھی (اس کے ساتھ نیکی کی وجہ سے اللہ اس کو جنت میں داخل فرما دے گا۔)

بیٹیوں کی پرورش جہنم سے بچاؤ کا سبب

نیک اولاد آدمی کے لیے صدقہ جاریہ بنتی ہے خواہ وہ بیٹا ہو یا بیٹی، عموماً معاشرے میں بیٹیوں کے مسائل بیٹوں سے زیادہ ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ شریعت نے ان کی تعلیم وتربیت اور پرورش کے بدلے اجر بھی زیادہ رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ))

''جس شخص کو ان بیٹیوں میں سے کسی چیز کے ساتھ آزمائش میں ڈالا گیا اور اس نے ان کے ساتھ احسان کیا تو وہ اس کے لیے آگ کے مقابلے میں رکاوٹ ہوں گی۔''③

① ابن ماجة، الآداب، باب بر الوالدين والإحسان إلى البنات (٣٧١٤) حسن
② مسند أحمد (١٤٢٥) صحيح ③ بخاري، الأدب (٥٩٩٥)

بچے اور بچیوں میں عدل رکھو

اولاد بیٹے ہوں یا بیٹیاں، اسلام نے ان کے درمیان ہر چیز میں برابری کا حکم دیا ہے جیسا کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھے تحفہ دیا تو عمرہ بنت روحہ رضی اللہ عنہا (ان کی والدہ) نے کہا کہ جب تک آپ رسول اللہ ﷺ کو اس پر گواہ نہ بنائیں گے میں راضی نہیں ہوں گی۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میں نے عمرہ بنت رواحہ سے اپنے بیٹے کو عطیہ دیا ہے تو اللہ کے رسول! میری بیوی نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ ﷺ کو گواہ بناؤں۔۔۔!

آپ ﷺ نے دریافت کیا:

((أَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هٰذَا))

''کیا تم نے باقی ماندہ اولاد کو بھی ایسا ہی عطیہ دیا ہے۔''

انہوں نے کہا: نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ))[1]

''پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل و انصاف کرو۔''

انھوں نے بیان کیا کہ وہ واپس آئے اور اپنا عطیہ واپس لے لیا۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((سَوُّوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ فَلَوْ كُنْتُ مُفَضِّلًا أَحَدًا لَفَضَّلْتُ النِّسَاءَ))[2]

''عطیہ (تحفہ) دینے میں اولاد کے درمیان برابری کرو اگر میں کسی کو ترجیح دیتا تو (عطیہ دینے میں) عورتوں کو ترجیح دیتا۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اس کا بیٹا آیا تو اس نے اس کو پکڑ کر بوسہ دیا اور اپنی گود میں بٹھا لیا پھر اس کی بیٹی آئی تو اس نے اس کو پکڑا اور

[1] بخاري، الهبة، باب الإشهاد في الهبة (٢٥٨٧)

[2] سنن الكبرى للبيهقي، الهبات (١٢)، (٦/٢٩٤) حسن

اپنے پہلو میں بٹھا دیا آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَمَا عَدَلْتَ بَيْنَهُمَا))(1)

''تم نے دونوں کے درمیان عدل نہیں کیا۔''

آپ ﷺ اپنی بیٹی کا استقبال کرتے

عائشہ بنت طلحہ رضی اللہ عنہا ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں:

مَا رَأَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَشْبَهَ كَلَامًا وَ حَدِيْثًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ فَاطِمَةَ وَ كَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ اِلَيْهَا فَقَبَّلَهَا وَرَحَّبَ بِهَا وَكَذَالِكَ كَانَتْ هِيَ تَصْنَعُ(2)

''میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کلام اور گفتگو میں رسول اللہ ﷺ کے مشابہہ کسی کو نہیں دیکھا، جب فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتی تو آپ اس کی جانب کھڑے ہوتے، اسے بوسہ دیتے اور خوش آمدید کہتے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ایسے ہی اپنے ابا جان کا استقبال کیا کرتی تھی''

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی بیویاں آپ ﷺ کے پاس اکٹھی ہوئیں، ازواج مطہرات میں سے کوئی بھی غائب نہ تھی۔ اتنے میں فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی سی چال چلتے ہوئے آئیں، جب رسول اللہ ﷺ نے انھیں دیکھا تو خوش آمدید کہا اور فرمایا:

((مَرْحَبًا بِابْنَتِي))

''میری بیٹی خوش آمدید''

پھر انھیں اپنی دائیں طرف یا بائیں طرف بٹھا لیا اور رازدارانہ انداز میں کوئی بات کی تو وہ رو پڑیں، پھر دوبارہ رازدارانہ انداز میں بات کی تو وہ ہنس پڑیں۔ جب رسول اللہ ﷺ اٹھ گئے تو میں نے اس سے کہا:

(1) الكامل في ضعفاء الرجال (٤/١٥٥٣) حسن

(2) ابو داؤد (٥٢١٧) ترمذی (٣٨٧٢) مستدرك حاكم (٣/١٥٤) صحيح

''رسول اللہ ﷺ نے پہلے تجھ سے کوئی خاص بات کی تو رونے لگی، پھر تھوڑی دیر بعد دوسری بات کی تو ہنسنے لگی۔ بیٹی میرا آپ پر حق ہے، آپ مجھے بتائیں کہ روئی اور ہنسی کیوں؟ اس نے جواب دیا: ''میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو افشا نہیں کروں گی۔''

جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو میں نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے پھر کہا: ''بیٹی! میرا آپ پر حق ہے، مجھے اپنے رونے اور ہنسنے کی وجہ بتائیں۔'' تو انہوں نے کہا: ہاں! اب میں بتاتی ہوں۔ پہلے ابا جان ﷺ نے مجھے یہ بات کہی کہ جبرئیل علیہ السلام ہر سال ایک مرتبہ میرے پاس قرآن مجید کی دوہرائی کیلئے آتے ہیں لیکن اس مرتبہ دو دفعہ میرے پاس آئے ہیں، یہ میری وفات کے قرب کی علامت ہے۔ تم اللہ سے ڈرنا اور صبر کرنا، میں آپ کا بہتر سلف ثابت ہوں گا، میں یہ سن کر رونے لگی۔ جب ابا جان ﷺ نے میری گھبراہٹ کو دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ تو خواتین عالم کی سردار ہوگی، یا یہ فرمایا کہ تو اس امت کی خواتین کی سردار ہوگی، تو یہ سن کر میں ہنس پڑی۔''[1]

آپ ﷺ بچیوں سے پیار کرنے والے تھے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ کی گلیوں سے گزرے تو چند لڑکیاں دف بجا رہی تھیں اور گا کر کہہ رہی تھیں''

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِی النَّجَّارِ
يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارِ

''ہم بنو نجار کی بچیاں کتنی خوش نصیب ہیں کہ محمد مصطفیٰ ﷺ (جیسی ہستی) ہمارے پڑوسی ہیں''

تو آپ ﷺ نے (ان کی نعت سن کر) فرمایا:

[1] بخاری مع فتح الباری (٦/٦٢٤) مسلم، فضائل الصحابة (٢٥٠)

((يَعْلَمُ اللّٰهُ إِنِّي لَأُحِبُّكُنَّ))

''(میرا) اللہ خوب جانتا ہے کہ میں بھی تم سے بے حد محبت رکھتا ہوں۔''

اور ابو یعلی کی روایت میں ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِنَّ))[1]

''اے اللہ! انہیں برکت عطا فرما۔''

[1] ابن ماجة، النكاح(۱۸۹۹) ومسند أبي يعلى(۳٤۰۹)صحيح

خواتین پر آپ ﷺ کی شفقتیں

امت کی خواتین پر آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے جو ظلم ہو رہے تھے، انہیں زندہ در گور کیا جا رہا تھا۔ وراثت سے محروم رکھا جا رہا تھا۔ گھر میں منحوس خیال کیا جاتا تھا سب ظلم وستم سے اگر کسی نے خواتین کو نکالا تو وہ جناب محمد ﷺ کی ذات گرامی ہے۔

آپ ﷺ خواتین سے الفت رکھتے تھے۔ وہ بیٹی کے روپ میں ہو یا بیوی کے، وہ ماں کے روپ میں ہو یا بنات المسلمین کے روپ میں، بلکہ حدیث میں آتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
کہ دنیا کی اشیاء میں سے ان (تین اشیاء) کی محبت مجھے عطا کی گئی ہے۔

اَلنِّسَآءُ — خواتین (اہل خانہ)

وَالطِّیْبُ — خوشبو

وَجُعِلَ قُرَّةُ عَیْنِی فِی الصَّلَاةِ [1]

''اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔''

حجۃ الوداع کے موقعہ پر آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

((وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَیْرًا)) [2]

''عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت قبول کرو''

خواتین کو مارو نہیں

نیز رسول ﷺ نے فرمایا:

---

[1] صحیح نسائی، عشرة النساء، باب حب النساء (٣٦٨٠)

[2] بخاری، النکاح، باب الوصاة بالنساء (٥١٨٦)

((بِمَ يَضْرِبُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ ضَرْبَ الفَحْلِ، أَوِ العَبْدِ، ثُمَّ لَعَلَّهُ يُعَانِقُهَا)) ①

''تم میں سے بعض لوگ اپنی بیوی کو اونٹ کی طرح کیوں پیٹتے ہیں پھر بعد میں انہیں گلے بھی ملتے ہوں گے۔؟''

سیدنا ایاس بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَضْرِبُوْا إِمَاءَ اللّٰهِ)) ②

''اللہ کی بندیوں کو نہ مارا کرو۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا: کہ عورتیں خاوندوں پر بہت دلیر ہوگئی ہیں۔ آپ ﷺ نے انہیں مارنے کی رخصت دے دی پھر بہت سی عورتیں رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کے پاس حاضر ہوئیں اور اپنے شوہروں کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

آل محمد ﷺ کے گھرانوں میں بہت سی عورتیں اپنے خاوندوں کے خلاف شکایات لے کر آئیں ہیں۔ یاد رکھو! ایسے لوگ اچھے نہیں ہیں (جو اپنی بیوی کو مار پیٹ کرتے ہیں۔)

بچوں اور عورتوں پر شفقت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے کسی غزوہ میں ایک مقتول عورت پائی گئی:

((فَنَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ)) ③

''تو آپ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی (سختی سے) ممانعت فرما دی۔''

① صحیح بخاری ،الادب ، باب قول الله تعالیٰ (یا ایها الذین أمنوا ــ(٦٠٤٢)
② سنن ابی داود ،النکاح ،باب فی حزب النساء (٢١٤٦)صحیح
③ بخاری ، الجهاد والسير، باب قتل النساء فی الحرب(٢٨٥٢)

خواتین سے حسن سلوک کا ایک انداز

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"آپ ﷺ خیبر سے تشریف لائے جب خیبر کا قلعہ اللہ نے آپ کے لیے فتح کر دیا تو صفیہ بنت حیی کا تذکرہ آپ کے سامنے آیا۔ان کا شوہر قتل کیا جا چکا تھا اور وہ ابھی ابھی دلہن بنی تھیں ۔آپ ﷺ نے انہیں اپنے لیے منتخب فرمایا اور انہیں لے کر نکلے جب صہبا کے بند پر پہنچے تو ان سے تخلیہ فرمایا اور چمڑے کے ایک چھوٹے سے دستر خوان پر پنیر بنوایا پھر حضور ﷺ نے فرمایا آس پاس والو ں کو خبر کر دو! حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح پر یہی ولیمہ آپ ﷺ کا ہوا پھر ہم مد ینہ کی طرف نکل پڑے میں نے آپ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے حضرت صفیہ کے لیے عبا کا پردہ کر لیا پھر آپ ﷺ ان کے اونٹ کے پاس بیٹھ گئے اور گھٹنا زمین پر رکھ دیا۔حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنا پیر گھٹنے پر رکھا اور سوار ہو گئیں۔"[1]

اماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوڑ کا مقابلہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں آپ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھی اس وقت میں نوعمر تھی کہ میرے بدن میں گوشت نہیں بڑھا تھا اور میں ایسی موٹی نہ تھی آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا دوڑ لگاؤ! صحابہ دوڑ پڑے ۔پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔آ ؤ ہم تم دوڑ لگائیں ۔میں نے حامی بھری اور پیدل دوڑ پڑی ۔

اور آپ ﷺ سے آگے بڑھ گئی ۔جب کچھ دن گزر رے (ایک روایت میں ہے' پھر آپ ﷺ نے کچھ دن توقف فرمایا) میرے بدن میں گوشت بڑھ گیا میں موٹی ہو گئی اور پچھلا واقعہ بھی میرے ذہن سے نکل گیا تو دوبارہ میں نے آپ ﷺ کے ساتھ سفر کیا آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پھر دوڑ لگانے کے لیے فرمایا انہوں نے دوڑ لگا ئی

---

[1] بخاري،الصلاة،باب مايذكر في الفخذ(٣٧١)،ومسلم(١٣٦٥)

پھر آپ ﷺ نے مجھ سے کہا چلو ہم بھی دوڑیں میں تم سے آگے بڑھ جاؤں گا۔ مجھے بدستور پچھلا واقعہ یاد نہ تھا اب میں موٹی ہو چکی تھی میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میرا یہ حال ہے میں کیوں کر مقابلہ کر سکوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم کر لوگی۔ غرض میں نے حضور ﷺ کے ساتھ دوڑ لگائی۔ لیکن ہار گئی اور آپ ﷺ آگے بڑھ گئے حضور ﷺ ہنسنے لگے اور فرمایا: یہ جیت اس ہار کا بدلہ ہے۔ ①

گھر میں ایسے رہو...!

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ان سے دریافت کیا کہ: ''گھر میں اللہ کے رسول ﷺ کی مصروفیت کیسی ہوتی تھی۔؟'' تو انھوں نے فرمایا: ''آپ ﷺ بھی انسانوں میں سے ایک انسان تھے آپ ﷺ:

① ۔گھر میں اپنی بیویوں کے ساتھ ان کا ہاتھ بٹاتے۔

② ۔اپنے گھر میں اپنے ہاتھ کے ساتھ مختلف امور انجام دیتے۔

③ ۔بکری کا دودھ دوہ لیتے۔

④ ۔جوتا سی لیتے۔

⑤ ۔پانی کا مشکیزہ اٹھا لیتے۔

⑥ ۔اپنے کپڑوں کو پیوند لگا لیتے۔

⑦ ۔اپنے کام خود کر لیتے۔

⑧ ۔کپڑے صاف کر لیتے۔ ②

بیٹیوں سے محبت وشفقت

بیٹیوں کی پرورش پر رسول اللہ ﷺ کا جنت کی بشارت دینا یقیناً یہ بیٹیوں سے محبت وشفقت

---

① ابو داود، الجهاد، باب في السبق على الرجل (٢٥٧٨) ونسائي في السنن الكبرى (٨٩٤٥) والصحيحة (١٣١)

② مسند احمد (٦/٢٥٦) (٦١٩٤٦) وابن حبان (٥٦٧٥) (٥٦٧٦) اسناده صحيح

کی عظیم مثال ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ئنات ارشاد فرماتی ہیں:

جَائَتْنِي امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ تَسْأَلُنِي فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ ((مَنْ يَلِي مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ شَيْئًا فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ))①

''کہ ایک دن ایک عورت اپنی دو بچیوں کو لے کر میرے پاس آئی اور اس نے کچھ مانگا (کھانے کیلئے) میرے پاس صرف ایک ہی کھجور تھی۔ میں نے اس کے ہاتھ پر رکھ دی اس نے کھجور کے دو ٹکڑے کئے اور آدھی آدھی دونوں کو دے دی اور خود نہ کھائی۔ میں نے یہ سارا ماجرا نبی ﷺ کو کہہ سنایا۔'' تو آپ نے سن کر فرمایا: ''جو شخص بھی لڑکیوں کے بارے میں آزمایا جاتا ہے وہ اچھا سلوک کر کے آزمائش میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ تو یہ لڑکیاں اس کیلئے قیامت کے روز جہنم سے ڈھال بن جائیں گی''

آپ ﷺ نے بیویوں کے حقوق بیان فرمائے

عرب جہلاء بیوی کو نوکرانی سمجھتے تھے مگر رسول اللہ ﷺ نے حقوق اس قدر مقرر فرمائے کہ وہی خاتون گھر کی مالکن اور شہزادی بن گئی۔ حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں سے کسی شخص پر اُس کی بیوی کا کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ أَوِ اكْتَسَبْتَ، وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ، وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ))②

''جب تم خود کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، جب تم پہنو یا کماؤ تو اُسے بھی پہناؤ، اُس کے منہ پر نہ مارو، اُس سے برے لفظ نہ کہو اور اُسے خود سے الگ نہ کرو مگر گھر کے اندر ہی۔''

① مسلم، البر والصلة (٢٦٢٩) ② أبو داود، النكاح (٢١٤٢) حسن

گیارہ عورتوں کا قصہ اور شفقت رسول ﷺ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: گیارہ عورتیں آپس میں یہ معاہدہ کر کے بیٹھیں کہ اپنے اپنے خاوندوں کا پورا پورا صحیح صحیح حال بیان کریں کوئی بات نہ چھپائیں۔

((قَالَتِ الأُوْلَى زَوْجِيْ لَحْمُ جَمَلٍ غَثٌّ عَلَى رَأْسِ جَبَلٍ وَعْرٍ لَا سَهْلٌ فَيُرْتَقَى وَلاَ سَمِيْنٌ فَيُنْتَقَلَ))

''ان میں سے پہلی عورت نے کہا کہ: میرا خاوند ناکارہ پتلے دبلے اونٹ کی طرح ہے اور گوشت بھی سخت دشوار گزار پہاڑ کی چوٹی پہ رکھا ہوا ہو کہ نہ پہاڑ کا راستہ آسان ہو کہ جس کی وجہ سے اس پر چڑھنا ممکن ہو اور نہ ہی وہ گوشت ایسا ہو کہ بڑی رغبت اٹھا کر اسے اتارنے کی کوشش کی جائے۔''

((قَالَتِ الثَّانِيَةُ زَوْجِيْ لَا أَبُثُّ خَبَرَهُ إِنِّي أَخَافُ أَنْ لَّا أَذَرَهُ إِنْ أَذْكُرْهُ أَذْكُرْ عُجَرَهُ وَبُجَرَهُ))

''دوسری عورت نے کہا کہ: میں اپنے خاوند کی کیا خبر بیان کروں مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر میں اس کے عیب ذکر کرنا شروع کر دوں تو کسی عیب کا ذکر نہ چھوڑوں اور اگر ذکر کروں تو اس کے ظاہری اور باطنی سارے عیب ذکر کر ڈالوں۔''

((قَالَتِ الثَّالِثَةُ زَوْجِي الْعَشَنَّقُ إِنْ أَنْطِقْ أُطَلَّقْ وَإِنْ أَسْكُتْ أُعَلَّقْ))

''تیسری عورت کہنے لگی کہ: میرا خاوند لم ڈھینگ اگر میں کسی بات میں بول پڑوں تو مجھے طلاق ہو جائے اور اگر خاموش رہوں تو لٹکی رہوں۔''

((قَالَتِ الرَّابِعَةُ زَوْجِي كَلَيْلِ تِهَامَةَ لاَ حَرٌّ وَلاَ قُرٌّ وَلاَ مَخَافَةَ وَلاَ سَآمَةَ))

''چوتھی عورت نے کہا کہ: میرا خاوند تہامہ کی رات کی طرح ہے نہ گرم نہ سرد نہ اس سے کسی قسم کا ڈر اور رنج۔''

((قَالَتِ الْخَامِسَةُ زَوْجِيْ إِنْ دَخَلَ فَهِدَ وَإِنْ خَرَجَ أَسِدَ وَلَا يَسْأَلُ عَمَّا عَهِدَ))

''پانچویں عورت نے کہا کہ: میرا خاوند جب گھر میں داخل ہوتا ہے تو وہ چیتا بن جاتا ہے اور جب باہر نکلتا ہے تو شیر بن جاتا ہے اور گھر میں جو کچھ ہوتا ہے اور اس بارے میں پوچھ گچھ نہیں کرتا۔''

((قَالَتِ السَّادِسَةُ زَوْجِي إِنْ أَكَلَ لَفَّ وَإِنْ شَرِبَ اشْتَفَّ وَإِنِ اضْطَجَعَ الْتَفَّ وَلَا يُولِجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَثَّ))

''چھٹی عورت نے کہا کہ: میرا خاوند اگر کھاتا ہے تو سب ہڑپ کر جاتا ہے اور اگر پیتا ہے تو سب چڑھا جاتا ہے اور جب لیٹتا ہے تو اکیلا ہی کپڑے میں لیٹ جاتا ہے میری طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا تاکہ میری پراگندی کا علم ہو۔''

((قَالَتِ السَّابِعَةُ زَوْجِي غَيَايَاءُ أَوْ عَيَايَاءُ طَبَاقَاءُ كُلُّ دَاءٍ لَهُ دَاءٌ شَجَّكِ أَوْ فَلَّكِ أَوْ جَمَعَ كُلًّا لَكِ))

''ساتویں عورت نے کہا کہ: میرا خاوند ہمبستری سے عاجز نامرد اور اس قدر بے وقوف ہے کہ وہ بات بھی نہیں کر سکتا دنیا کی ہر بیماری اس میں ہے اور سخت مزاج ایسا کہ میرا سر پھوڑ دے یا میرا جسم زخمی کر دے یا دونوں کر ڈالے۔''

((قَالَتِ الثَّامِنَةُ زَوْجِي الرِّيحُ رِيحُ زَرْنَبٍ وَالْمَسُّ مَسُّ أَرْنَبٍ))

''آٹھویں عورت کہنے لگی کہ: میرا خاوند خوشبو میں زعفران کی طرح مہکتا ہے اور چھونے میں خرگوش کی طرح نرم ہے۔''

((قَالَتِ التَّاسِعَةُ زَوْجِي رَفِيعُ الْعِمَادِ طَوِيلُ النِّجَادِ عَظِيمُ الرَّمَادِ قَرِيبُ الْبَيْتِ مِنَ النَّادِي))

''نویں عورت نے کہا کہ: میرا خاوند بلند شان والا دراز قد والا بڑا ہی مہمان نواز اس کا گھر مجلس اور دارالمشورہ کے قریب ہے۔''

((قَالَتِ الْعَاشِرَةُ زَوْجِي مَالِكٌ وَمَا مَالِكٌ مَالِكٌ خَيْرٌ مِنْ ذَلِكِ لَهُ إِبِلٌ كَثِيرَاتُ الْمَبَارِكِ قَلِيلَاتُ الْمَسَارِحِ إِذَا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِ أَيْقَنَّ أَنَّهُنَّ هَوَالِكُ))

''دسویں عورت کہنے لگی کہ: میرا خاوند مالک ہے اور میں مالک کی کیا شان بیان کروں کہ اس کے اونٹ اس قدر زیادہ ہیں جو مکان کے قریب بٹھائے جاتے ہیں چراگاہ میں کم ہی چرتے ہیں وہ اونٹ باجے کی آواز سنتے ہیں تو سمجھ جاتے ہیں کہ ہلاکت کا وقت قریب آ گیا ہے۔''

((قَالَتِ الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ زَوْجِي أَبُو زَرْعٍ فَمَا أَبُو زَرْعٍ أَنَاسَ مِنْ حُلِيٍّ أُذُنَيَّ وَمَلأَ مِنْ شَحْمٍ عَضُدَيَّ وَبَجَّحَنِي فَبَجِحَتْ إِلَيَّ نَفْسِي وَجَدَنِي فِي أَهْلِ غُنَيْمَةٍ بِشَقٍّ فَجَعَلَنِي فِي أَهْلِ صَهِيلٍ وَأَطِيطٍ وَدَائِسٍ وَمُنَقٍّ فَعِنْدَهُ أَقُولُ فَلاَ أُقَبَّحُ وَأَرْقُدُ فَأَتَصَبَّحُ وَأَشْرَبُ فَأَتَقَنَّحُ أُمُّ أَبِي زَرْعٍ فَمَا أُمُّ أَبِي زَرْعٍ عُكُومُهَا رَدَاحٌ وَبَيْتُهَا فَسَاحٌ ابْنُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا ابْنُ أَبِي زَرْعٍ مَضْجِعُهُ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ وَيُشْبِعُهُ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ طَوْعُ أَبِيهَا وَطَوْعُ أُمِّهَا وَمِلْءُ كِسَائِهَا وَغَيْظُ جَارَتِهَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ لاَ تَبُثُّ حَدِيثَنَا تَبْثِيثًا وَلاَ تُنَقِّثُ مِيرَتَنَا تَنْقِيثًا وَلاَ تَمْلأُ بَيْتَنَا تَعْشِيشًا قَالَتْ خَرَجَ أَبُو زَرْعٍ وَالأَوْطَابُ تُمْخَضُ فَلَقِيَ امْرَأَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ يَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَيْنِ فَطَلَّقَنِي وَنَكَحَهَا فَنَكَحْتُ بَعْدَهُ رَجُلاً سَرِيًّا رَكِبَ شَرِيًّا وَأَخَذَ خَطِّيًّا وَأَرَاحَ عَلَيَّ نَعَمًا ثَرِيًّا وَأَعْطَانِي مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا قَالَ كُلِي أُمَّ زَرْعٍ وَمِيرِي أَهْلَكِ فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ أَعْطَانِي مَا بَلَغَ أَصْغَرَ آنِيَةِ أَبِي زَرْعٍ قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُنْتُ لَكِ كَأَبِي زَرْعٍ لأُمِّ زَرْعٍ))

''گیارہویں عورت کہنے لگی کہ: میرا خاوند ابوزرع ہے میں ابوزرع کی کیا شان بیان کروں کہ زیوروں سے اس نے میرے کان جھکا دیے اور چربی سے میرے بازو بھر دیئے اور مجھے ایسا خوش رکھتا ہے کہ خود پسندی میں میں اپنے آپ کو بھولنے لگی مجھے اس نے ایک ایسے غریب گھرانے میں پایا تھا کہ جو بڑی

مشکل سے بکریوں پر گزر اوقات کرتے تھے اور پھر مجھے اپنے خوشحال گھرانے میں لے آیا کہ جہاں گھوڑے اونٹ کھیتی باڑی کے بیل اور کسان موجود تھے اور وہ مجھے کسی بات پر نہیں ڈانٹتا تھا میں دن چڑھے تک سوتی رہتی اور کوئی مجھے جگا نہیں سکتا تھا اور کھانے پینے میں اس قدر فراخی کہ میں خوب سیر ہو کر چھوڑ دیتی ابوزرع کی ماں بھلا اس کی کیا تعریف کرے اس کے بڑے بڑے برتن ہر وقت بھرے کے بھرے رہتے ہیں اس کا گھر بڑا کشادہ ہے اور ابوزرع کا بیٹا بھلا اس کے کیا کہنے کہ وہ بھی ایسا دبلا پتلا چھریرے جسم والا کہ اس کے سانے کا حصہ نرم نازک شاک یا تلوار کی طرح باریک بکری کے بچے کی ایک دست سے اس کا پیٹ بھرنے کے لئے کافی ابوزرع کی بیٹی کہ اس کے کیا کہنے کہ وہ اپنی ماں کی تابعدار باپ کی فرمانبردار موٹی تازی سوکن کی جلن تھی ابوزرع کی باندی کا بھی کیا کمال بیان کروں کہ گھر کی بات وہ کبھی باہر جا کر نہیں کہتی تھی کھانے کی چیز میں بغیر اجازت کے خرچ نہیں کرتی تھی اور گھر میں کوڑا کرکٹ جمع نہیں ہونے دیتی تھی بلکہ گھر صاف ستھرا رکھتی تھی ایک دن صبح جبکہ دودھ کے برتن بلوائے جارہے تھے ابوزرع گھر سے نکلے راستے میں ایک عورت پڑی ہوئی ملی جس کی کمر کے نیچے چیتے کی طرح دو بچے دو اناروں سے کھیل رہے تھے پس وہ عورت اسے کچھ ایسی پسند آ گئی کہ اس نے مجھے طلاق دے دی اور اس عورت سے نکاح کر لیا پھر میں نے بھی ایک شریف سردار سے نکاح کر لیا جو کہ شہسوار ہے اور سپہ سالار ہے اس نے مجھے بہت سی نعمتوں سے نوزا اور ہر قسم کے جانوروں کا ایک ایک جوڑا اس نے مجھے دیا اور یہ بھی اس نے کہا کہ اے ام زرع خود بھی کھا اور اپنے میکے میں بھی جو کچھ چاہے بھیج دے لیکن بات یہ ہے کہ اگر میں اس کی ساری عطاؤں کو اکٹھا کر لوں تو پھر بھی وہ ابوزرع کی چھوٹی سے چھوٹی عطا کے برابر نہیں ہو سکتی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”میں بھی

تیرے لئے اسی طرح سے ہوں جس طرح کہ ابوزرع ام زرع کے لئے ہے"[1]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر شفقت فرماتے اور ان کی سہیلیوں کا خیال رکھتے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ:

كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ لِي صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِي، فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ يَتَقَمَّعْنَ مِنْهُ فَيُسَرِّبُهُنَّ إِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِي .[2]

"میں نبی کریم ﷺ کے پاس لڑکیوں کے ساتھ کھیلتی رہتی اور میری کچھ سہیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں۔ جب حضور نبی اکرم ﷺ تشریف لاتے تو وہ اندر چھپ جاتیں۔ آپ ﷺ اُنہیں میرے پاس بھیجتے اور وہ میرے ساتھ دوبارہ کھیلنے لگ جاتیں۔"

حبشیوں کا کھیل عائشہ رضی اللہ عنہا کو دکھاتے

آپ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو پیار سے حمیرا کہا کرتے تھے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔

((يَا حُمَيْرَاءُ! أَتُحِبِّيْنَ اَنْ تَنْظُرِيْ اِلَيْهِمْ))[3]

"حمیراء! ان کا کھیل دیکھنا چاہتی ہو۔؟"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ:

وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْمُ عَلَى بَابِ حُجْرَتِي، وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ بِحِرَابِهِمْ فِي مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ، لِكَي أَنْظُرَ إِلَى لَعِبِهِمْ، ثُمَّ يَقُوْمُ مِنْ أَجْلِي حَتّٰى أَكُوْنَ أَنَا الَّتِي أَنْصَرِفُ، فَاقْدِرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ، حَرِيْصَةً عَلَى اللَّهْوِ.

---

[1] مسلم، الفضائل، باب ذكر حديث أم زرع(٦٣٠٥)وبخاری(٥١٨٩)

[2] بخاری ،الأدب، باب الانبساط إلى الناس(٥٧٧٩) (٦١٣٠)وأبو داود(٤٩٣١)

[3] السنن الكبرى للنسائی (٨٩٥١)وفتح الباری (٢/٥١٥)

''اللہ تعالیٰ کی قسم! میں وہ منظر آج بھی دیکھ رہی ہوں کہ نبی کریم ﷺ میرے کمرے کے دروازے پر کھڑے تھے اور حبشی اپنے ہتھیاروں سے آپ ﷺ کی مسجد میں جنگی مشقیں کر رہے تھے۔ نبی اکرم ﷺ مجھے اپنی چادر میں چھپائے ہوئے تھے تاکہ میں اُن کی مشقیں دیکھتی رہوں۔ آپ ﷺ میری وجہ سے قیام فرما رہے یہاں تک کہ میرا جی بھر گیا اور میں خود وہاں سے چلی گئی، اب تم خود اندازہ کرلو کہ ایک کمسن اور کھیل کی شائق لڑکی کتنی دیر کھیل کو دیکھتی ہے (یعنی آپ کافی دیر کھڑی رہیں)۔''(1)

خواتین کی تربیت کے لیے مخصوص وقت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابیات نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئیں:

((غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ، فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ، فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ فِيهِ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ)) (2)

''آپ کی جانب (سے فیض پانے میں) مرد ہم سے آگے نکل گئے لہٰذا ہمارے استفادہ کے لیے بھی ایک دن مقرر فرما دیجیے۔ آپ ﷺ نے اُن کے لئے ایک دن مقرر فرما دیا۔ اُس دن آپ ﷺ اُن سے ملاقات فرماتے، اُنہیں نصیحت فرماتے اور اللہ تعالیٰ کے احکام بتلاتے۔''

صنف نازک کو تکلیف مت دو

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے دربارِ اقدس میں انجشہ نامی ایک خوش الحان حدی خواں تھا (جب اُس کی حدی خوانی سے اُونٹ تیز رفتاری سے دوڑنے لگے تو) نبی اکرم ﷺ نے اُس سے فرمایا:

((رُوَيْدَكَ يَا أَنْجَشَةُ، لَا تَكْسِرِ الْقَوَارِيرَ، يَعْنِي ضَعَفَةَ النِّسَاءِ))

---

(1) صحيح بخاري ،العيدين ،باب الحراب والدرق يوم العيد(٩٥٠)

(2) بخاري ،العلم، باب هل يجعل للنساء يوم على حدة في العلم(١٠١)

''اے انجشہ! نرمی کرو کہیں شیشوں کو نہ توڑ دینا، یعنی نازک سی عورتوں کو تکلیف نہ دو (اونٹوں کی رفتار کم کرلو)۔'' ①

عورتوں کے کاموں میں ہاتھ بٹاؤ

حضرت اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: نبی اکرم ﷺ اپنے کاشانہ اقدس میں کیا کیا کام کرتے تھے؟ اُنہوں نے فرمایا:

((كَانَ يَكُوْنُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ، تَعْنِي خِدْمَةَ أَهْلِهِ، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ)) ②

''آپ ﷺ گھر والوں کے کاموں میں مشغول رہتے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔''

عورتوں کی غیرت کا خیال رکھو

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ، فَأَرْسَلَتْ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِصَحْفَةٍ فِيْهَا طَعَامٌ، فَضَرَبَتِ الَّتِي النَّبِيُّ ﷺ فِي بَيْتِهَا يَدَ الْخَادِمِ فَسَقَطَتِ الصَّحْفَةُ، فَانْفَلَقَتْ، فَجَمَعَ النَّبِيُّ ﷺ فِلَقَ الصَّحْفَةِ، ثُمَّ جَعَلَ يَجْمَعُ فِيْهَا الطَّعَامَ الَّذِي كَانَ فِي الصَّحْفَةِ، وَيَقُوْلُ:((غَارَتْ أُمُّكُمْ)) ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتّٰى أُتِيَ بِصَحْفَةٍ مِنْ عِنْدِ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا، فَدَفَعَ الصَّحْفَةَ الصَّحِيْحَةَ إِلَى الَّتِي كُسِرَتْ صَحْفَتُهَا وَأَمْسَكَ الْمَكْسُوْرَةَ فِي بَيْتِ الَّتِي كَسَرَتْ.

① بخاري، الأدب، باب المعاريض مندوحة عن الكذب(٥٨٥٧)

② بخاري الأذان، باب من كان في حاجة أهله فأقيمت الصلاة فخرج(٦٤٤) والترمذي(٢٤٨٩)

''نبی کریم ﷺ اپنی ایک زوجہ مطہرہ کے پاس تھے کہ دیگر اُمہات المؤمنین میں سے کسی ایک نے رکابی میں آپ ﷺ کے لیے کھانا بھیجا۔ آپ ﷺ جس زوجہ مطہرہ کے گھر تشریف فرما تھے اُنہوں نے (غیرت کی وجہ سے) خادم کے ہاتھ پر کچھ مارا جس سے رکابی گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ تو آپ ﷺ نے رکابی کے ٹکڑے جمع کیے اور پھر اُس میں کھانے کو جمع فرمانے لگے جو اُس رکابی میں تھا۔ آپ ﷺ نے (خادم سے) فرمایا: تمہاری ماں نے غیرت کھائی۔ پھر آپ ﷺ نے اُس خادم کو روک لیا، یہاں تک کہ جس زوجہ مطہرہ کے گھر میں آپ ﷺ تشریف فرما تھے اُن سے آپ نے صحیح سالم رکابی منگوا کر واپس بھجوا دی اور ٹوٹی ہوئی اُن کے گھر میں رکھ دی جنہوں نے وہ توڑی تھی۔''[1]

خواتین کی ضروریات کا خیال رکھنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ امْرَأَةً كَانَ فِي عَقْلِهَا شَيْئٌ، فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً، فَقَالَ:((يَا أُمَّ فُلَانٍ، انْظُرِي أَيَّ السِّكَكِ شِئْتِ، حَتّٰى أَقْضِيَ لَكِ حَاجَتَكِ، فَخَلَا مَعَهَا فِي بَعْضِ الطُّرُقِ حَتّٰى فَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِهَا))[2]

''ایک عورت کی عقل میں کچھ خرابی تھی، وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ! مجھے آپ سے کچھ کام ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے اُم فلاں! جس گلی میں چاہو انتظار کرو، میں تمارا مسئلہ حل کروں گا، پھر آپ ﷺ نے راستہ میں اُس سے بات کی اور اُس کی حاجت پوری کر دی۔''

بیوی کو کھانے کا لقمہ کھلانا بھی صدقہ ہے

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

[1] بخاری ،النکاح، باب الغیرۃ(٤٩٢٧)

[2] مسلم ، الفضائل، باب قرب النبی ﷺ من الناس وتبرکھم بہ(٢٣٢٦)

جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوْدُنِي وَأَنَا بِمَكَّةَ وَهُوَ يَكْرَهُ أَنْ يَمُوْتَ بِالْأَرْضِ الَّتِي هَاجَرَ مِنْهَا، قَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ ابْنَ عَفْرَاءَ، قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُوْصِي بِمَالِي كُلِّهِ؟ قَالَ لَا، قُلْتُ، فَالشَّطْرُ؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ، الثُّلُثُ؟ قَالَ: ((فَالثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ فِي أَيْدِيهِمْ، وَإِنَّكَ مَهْمَا أَنْفَقْتَ مِنْ نَفَقَةٍ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ، حَتَّى اللُّقْمَةُ الَّتِي تَرْفَعُهَا إِلَى فِي امْرَأَتِكَ))[1]

''نبی اکرم ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے، اور اُس وقت میں مکہ مکرمہ میں تھا، (راوی بیان کرتے ہیں) حضرت سعد رضی اللہ عنہ اُس جگہ مرنا ناپسند فرماتے تھے جہاں سے اُنہوں نے ہجرت کی تھی آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابن عفراء پر رحم فرمائے۔ (حضرت سعد ﷺ بیان کرتے ہیں) میں عرض گزار ہوا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں اپنے تمام مال کی وصیت کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا: نصف کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا تہائی مال کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تہائی مال سے درست ہے، لیکن تہائی مال بھی بہت زیادہ ہے۔ اگر تم اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑ کر جاؤ تو یہ اُنہیں غریب چھوڑ کر جانے سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ اور جو کچھ تم راہِ خدا میں خرچ کرو وہ صدقہ ہے، یہاں تک کہ جو لقمہ اُٹھا کر تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو، وہ بھی صدقہ ہے۔''

عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں اعلیٰ منصب عطا فرمائے گا، بہت سارے لوگ تم سے نفع اُٹھائیں گے جبکہ بعض لوگ نقصان بھی اُٹھائیں گے۔

بعد ازاں آپ ﷺ کا یہ فرمان سچ ثابت ہوا حضرت سعد رضی اللہ عنہ فوج کے سپہ سالار بنے اور بہت سارے لوگ ان کی فتوحات سے مالِ غنیمت سے مستفید ہوئے، کئی مشرف بہ

[1] بخاری، الوصايا، باب أن يترك ورثته أغنياء ـــــ (٢٥٩١)

اسلام ہوئے جبکہ کفار آپ کے ہاتھوں قتل ہوئے اور وہ نقصان اُٹھانے والوں میں سے تھے اُن دنوں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی صرف ایک ہی صاحبزادی تھی۔ ایک اور روایت میں حضرت سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا، حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِي فَمِ امْرَأَتِكَ))[1]

''تم جو کچھ خرچ کرتے ہو کہ جس سے تمہارا مقصود رضائے الٰہی ہو تو تمہیں اس پر اجر دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ تم اپنی بیوی کے منہ میں جو لقمہ ڈالتے ہو (اس پر بھی تمہیں اجر دیا جاتا ہے)۔''

ماں پر آپ ﷺ کی شفقتیں

صحابی رسول معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَبَرُّ؟

اے اللہ کے رسول! نیکی کا زیادہ حقدار کون ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ((أُمَّكَ)) ''تمہاری ماں''

صحابی نے پھر عرض کیا: ثُمَّ مَنْ؟ ''پھر کون''

آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ((أُمَّكَ)) ''تمہاری ماں''

صحابی نے پھر عرض کیا:

ثُمَّ مَنْ؟ ''پھر کون''

آپ ﷺ نے فرمایا: ((أُمَّكَ)) ''تمہاری والدہ محترمہ''

صحابی رسول نے پھر ہمت کرکے پوچھ لیا اس کے بعد تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''تمہارا باپ۔''[2]

---

[1] بخاری، الإيمان، باب ما جاء أن الأعمال بالنية والحِسبة، ولكل امرء ما نوى(٥٦)ومسلم(١٦٢٨)

[2] ترمذی، البر والصلة(١٨٩٧)وأبو داود(٥٣٣٩)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَرَّهُ أَن يُمَدَّ لَهُ فِي عُمْرِهِ وَيُزَادَ لَهُ فِي رِزْقِهِ فَلْيَبَرَّ وَالِدَيْهِ وَلْيَصِلْ رَحِمَهُ))①

''جسے اچھا لگے کہ اس کی عمر لمبی کی جائے اور اس کے رزق کو بڑھا دیا جائے تو وہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے اور اپنی رشتہ داری کو ملائے۔''

حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کو اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جنت میں خاص اعزاز دیا ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں جنت دیکھی وہاں میں نے قرآن پڑھنے کی آواز سنی، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: حارثہ بن نعمان ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

((كَذَالِكَ الْبِرُّ كَذَالِكَ الْبِرُّ وَكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِأُمِّهِ))②

''نیکی کا یہی بدلہ ہے، نیکی کا یہی بدلہ ہے، یہ اپنی ماں کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ اچھا سلوک کرتا تھا۔''

سیدنا ابوبکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہوں کی خبر نہ دوں؟ تین مرتبہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا: ہم نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْإِشْرَاكُ بِاللهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ))

''اللہ کا شریک ٹھہرانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔''

آپ ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر بیٹھ گئے اور فرمایا:

''سنو! جھوٹی بات کہنا جھوٹی گواہی دینا پھر آپ ﷺ بات دہراتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کاش آپ ﷺ خاموش ہو جائیں۔''③

① مسند أحمد (٣/٢٦٦) وصحيح الترغيب والترهيب (٢٤٨٨)
② مسند احمد (٦/١٥١) (٢٥٣٧٦) والسلسلة الصحيحة (٩١٣)
③ صحيح بخاری، الادب، باب عقوق الوالدين من الكبائر (٢٦٥٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((رَغِمَ أَنْفُهُ، ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُهُ، ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُهُ، قِيلَ: مَنْ يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ، أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا، فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ)) [1]

"ناک خاک آلود ہو، پھر ناک خاک آلود ہو، پھر ناک خاک آلود ہو کہا گیا کون یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس شخص کی جس نے بڑھاپے میں اپنے والدین کو پایا، ان میں سے ایک کو یا دونوں کو اور پھر (بھی ان کی خدمت کر کے) جنت میں نہیں گیا۔"

عورتوں کی سیاحت کا خیال رکھو

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَه، وَكَانَ يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا، غَيْرَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ رضي الله عنها وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ رضي الله عنها زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تَبْتَغِي بِذَالِكَ رِضَا رَسُوْلِ اللهِ ﷺ. [2]

"نبی اکرم ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواجِ مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے۔ سو جس کا قرعہ نکلتا اُسے اپنے ساتھ لے جاتے اور آپ ﷺ نے اُن کے درمیان ہر ایک کے لئے ایک رات اور دن کی باری مقرر فرمائی ہوئی تھی، ماسوائے حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے کہ اُنہوں نے اپنی باری اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دی ہوئی تھی اور اس سے اُن کا مقصود آپ ﷺ کی رضامندی تھی۔"

---

[1] صحيح مسلم، البر وصلة والادب (٢٥٥١)، ومسند احمد (٨٥٦٥)

[2] بخاری، الهبة وفضلها، باب هبة المرأة لغير زوجها وعتقها (٢٤٥٣)

خواتین سے خوش دلی کا اک انداز

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا:

((إِنِّي لَأَعْلَمُ إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً، وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبَى)) قَالَتْ: فَقُلْتُ مِنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذَالِكَ؟ فَقَالَ: ((أَمَّا إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً فَإِنَّكِ تَقُوْلِيْنَ: لَا، وَرَبِّ مُحَمَّدٍ ﷺ وَإِذَا كُنْتِ غَضْبَى قُلْتِ: لَا، وَرَبِّ إِبْرَاهِيْمَ)) قَالَتْ: قُلْتُ: أَجَلْ، وَاللّٰهِ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا أَهْجُرُ إِلَّا اسْمَكَ.①

”(اے عائشہ رضی اللہ عنہا) میں بخوبی جان لیتا ہوں جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو اور جب خفا ہوتی ہو۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا (یارسول اللہ!) یہ بات آپ کس طرح معلوم کر لیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو: رب محمد کی قسم اور جب تم خفا ہوتی ہو تو یوں کہتی ہو، ربِ ابراہیم کی قسم! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! اے اللہ! کے رسول! اُس وقت میں صرف آپ کا نام ہی تو چھوڑتی ہوں۔“

خواتین پر مہربان نبی علیہ السلام

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

اسْتَأْذَنَ أَبُوْ بَكْرٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَمِعَ صَوْتَ عَائِشَةَ عَالِيًا، فَلَمَّا دَخَلَ تَنَاوَلَهَا لِيَلْطِمَهَا، وَقَالَ أَلَا أَرَاكِ تَرْفَعِيْنَ صَوْتَكِ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَحْجِزُه، وَخَرَجَ أَبُوْ بَكْرٍ مُغْضَبًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ حِيْنَ خَرَجَ أَبُوْ بَكْرٍ: ((كَيْفَ رَأَيْتِنِي أَنْقَذْتُكِ مِنَ الرَّجُلِ)) قَالَ: فَمَكَثَ أَبُوْ بَكْرٍ أَيَّامًا، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَهُمَا قَدِ اصْطَلَحَا، فَقَالَ لَهُمَا: أَدْخِلَانِي فِي سِلْمِكُمَا كَمَا أَدْخَلْتُمَانِي فِي حَرْبِكُمَا،

① بخاري، النكاح، باب غيرة النساء ووجدهن (٤٩٣٠)

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قَدْ فَعَلْنَا، قَدْ فَعَلْنَا)) ①

''ایک روز حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ اور جب اندر داخل ہوئے تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بلند آواز سے بات کرتے سنا اُنہوں نے حضرت عائشہ کو تھپڑ مارنے کے لئے بڑھے اور کہا کیا تمہیں نظر نہیں آتا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آواز بلند کر رہی ہو، لیکن آپ ﷺ نے اُنہیں روک دیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ غصے کی حالت میں باہر چلے گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے جانے کے بعد نبی اکرم ﷺ نے (حضرت عائشہ سے مزاحاً) فرمایا: ''دیکھا میں نے تمہیں اِس آدمی سے کیسے بچا لیا؟'' حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کچھ دنوں کے بعد دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی اور دونوں کو باہم شیر و شکر پایا تو عرض کیا مجھے اپنی صلح میں بھی شامل کیجئے۔ جیسے اپنی لڑائی میں شامل کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم نے شامل کیا، ہم نے شامل کیا۔''

بیوی کے ساتھ لاڈ پیار کرو

حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور جابر بن عمیر انصاری رضی اللہ عنہما کو تیر اندازی کرتے دیکھا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر اُن میں سے ایک بیٹھ گیا تو اسے اس کے دوست نے کہا: کیا تھک گئے ہو؟ اُس نے کہا: ہاں، پھر اُن میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: کیا تم نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے نہیں سنا:

((كُلُّ شَيْءٍ لَيْسَ مِنْ ذِكْرِ اللهِ فَهُوَ لَعِبٌ، لَا يَكُوْنُ أَرْبَعَةٌ مُلَاعَبَةُ الرَّجُلِ امْرَأَتَه، وَتَأْدِيبُ الرَّجُلِ فَرَسَه، وَمَشْيُ الرَّجُلِ بَيْنَ الْغَرَضَيْنِ، وَتَعَلُّمُ الرَّجُلِ السَّبَاحَةَ))

''ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں ہے وہ فضول ہے، سوائے چار چیزوں کے آدمی

① أبو داود، الأدب، باب ما جاء في المزاح (٤٩٩٩) والهيثمي في مجمع الزوائد (١٢٦/٩) فيه ضعف۔

کا اپنی بیوی کے ساتھ لاڈ پیار کرنا، (جنگ کی خاطر) انسان کا اپنے گھوڑے کو سدھانا، تیر انداز اور انسان کا تیراکی سیکھنا۔"⁽¹⁾

آپ ﷺ کا اپنے گھر والوں سے تعلق

حضرت عطا بن اَبی رباح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور عبید بن عمیر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اب وقت ملا ہے ہماری ملاقات کے لئے؟ اُنہوں نے عرض کیا: اے میری اماں جان! میں وہی کہتا ہوں جو پہلے لوگوں نے کہا تھا کہ کبھی کبھار ملا کرو، اس سے محبت بڑھتی ہے۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم نے تمہاری اِس عجمی زبان کی بدولت ہی تمہیں دعوت دی، حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں جو سب سے حیران کن بات دیکھی اُس کے بارے میں مجھے بتائیے۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ آپ کچھ دیر خاموش رہیں پھر فرمایا جن راتوں میں (نبی اکرم ﷺ کا قیام) میرے پاس تھا ان میں سے ایک رات آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے عائشہ! مجھے الگ چھوڑ دو کہ میں آج رات اپنے رب کی عبادت کروں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: خدا کی قسم! میں آپ کے قرب کو پسند کرتی ہوں اور اس چیز کو بھی پسند کرتی ہوں جو آپ کو پسند ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ پھر آپ ﷺ اٹھے اور وضو کیا اور پھر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ مسلسل روتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی گود مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ پھر فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ تشریف فرما رہے اور روتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک (آنسوؤں سے) تر ہو گئی۔ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ مسلسل روتے رہے یہاں تک کہ زمین بھی تر ہو گئی پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں نماز فجر کی

⁽¹⁾النسائی فی السنن الکبری، الملاعبة، باب ملاعبة الرجل زوجته(٨٩٣٩) والمنذری فی الترغیب والترهیب(٢٠١٤)إسناده جید.

اطلاع دینے آئے اور آپ ﷺ کو روتے دیکھا تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ رو رہے ہیں حالانکہ (آپ کے توسل سے تو) آپ کے اگلوں پچھلوں کے گناہ معاف کر دیے گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں (اپنے رب کا) شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: آج رات مجھ پر ایک آیت نازل ہوئی ہے۔ اس کے لئے بربادی ہے جس نے اسے پڑھا اور اس میں غور و فکر نہ کیا۔ (وہ آیت یہ ہے) ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ﴾ ''بیشک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں آپ ﷺ نے آخر تک مکمل آیت بیان کی۔''①

ایک روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ! لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ: ((أَفَلَا أُحِبُّ أَنْ أَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا))②

''نبی کریم ﷺ رات کے وقت اس درجہ قیام فرما ہوتے کہ آپ ﷺ کے دونوں قدم مبارک پھٹ جاتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں جب کہ آپ کے سبب اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا مجھے یہ پسند نہیں کہ میں (اللہ تعالیٰ کا) شکر گزار بندہ بنوں۔؟''

① صحیح ابن حبان ، التوبة، ذكر البيان بأن المرء عليه إذا تخلى لزوم البكاء(٦٢٠)

② بخاری ،تفسیر القرآن، باب قوله:ليغفر لك اللّٰه ما تقدم من ذنبك وما تأخر(٤٥٥٧)

جانوروں پر آپ ﷺ کی شفقتیں

آپ ﷺ چونکہ ساری کائنات کے لیے رحمت بن کر آئے اسی لیے آپ ﷺ کی رحمتوں شفقتوں کا فیضان جانوروں، پرندوں اور چرندوں تک پھیلا ہوا تھا۔

ہمارے نبی جناب محمد ﷺ جانوروں کے لیے بھی رحمت بن کر آئے، وہ ظلم وستم جو آپ ﷺ کی آمد سے قبل عرب جہلاء جانوروں پر کرتے، ان سب سے آپ ﷺ نے انہیں چھٹکارا دلایا۔

زندہ جانوروں کا گوشت مت کاٹو...!

پہلے پہل زندہ جانوروں کا گوشت کاٹا جاتا تھا۔ اونٹ اپنی کوہان میں کئی دنوں کا پانی جمع کر لیتا ہے، سفر میں یہ ظالم کوہان کو چیرتے اور پانی نکال کر پی جاتے اور اسے زخمی کر دیتے۔ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو یہ بھی دیکھا کہ مدینہ میں اہل مدینہ دنبوں کی چکیاں اور اونٹوں کی کوہان کاٹ لیتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَا يُقْطَعُ مِنَ الْبَهِيمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهِيَ مَيْتَةٌ)) ①

''زندہ جانوروں کا گوشت کاٹ کر الگ کرنا مردار اور اس کا کھانا ممنوع ہے۔''

چیونٹیوں کو تکلیف مت دو

ایک سفر کے دوران آپ ﷺ نے دیکھا کہ چیونٹیوں کی ایک بل کو آگ لگائی گئی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ کس نے آگ لگائی ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم نے لگائی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ اِلَّا رَبُّ النَّارِ))

① جامع الترمذی، الصید، باب ما قطع من الحی فھو میت (١٤٨٠)

"یہ درست نہیں کہ آگ کے ذریعے سے آگ کے رب کے سوا کوئی اور عذاب دے۔"①

چیونٹی تک پر آپ ﷺ کی شفقت جاتی ہے حدیث میں آتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

"چیونٹیوں کو قتل مت کرو یہ اللہ کی تسبیح بیان کرتیں ہیں۔"②

اگر کیڑے مکوڑے چیونٹیاں تکلیف نہ دیتیں ہوں تو انکو مارنا حرام ہے:

((إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ قَتْلِ أَرْبَعٍ مِنَ الدَّوَابِّ النَّمْلَةُ، وَالنَّحْلَةُ، وَالْهُدْهُدُ، وَالصُّرَدُ))③

"نبی ﷺ نے چار جانوروں کو مارنے سے منع فرمایا۔ چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد، لٹورا۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْزِلاً، فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ فَجَاءَ- وَقَدْ أَوْقَدَ رَجُلٌ عَلَى قَرْيَةِ نَمْلٍ، إِمَّا فِي الْأَرْضِ، وَإِمَّا فِي شَجَرَةٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَيُّكُمْ فَعَلَ هٰذَا؟))فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَنَا، يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ :((اطْفُهَا اطْفُهُ))④

"ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ نے ایک جگہ قیام کیا۔ آپ ﷺ کسی کام کے لئے تشریف لے گئے پھر آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو کسی شخص نے چیونٹیوں کے مسکن کو آگ لگا رکھی تھی، وہ مسکن یا تو زمین پر تھا یا کسی درخت پر تھا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ کس نے کیا ہے؟ لوگوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اِسے بجھادو، اِسے بجھادو۔"

① ابوداؤد، الادب، باب في قتل الذر (٥٢٩٨) والصحيحة (٢٥) صحيح
② صحيح بخاري (٣٠١٩) ③ ابوداود (٥٢٦٧) وابن ماجه (٣٢٢٤)
④ مسند أحمد (١/٣٩٦)(٣٧٦٣) حسن لغيره

جانوروں کے کان مت چیرو

جانوروں پر بعثت رسول ﷺ سے قبل یہ ایک ظلم تھا کہ اہل عرب اور مشرکین مکہ جانوروں کے کانوں کو چیر ڈالتے تھے۔ کبھی نشانی کے لیے اور کبھی کسی منت کے لیے یا کسی بت کے نام پر۔ آپ ﷺ نے اسے بھی ختم کیا کیونکہ یہ شیطانی عمل تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَ اِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَ قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ وَ لَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾ يَعِدُهُمْ وَ يُمَنِّيْهِمْ ؕ وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۫ وَ لَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾ ﴾[1]

’’یہ جو اللہ کے سوا پرستش کرتے ہیں تو مورتوں ہی کی اور پکارتے ہیں تو شیطان سرکش ہی کو، جس پر اللہ نے لعنت کی ہے۔ (جو اللہ سے) کہنے لگا کہ میں تیرے بندوں سے (غیر اللہ کی نذر دلوا کر مال کا) ایک مقرر حصہ لے لیا کروں گا، اور ان کو گمراہ کرتا اور امیدیں دلاتا رہوں گا اور یہ سکھاتا رہوں گا کہ جانوروں کے کان چیرتے رہیں اور (یہ بھی) کہتا رہوں گا کہ وہ اللہ کی بنائی ہوئی صورتوں کو بدلتے رہیں اور جس شخص نے اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنایا وہ صریح نقصان میں پڑ گیا، وہ ان کو وعدے دیتا ہے اور امیدیں دلاتا ہے اور جو کچھ شیطان انہیں وعدے دیتا ہے وہ دھوکا ہی دھوکا ہے، ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ وہاں سے مخلصی نہیں پا سکیں گے۔‘‘

زندہ جانور کی کھال مت اتارو

جانوروں پر ایک ظلم یہ بھی تھا کہ زندہ جانور کی کھال اتار کر اسے چھوڑ دیا جاتا اور وہ تڑپتا ہوا

[1] سورۃ النساء (۱۱۷۔۱۲۱)

مرجاتا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ شَرِيطَةِ الشَّيْطَانِ.

''رسول اللہ ﷺ نے شیطان کے شریطہ سے منع فرمایا۔''

ابن عیسیٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

وَهِيَ الَّتِي تُذْبَحُ فَيُقْطَعُ الْجِلْدُ وَلَا تُفْرَى الْأَوْدَاجُ، ثُمَّ تُتْرَكُ حَتَّى تَمُوتَ.①

''یہ شیطان کا شریطہ وہ جانور ہوتا ہے جس کی کھال اتار دی جائے اور اسکی رگیں نہ کاٹی جائیں۔ وہ پھر اسے چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ مرجائے۔''

جانوروں کا مثلہ مت کرو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ مَثَّلَ بِالْحَيَوَانِ.②

''نبی کریم ﷺ نے اُس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو جانوروں کا مثلہ کرے (یعنی اُن کے ناک کان وغیرہ کاٹے)۔''

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى أُنَاسٍ وَهُمْ يَرْمُوْنَ كَبْشًا بِالنَّبْلِ، فَكَرِهَ ذَالِكَ وَقَالَ: ((لَا تُمَثِّلُوْا بِالْبَهَائِمِ))③

''نبی کریم ﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے تو وہ ایک مینڈھے کو (باندھ کر) تیروں سے مار رہے تھے آپ ﷺ نے اِسے ناپسند فرمایا اور ارشاد فرمایا: جانوروں کا مثلہ نہ کیا کرو۔''

① ابو داود، الضحایا (٢٨٢٦) فیه ضعف وا حمد (١/٢٨٩)

② بخاری ، الذبائح والصید، باب ما یکرہ من المثلة والمصبورة والمجثمة(٥١٩٦)

③ النسائی، الضحایا، باب النهی عن المجثمة(٤٤٤٠)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ مَثَّلَ بِذِي رُوحٍ ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مَثَّلَ اللّٰهُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))①

"جس نے کسی ذی روح کا مثلہ کیا اور پھر اس گناہ سے توبہ نہ کی (اور اسی حال میں مر گیا) تو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اُس کا مثلہ کرے گا۔"

زندہ جانوروں کو باندھ کر ان پر نشانہ بازی نہ کرو

پہلے لوگ زندہ جانوروں کو باندھ کر ان پر نشانہ بازی کرتے رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا:

دَخَلْتُ مَعَ أَنَسٍ رضي الله عنه عَلَى الْحَكَمِ بْنِ أَيُّوبَ فَرَأَى غِلْمَانًا أَوْ فِتْيَانًا نَصَبُوْا دَجَاجَةً يَرْمُوْنَهَا فَقَالَ أَنَسٌ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ.②

"انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن چند لوگ ایک زندہ جانور کو باندھ کر نشانہ بازی کر رہے تھے تو آپ ان لوگوں کے پاس گئے اور انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "زندہ جانوروں پر نشانہ بازی نہ کیا کرو۔"

مویشی وغیرہ کو باندھ کر قتل نہ کرو

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُقْتَلَ شَيْءٌ مِنَ الدَّوَابِّ صَبْرًا.③

"نبی کریم ﷺ نے کسی جانور کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔"

مرغی پر آپ ﷺ کی شفقت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت یحییٰ بن سعید کے پاس گئے تو حضرت یحییٰ کے خاندان میں

① احمد(۲/۹۲)(۵٦٦۱)رجاله ثقات

② صحيح مسلم، الصيد والذبائح (۵۱۵۷)وابو داود (۲۸۱٦)

③ مسلم، الصيد، والذبائح وما يؤكل من الحيوان، باب النهي عن صبر البهائم(۱۹۵۹)

سے ایک لڑکے کو دیکھا کہ مرغی کو باندھ کر اُسے پتھر مار رہا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اُس کے پاس جا کر اُسے آزاد کیا۔ پھر مرغی اور اُس لڑکے کو ساتھ لے کر حضرت یحییٰ بن سعید کے پاس گئے اور فرمایا:

ازْجُرُوْا غُلَامَكُمْ عَنْ أَنْ يَصْبِرَ هٰذَا الطَّيْرَ لِلْقَتْلِ فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ تُصْبَرَ بَهِيْمَةٌ أَوْ غَيْرُهَا لِلْقَتْلِ.①

''اپنے لڑکے کو تنبیہ کریں کہ پرندے کو اِس طرح بے بس نہ کیا کرے کیونکہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے سنا ہے: ''آپ ﷺ نے مویشی وغیرہ کو باندھ کر قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

صحیح مسلم میں ہی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ وہ مرغی پر نشانہ بازی کر رہا ہے۔ تو آپ اس کے والدین کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ اپنے لڑکے کو منع کرو کیونکہ ہمارے نبی ﷺ نے ایسا کرنے سے منع کیا ہے۔②

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا کہ آپ کا گزر چند لڑکوں یا آدمیوں کے پاس سے ہوا جو ایک مرغی کو باندھ کر نشانہ بازی کر رہے تھے۔ جب اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو منتشر ہو گئے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا:

مَنْ فَعَلَ هٰذَا إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَعَنَ مَنْ فَعَلَ هٰذا.③

''یہ کام کس نے کیا ہے؟ بیشک نبی اکرم ﷺ نے اُس پر لعنت فرمائی ہے جو ایسا کام کرے۔''

---

① بخاری ، الذبائح والصید، باب ما یکرہ من المثلة والمصبورة والمجثمة (۵۱۹۵)

② صحیح مسلم ،الصید والذبائح (۵۰۶۱)

③ بخاری ، الذبائح والصید، باب ما یکرہ من المثلة والمصبورة والمجثمة (۵۱۹۶)

جانوروں کی پیٹھ کو کرسی اور منبر مت بناؤ

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اِرْكَبُوْا هٰذِهِ الدَّوَابَّ سَالِمَةً، وَلَا تَتَّخِذُوْهَا كَرَاسِی))[1]

''جانوروں پر تب سوار ہو جب وہ صحیح سالم ہوں، اور اُنہیں اپنی کرسیاں نہ بنالو (کہ جب جی چاہا اُن پر بیٹھ گئے)۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوْا ظُهُوْرَ دَوَابِّكُمْ مَنَابِرَ، فَإِنَّ اللّٰهَ إِنَّمَا سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُبَلِّغَكُمْ إِلٰى بَلَدٍ لَمْ تَكُوْنُوْا بَالِغِيْهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ، وَجَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فَعَلَيْهَا فَاقْضُوْا حَاجَتَكُمْ))[2]

''جانوروں کی پیٹھوں کو منبر بنانے سے بچو بے شک اللہ تعالیٰ نے اُنہیں تمہارا اِس لئے مطیع کیا ہے تاکہ وہ تمہیں اُس شہر تک پہنچائیں جہاں تم بغیر شدید مشقت کے نہیں پہنچ سکتے تھے اور تمہارے لئے زمین بنائی ہے تاکہ تم اپنی ضرورتیں اِس سے پوری کرو۔''

جانوروں کے چہروں پر مت داغ لگاؤ

عرب جہلاء جانوروں کے چہروں پر پہچان کے لیے داغ بھی لگاتے تھے یعنی لوہا گرم کر کے اس سے نشان لگاتے۔ جناب محمد ﷺ نے اس سے بھی منع کر دیا۔ بلکہ آپ ﷺ نے ایک گدھا دیکھا جس کے مالک نے اس کا چہرہ داغا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِی وَسَمَهُ))

---

① الدارمی ،الاستئذان، باب فی النهی عن أن تتخذ الدواب کراسی(٢٦٦٨)وابن خزیمة فی الصحیح(٢٥٤٤)

② أبو داود ، الجهاد، باب فی الوقوف علی الدابة(٢٥٦٧)والبیهقی فی السنن الکبری(١٠١١٥)

’’اللہ لعنت فرمائے اس پر جس نے اس کا چہرہ داغا ہے۔‘‘ (1)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِمَارًا مَوْسُوْمَ الْوَجْهِ، فَأَنْكَرَ ذَالِكَ، قَالَ فَوَاللّٰهِ، لَا أَسِمُه إِلَّا فِي أَقْصٰى شَيْءٍ مِنَ الْوَجْهِ، فَأَمَرَ بِحِمَارٍ لَه فَكُوِيَ فِي جَاعِرَتَيْهِ فَهُوَ أَوَّلُ مَنْ كَوَى الْجَاعِرَتَيْنِ. (2)

’’نبی کریم ﷺ نے ایک گدھا دیکھا جس کے چہرے کو داغا ہوا تھا، آپ ﷺ نے اس عمل کو ناپسند فرمایا، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں (جانور کے) صرف اُس عضو کو داغتا ہوں جو چہرے سے بہت دور ہو۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے گدھے کو داغنے کا حکم دیا، سو اُس کی سرین کو داغا گیا، اور سب سے پہلے آپ ﷺ نے ہی (جانور کی) سرین کو داغا تھا۔‘‘

جانوروں کے چہروں پر مت مارو

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِحِمَارٍ قَدْ وُسِمَ فِي وَجْهِه يُدَخِّنُ مَنْخِرَاهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ فَعَلَ هٰذَا؟ لَا يَسِمَنَّ أَحَدٌ الْوَجْهَ لَا يَضْرِبَنَّ أَحَدٌ الْوَجْه)) (3)

’’نبی کریم ﷺ ایک گدھے کے پاس سے گزرے جس کے منہ کو گرم لوہے سے داغا گیا تھا، اور اُس کے نتھنوں میں دھونی دی جا رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کس نے کیا ہے؟ کوئی شخص (جانور کے) چہرے کو نہ داغے اور نہ ہی اُس کے چہرے پر مارے۔‘‘

(1) صحیح مسلم ،اللباس والزينة (٥٥٥٢)
(2) مسلم ، اللباس والزينة، باب النهى عن ضرب الحيوان۔۔۔(٢١١٨)
(3) مسند أحمد (٣٢٣/٣) والبخارى فى الأدب المفرد(١٧٥)

چند چہرے کے پٹھوں کے علاوہ ہر جسم کے حصہ پر داغنے کی اجازت موجود ہے۔

پرندوں اور جانوروں کو بے وجہ مار کر مت پھینکو

عرب جہلاء پرندوں اور جانوروں کو بسا اوقات مار کر پھینک دیتے نہ کھاتے اور نہ ہی کسی کو کھلاتے رسول اللہ ﷺ نے اس ظلم سے بھی روکا اور حیوانوں پر شفقت محمدی کا مظاہرہ کیا۔ ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ إِنْسَانٍ قَتَلَ عُصْفُوْرًا فَمَا فَوْقَهَا بِغَيْرِ حَقِّهَا إِلَّا سَأَلَهُ اللّٰهُ عَنْهَا، قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَمَا حَقُّهَا، قَالَ يَذْبَحُهَا، فَيَأْكُلُهَا، وَلَا يَقْطَعُ رَأْسَهَا يَرْمِي بِهِ))①

''جس شخص نے چڑیا یا اس کے چھوٹے جانور کو بھی ناحق مارا تو اللہ تعالیٰ اس سے ضرور سوال کرے گا۔ دریافت کیا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اس کا حق کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اس کو ذبح کرے، اسے کھائے اور اس کے سر کو کاٹ کر نہ پھینکے۔''

حضرت شرید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ قَتَلَ عُصْفُوْرًا عَبَثًا عَجَّ إِلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ يَا رَبِّ، إِنَّ فُلَانًا قَتَلَنِي عَبَثًا، وَلَمْ يَقْتُلْنِي لِمَنْفَعَةٍ))②

''جس نے کسی چڑیا کو بلا وجہ مار ڈالا تو وہ چڑیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے چلائے گی اور عرض کرے گی' اے اللہ! فلاں شخص نے مجھے بلا وجہ بغیر کسی فائدہ کے قتل کیا۔''

چڑیا پر بھی رحم کرو

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

① سنن نسائی، الضحایا، باب من قتل عصفورا بغیر حقها (٤٤٤٥) فیه ضعف

② النسائی، الضحایا، باب من قتل عصفورا بغیر حقها (٤٤٤٦) و فی السنن الکبری (٧٣/٣) وابن حبان فی الصحیح (٤٥٣٥)

((مَنْ رَحِمَ وَلَوْ ذَبِيحَةَ عُصْفُورٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))[1]

''جس نے (کسی چیز پر) رحم کیا خواہ چڑیا کے ذبیحہ پر ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُس پر رحم کرے گا۔''

چڑیا کو اس کے بچے لوٹا دو

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ فَرَأَيْنَا حُمَّرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ فَأَخَذْنَا فَرْخَيْهَا فَجَائَتِ الْحُمَّرَةُ فَجَعَلَتْ تَفْرِشُ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ فَجَعَ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا رُدُّوْا وَلَدَهَا إِلَيْهَا))[2]

''ایک سفر میں ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو ہم نے ایک چڑیا دیکھی جس کے ساتھ دو بچے تھے۔ ہم نے اُس کے بچے پکڑ لئے تو چڑیا پر بچھانے لگی۔ پس نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کس نے اِسے اِس کے بچوں کی وجہ سے تڑپایا ہے؟ اِس کے بچے اِسے لوٹا دو۔''

آپ ﷺ نے چیونٹیوں کا ایک بل دیکھا جسے ہم نے جلا دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اِسے کس نے جلایا ہے؟ ہم عرض گزار ہوئے۔ ہم نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آگ کے ساتھ عذاب دینا، آگ کے (پیدا کرنے والے) رب کے سوا کسی کے لئے مناسب نہیں ہے۔

مستدرک حاکم میں یہ لفظ ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ وَمَرَرْنَا بِشَجَرَةٍ فِيهَا فَرْخَا حُمَّرَةٍ، فَأَخَذْنَاهُمَ قَالَ: فَجَائَتِ الْحُمَّرَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهِيَ تَصِيْحُ، فَقَالَ: ((مَنْ فَجَعَ هٰذِهِ بِفَرْخَيْهَا؟ قَالَ فَقُلْنَا:

[1] بخاری فی الأدب المفرد (۱۳۸) الطبرانی فی المعجم الکبیر (۷۹۱۵)

[2] أبو داود، الجهاد، باب فی کراهية حرق العدو بالنار (۲۶۷۵)

نَحْنُ، قَالَ: رُدُّوْهُمَا))①

''ہم ایک سفر میں حضور نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے، ہم ایک درخت کے پاس سے گزرے جس میں چنڈول (ایک خوش آواز چڑیا) کے دو بچے تھے، ہم نے وہ دو بچے اُٹھا لئے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ وہ چنڈول حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں شکایت کرتے ہوئے حاضر ہوئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کس نے اِس چنڈول کو اِس کے بچوں کی وجہ سے تکلیف دی ہے؟ راوی بیان کرتے ہیں: ہم نے عرض کیا: ہم نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اِس کے بچے اِسے لوٹا دو۔''

جانوروں کے بچوں پر شفقت

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو بھیڑ کا دودھ دوہ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اُس سے فرمایا:

((أَيْ فُلَانُ، إِذَا حَلَبْتَ فَأَبْقِ لِوَلِدِهَا، فَإِنَّهَا مِنْ أَبَرِّ الدَّوَابِّ))②

''اے فلاں! جب تم دودھ نکالو تو اِس کے بچے کے لئے بھی چھوڑ دو یہ جانوروں کے ساتھ سب سے بڑی نیکی ہے۔''

جانوروں پر نشانہ بازی مت کرو

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَتَّخِذُوْا شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ غَرَضًا))③

''کسی جاندار کو (تیر اندازی کے لئے) ہدف مت بناؤ۔''

---

① الحاكم في المستدرك (٤/٢٦٧)(٧٥٩٩)وقال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد

② مجمع الزوائد للهيثمي (٨/١٩٦)وقال الهيثمي: ورجاله رجال الصحيح غير عبد الله بن جنادة وهو ثقة

③ مسلم، الصيد والذبائح، باب النهي عن صبر البهائم (١٩٥٧)

بلیوں پر بھی شفقت کرو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ حَبَسَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ جُوعًا، فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ، قَالَ فَقَالَ وَاللَّهُ أَعْلَمُ، لَا أَنْتِ أَطْعَمْتِهَا وَلَا سَقَيْتِهَا حِينَ حَبَسْتِهَا وَلَا أَنْتِ أَرْسَلْتِهَا فَأَكَلَتْ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ)) [1]

''ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا اُس نے اُس بلی کو (کسی جگہ) بند کر دیا تھا یہاں تک کہ وہ بھوکی مر گئی۔ وہ عورت اُس کی وجہ سے دوزخ میں داخل کی گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا (اللہ تعالیٰ اُس سے فرمائے گا) اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ جب تو نے اُسے باندھا تو تو نے نہ اُسے کھلایا نہ پلایا اور نہ ہی اُسے کھلا چھوڑا کہ وہ (خود) زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیا کرتی۔''

جانور ذبح کرتے وقت بھی شفقت کرو

محمد رسول اللہ ﷺ نے تو اس قدر شفقت فرمائی جانوروں پر کہ فرمایا جب تم جانور کو ذبح کرنے لگو تو چھری کو تیز کر لو تا کہ جانور کو تکلیف نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ، وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَه فَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَه)) [2]

''اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے، سو جب تم کسی شے کا شکار کرو تو اُسے احسن طریقہ سے شکار کرو اور جب تم ذبح کرو تو احسن طریقہ سے ذبح کرو، تم میں سے ہر شخص کو چاہیے کہ وہ چھری تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔''

جانور کے سامنے چھری تیز نہ کرو

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس نے

[1] بخاري ، المساقاة، باب فضل سقي الماء(٢٢٣٦)

[2] صحيح مسلم ،الصيد والذبائح (١٩٥٥)

اپنا پاؤں اس کے پہلو پر رکھا ہوا تھا اور ساتھ ساتھ چھری بھی تیز کر رہا تھا اور بکری اس کی طرف دیکھ رہی تھی آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَفَلَا قَبْلَ هٰذَا أَتُرِيْدُ أَنْ تَمِيْتُهَا مَوْتَيْنِ)) ①

''تونے پہلے چھری کو تیز کیوں نہ کرلیا، کیا تو اسے دو دفعہ ذبح چاہتا ہے۔''

امام حاکم کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَتُرِيْدُ أَنْ تُمِيْتَهَا مَوْتَاتٍ هَلْ حَدَدْتَ شَفْرَتَكَ قَبْلَ أَنْ تَضْجَعَهُ)) ②

''کیا تو اسے کئی موتیں مارنا چاہتا ہے۔ تُو نے اِسے (ذبح کے لئے) لٹانے سے قبل چھری تیز کیوں نہ کرلی۔''

جانوروں پر شفقت کرو، رب مہربان ہوگا

حضرت قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنِّي لَأَذْبَحُ الشَّاةَ وَأَنَا أَرْحَمُهَا، أَوْ قَالَ إِنِّي لَأَرْحَمُ الشَّاةَ أَنْ أَذْبَحَهَا، فَقَالَ:((وَالشَّاةُ، إِنْ رَحِمْتَهَا رَحِمَكَ اللّٰهُ)) ③

''اے اللہ کے رسول ﷺ! جب میں بکری کو ذبح کرتا ہوں تو مجھے اُس پر رحم آتا ہے، یا یہ کہا کہ مجھے بکری کو ذبح کرنے سے اُس پر رحم آتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تجھے بکری پر رحم آتا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے گا۔''

کتے پر شفقت اور گناہوں کی معافی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

① الصحيحة (٣٢/١) والطبراني في الكبير (١١٤٠/٣) والبيهقي (٢٨٠/٩)
② الحاكم في المستدرك (٧٥٧٠)
③ مسند أحمد (١٥٦٣٠) والبخاري في الأدب المفرد (١٣٦)

((بَيْنَمَا كَلْبٌ يُطِيفُ بِرَكِيَّةٍ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ إِذْ رَأَتْهُ بَغِيَّةٌ مِنْ بَغَايَا بَنِي إِسْرَائِيلَ فَنَزَعَتْ مُوْقَهَا فَسَقَتْهُ فَغُفِرَ لَهَا بِهِ)) [1]

''ایک کتا کسی کنوئیں کے گرد گھوم رہا تھا۔ قریب تھا کہ وہ پیاس سے مر جائے گا۔ اچانک اُسے بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت نے دیکھ لیا۔ اُس نے اپنا موزہ اُتارا اور اُس سے پانی نکال کر کتے کو پلا دیا۔ اُس کے اِس عمل کی وجہ سے اُس کی مغفرت فرما دی گئی۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ بَلَغَ مِنِّي، فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ مَاءً ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ حَتّٰى رَقِيَ، فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَه قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَإِنَّ لَنَا فِي هٰذِهِ الْبَهَائِمِ لَأَجْرًا فَقَالَ فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ))

''ایک شخص جا رہا تھا کہ اُسے راستے میں شدید پیاس لگی، اُس نے ایک کنواں دیکھا تو وہ اُس کنویں میں اُتر گیا اور پانی پیا، جب وہ کنویں سے نکلا تو اُس نے دیکھا کہ ایک کتا پیاس کی وجہ سے ہانپ رہا ہے اور کیچڑ چاٹ رہا ہے، اُس شخص نے سوچا اِس کتے کی بھی پیاس سے وہی حالت ہو رہی ہے جو (کچھ دیر قبل) میری ہو رہی تھی، پس وہ کنویں میں اُترا اور اپنے موزے میں پانی بھرا، پھر اُس موزے کو منہ سے پکڑ کر اُوپر چڑھا اور کتے کو پانی پلایا، اللہ تعالیٰ نے اُس کی یہ نیکی قبول کی اور اُس کی مغفرت فرما دی، صحابہ کرام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا اِن جانوروں میں بھی ہمارے لئے اجر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہر تر جگر والے (یعنی ہر زندہ جانور) میں اجر ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی کسی بھی

[1] بخاری، أحادیث الأنبیاء، باب حدیث الغار (۳۲۹۰)

مخلوق سے نیکی کرنے پر اجر ملتا ہے)''[1]

جانوروں پر زیادہ مشقت مت ڈالو

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((فَدَخَلَ حَائِطًا لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَإِذَا جَمَلٌ فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ ﷺ حَنَّ وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَمَسَحَ ذِفْرَاهُ فَسَكَتَ فَقَالَ مَنْ رَبُّ هٰذَا الْجَمَلِ؟ لِمَنْ هٰذَا الْجَمَلُ؟ فَجَاءَ فَتًى مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: لِي، يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ أَفَلَا تَتَّقِي اللهَ فِي هٰذِهِ الْبَهِيمَةِ الَّتِي مَلَّكَكَ اللهُ إِيَّاهَا، فَإِنَّهُ شَكَا إِلَيَّ أَنَّكَ تُجِيعُهُ وَتُدْئِبُهُ))[2]

''نبی کریم ﷺ ایک انصاری شخص کے باغ میں داخل ہوئے تو وہاں ایک اُونٹ تھا۔ جب اُس نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا تو وہ رو پڑا اور اُس کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے۔ آپ ﷺ اُس کے پاس تشریف لے گئے اور اُس کے سر پر دستِ شفقت پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: اِس اُونٹ کا مالک کون ہے، یہ کس کا اُونٹ ہے؟ انصار کا ایک نوجوان حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ میرا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بے زبان جانور کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں مالک بنایا ہے۔ اس نے مجھے شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور اس سے بہت زیادہ کام لیتے ہو۔''

بیمار جانور سے کام مت لو

حضرت سہل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا گزر ایک اُونٹ کے پاس سے

[1] بخاري، المساقاة، باب فضل سقي الماء (٢٢٣٤) ومسلم، السلام، باب فضل سقي البهائم المحترمة وإطعامها (٢٢٤٤)

[2] أبو داود، الجهاد، باب ما يومر به من القيام على الدواب والبهائم (٢٥٤٩)

ہوا جس کی کمر اُس کے پیٹ سے لگی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اتَّقُوا اللّٰهَ فِي هٰذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ فَارْكَبُوهَا صَالِحَةً وَكُلُوهَا صَالِحَةً))[1]

''اِن بے زبان جانوروں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، جب یہ تندرست ہوں تو ان پر سوار ہوا کرو اور جب یہ تندرست نہ رہیں تو انہیں کھالیا کرو۔''

جانوروں کے چارہ کا خیال رکھو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نماز ظہر ادا فرمائی تو ایک اُونٹنی باندھی ہوئی دیکھی اور فرمایا: اِس سواری کا مالک کہاں ہے؟ تو کسی نے جواب نہ دیا۔ پھر آپ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے اور نماز ادا فرمائی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوگئے۔ پھر آپ ﷺ نے اونٹنی کو بدستور بندھا ہوا پایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس سواری (اونٹنی) کا مالک کہاں ہے؟ تو اُس کے مالک نے جواب دیا: میں ہوں اے اللہ کے نبیؐ! آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ تَعَالٰى فِيهَا إِمَّا أَنْ تَعْقِلَهَا وَإِمَّا أَنْ تُرْسِلَهَا حَتّٰى تَبْتَغِيَ لِنَفْسِهِ))[2]

تمہیں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں ہے۔ یا اسے باندھ کر رکھ (اور چارہ ڈال) یا اسے کھلا چھوڑ دے تاکہ وہ خود چارہ وغیرہ کھالے۔

جانوروں کو لعن طعن مت کرو

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ بَطْنِ بُوَاطٍ وَهُوَ يَطْلُبُ

[1] أبو داود، الجهاد، باب ما يومر به من القيام على الدواب والبهائم(٢٥٤٨) و صحيح ابن خزيمة(٢٥٤٥)

[2] مجمع الزوائد(١٩٧/٨)اسناده جيد

الْمَجْدِيَّ بْنَ عَمْرٍو الْجُهَنِيَّ وَكَانَ النَّاضِحُ يَعْقُبُهُ مِنَّا الْخَمْسَةُ وَالسِّتَّةُ وَالسَّبْعَةُ فَدَارَتْ عُقْبَةُ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ عَلَى نَاضِحٍ لَه، فَأَنَاخَه فَرَكِبَه ثُمَّ بَعَثَه فَتَلَدَّنَ عَلَيْهِ بَعْضَ التَّلَدُّنِ، فَقَالَ لَه شَأْ، لَعَنَكَ اللّٰهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ هٰذَا اللَّاعِنُ بَعِيْرَه؟)) قَالَ أَنَا، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: ((انْزِلْ عَنْهُ، فَلَا تَصْحَبْنَا بِمَلْعُوْنٍ، لَا تَدْعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ، وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى أَوْلَادِكُمْ، وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى أَمْوَالِكُمْ، لَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللّٰهِ سَاعَةً يُسْأَلُ فِيْهَا عَطَاءٌ فَيَسْتَجِيْبُ لَكُمْ))①

''ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ بواط کی جنگ میں گئے، آپ ﷺ مجدی بن عمرو جہنی کو ڈھونڈ رہے تھے، ایک اونٹ پر ہم پانچ، چھ اور سات آدمی باری باری بیٹھتے تھے، ایک انصاری اُونٹ پر بیٹھنے لگا، اُس نے اُونٹ کو بٹھایا، پھر اُس پر سوار ہوا، پھر اُس کو چلانے لگا، اُونٹ نے اس کے ساتھ کچھ شوخی کی، اُس نے اونٹ سے کہا: چل، اللہ تعالیٰ تجھ پر لعنت کرے۔ نبی اکرم ﷺ نے پوچھا: اپنے اونٹ کو لعنت کرنے والا یہ کون شخص ہے؟ اُس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! یہ میں ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اِس اونٹ سے اُتر جاؤ، ہمارے ساتھ کسی ملعون جانور کو نہ رکھو، اپنے آپ کو بددعا نہ دو، نہ اپنی اولاد کو بددعا دو، اور نہ اپنے اموال کو بددعا دو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ وہ ساعت ہو جس میں اللہ تعالیٰ سے کسی عطا کا سوال کیا جائے، اور وہ دعا قبول ہو جائے۔''

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک سفر میں چل رہے تھے کہ ایک آدمی نے اونٹنی کو (سست روی پر) لعنت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَيْنَ صَاحِبُ النَّاقَةِ؟ فَقَالَ الرَّجُلُ أَنَا، قَالَ أَخِّرْهَا، فَقَدْ أُجِبْتَ

① مسلم، الزهد والرقائق، باب حديث جابر الطويل وقصة أبي اليسر (٣٠٠٩)

فِيْه))

''اِس اونٹنی کا مالک کون ہے؟ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: اِس کو پیچھے رکھو، کیونکہ اس کے حق میں تمہاری دعا سنی گئی ہے۔ (یعنی اب یہ ملعون ہے)۔''①

جانوروں کے حقوق کا خیال رکھو

حضرت یعلی بن سیابہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھا۔ آپ ﷺ نے ایک جگہ قضائے حاجت کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ نے کھجور کے دو درختوں کو حکم دیا۔ وہ آپ ﷺ کے حکم سے ایک دوسرے سے مل گئے (اور آپ ﷺ کے لیے پردہ بن گئے۔ آپ ﷺ نے ان کے پیچھے قضائے حاجت فرمائی)۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں دوبارہ حکم دیا تو وہ اپنی اپنی جگہ پر لوٹ گئے۔

((جَاءَ بَعِيْرٌ فَضَرَبَ بِجِرَانِهِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ جَرْجَرَ حَتَّى ابْتَلَّ مَا حَوْلَه فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَتَدْرُوْنَ مَا يَقُوْلُ الْبَعِيْرُ إِنَّه يَزْعُمُ أَنَّ صَاحِبَه يُرِيْدُ نَحْرَه فَبَعَثَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ أَوَاهِبُه أَنْتَ لِي فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا لِي مَالٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ قَالَ اسْتَوْصِ بِه مَعْرُوْفًا فَقَالَ لَا جَرَمَ لَا أُكْرِمُ مَالًا لِي كَرَامَتَه يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ))

''پھر ایک اونٹ آپ ﷺ کی خدمت میں اپنی گردن کو زمین پر رگڑتا ہوا حاضر ہوا۔ وہ اتنا بلبلایا کہ اس کے (آنسوؤں سے) اردگرد کی جگہ گیلی ہوگئی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ اُونٹ کیا کہہ رہا ہے؟ اس کا خیال ہے کہ اس کا مالک اسے ذبح کرنا چاہتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کے مالک کی طرف آدمی بھیجا (کہ اسے بلا لائے۔ جب وہ آ گیا تو) آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: کیا یہ اونٹ مجھے ہبہ کرتے ہو؟ اس نے عرض کیا، یارسول اللہ! مجھے

① مسند أحمد(٢/٤٢٨)(٩٥١٨)والنسائی فی السنن الکبری(٨٨١٥)

اس سے بڑھ کر اپنے مال میں سے کوئی چیز محبوب نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم سے اس کے معاملہ میں بھلائی کی توقع رکھتا ہوں۔ اس صحابی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! میں اپنے تمام مال سے بڑھ کر اس کا خیال رکھوں گا۔"

پھر آپ ﷺ کا گزر ایک قبر سے ہوا جس کے اندر موجود میت کو عذاب دیا جا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّه يُعَذَّبُ فِي غَيْرِ كَبِيْرٍ فَأَمَرَ بِجَرِيْدَةٍ فَوُضِعَتْ عَلَى قَبْرِهِ فَقَالَ عَسَى أَنْ يُخَفَّفَ عَنْه مَا دَامَتْ رَطْبَةً)) ①

"اسے گناہ کبیرہ کی وجہ سے عذاب نہیں دیا جا رہا۔ پھر آپ ﷺ نے ایک درخت کی ٹہنی طلب فرمائی اور اسے اس قبر پر رکھ دیا اور فرمایا جب تک یہ ٹہنی خشک نہیں ہو جاتی اسے عذاب میں تخفیف دی جاتی رہے گی۔"

جانور سے اس کی طاقت کے مطابق کام لو

حضرت یعلی بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب ہم (ایک سفر میں) نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے تو میں نے نبی اکرم ﷺ سے تین اُمور (معجزات) دیکھے۔

نَحْنُ نَسِيْرُ مَعَه إِذْ مَرَرْنَا بِبَعِيْرٍ يُسْنٰى عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاٰهُ الْبَعِيْرُ جَرْجَرَ وَوَضَعَ جِرَانَه، فَوَقَفَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَيْنَ صَاحِبُ هٰذَا الْبَعِيْرِ.؟))فَجَاءَ،فَقَالَ: ((بِعْنِيْهِ.؟)) فَقَالَ لَا، بَلْ هَبُه لَكَ ،فَقَالَ: ((لَا، بِعْنِيْهِ))قَالَ،لَا، بَلْ هَبُه لَكَ، وَإِنَّهُ لِهِلِ؟ بَيْتٍ مَا لَهُمْ مَعِيْشَةٌ غَيْرُهُ،قَالَ: ((أَمَا إِذْ ذَكَرْتَ هٰذَا مِنْ أَمْرِهِ فَإِنَّه شَكَا كَثْرَةَ الْعَمَلِ وَقِلَّةَ الْعَلَفِ،فَأَحْسِنُوْا إِلَيْهِ))

"ہمارا گزر ایک اونٹ کے پاس سے ہوا جس پر پانی رکھا جا رہا تھا۔ اس اونٹ

① مسند أحمد(٤/١٧٢)والهيثمي في مجمع الزوائد(١/٢٠٥)وقال الهيثمي: إسناده حسن ورجاله ثقات

نے جب نبی اکرم ﷺ کو دیکھا تو وہ بلبلانے لگا اور اپنی گردن (از راہِ تعظیم) آپ ﷺ کے سامنے جھکا دی۔ نبی اکرم ﷺ اس کے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ''اس اونٹ کا مالک کہاں ہے۔؟'' اس کا مالک حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا، یہ اونٹ مجھے بیچتے ہو۔؟ اس نے عرض کیا: نہیں، بلکہ یہ آپ کے لیے تحفہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ اسے مجھے بیچ دو۔ اس نے دوبارہ عرض کیا: نہیں، بلکہ یہ آپ کے لیے تحفہ ہے، اور بے شک یہ ایسے گھرانے کی ملکیت ہے کہ جن کا ذریعہ معاش اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اب تمہارے ذہن میں یہ بات آئی ہے کہ اس اونٹ نے ایسا کیوں کیا ہے۔ اس نے شکایت کی ہے کہ تم اس سے کام زیادہ لیتے ہو اور چارہ کم ڈالتے ہو۔ اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔''

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: پھر ہم روانہ ہوئے اور ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ نبی اکرم ﷺ وہاں محوِ استراحت ہو گئے۔ اتنے میں ایک درخت زمین کو چیرتا ہوا آیا اور آپ ﷺ پر سایہ فگن ہو گیا پھر کچھ دیر بعد وہ واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔ جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو میں نے آپ ﷺ سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس درخت نے اپنے رب سے اجازت طلب کی تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول کی بارگاہ میں سلام عرض کرے، پس اس نے اسے اجازت دے دی۔ پھر ہم وہاں سے آگے چلے اور ہمارا گزر پانی کے پاس سے ہوا۔ وہاں ایک عورت تھی اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا جسے جن چمٹے ہوئے تھے۔ وہ اسے لے کر آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس لڑکے کی ناک کا نتھنا پکڑ کر فرمایا: نکل جاؤ میں محمد، اللہ کا رسول ہوں۔ حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: پھر ہم آگے بڑھے۔ جب ہم اپنے سفر سے واپس لوٹے تو ہم دوبارہ اسی پانی کے پاس سے گزرے۔ پس وہی عورت آپ ﷺ کے پاس بھنا ہوا گوشت اور دودھ لے کر حاضرِ خدمت ہوئی۔ آپ ﷺ نے اُسے حکم دیا کہ وہ گوشت واپس لے جائے اور اپنے

صحابہ کو حکم فرمایا تو اُنہوں نے دودھ میں سے کچھ پی لیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس سے بچے کے متعلق پوچھا تو اس نے جواب دیا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا، اس کے بعد ہم نے اس میں کبھی اس بیماری کا شائبہ تک نہیں پایا۔ ①

بھیڑیے پر بھی آپ ﷺ کی شفقت

حضرت شمر بن عطیہ، مزینہ یا جہینہ قبیلے کے ایک آدمی سے روایت بیان کرتے ہیں کہ:

صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ الْفَجْرَ فَإِذَا هُوَ بِقَرِيْبٍ مِنْ مِائَةِ ذِئْبٍ قَدْ أَقْعَيْنَ وَفُوْدُ الذِّئَابِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((تَرْضَخُوْا لَهُمْ شَيْئًا مِنْ طَعَامِكُمْ وَتَأْمَنُوْنَ عَلٰى مَا سِوَى ذَالِكَ.؟)) فَشَكَوْا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ الْحَاجَةَ، قَالَ: ((فَاذِنُوْهُنَّ.)) قَالَ: فَاذَنُوْهُنَّ فَخَرَجْنَ وَلَهُنَّ عُوَاءٌ)) ②

”نبی کریم ﷺ نے نمازِ فجر ادا فرمائی تو اچانک ایک سو کے لگ بھگ بھیڑیے پچھلی ٹانگوں کو زمین پر پھیلا کر اور اگلی ٹانگوں کو اٹھائے اپنی سرینوں پر بیٹھے ہوئے (باقی) بھیڑیوں کے قاصد بن کر نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (اے گروہ صحابہ رضی اللہ عنہم) تم اپنے کھانے پینے کی اشیاء میں سے تھوڑا بہت ان کا حصہ بھی نکالا کرو اور باقی ماندہ کھانے کو (ان بھیڑیوں سے) محفوظ کر لیا کرو۔ پھر اُن بھیڑیوں نے نبی اکرم ﷺ سے اپنی کسی حاجت کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں اجازت دو۔ راوی بیان کرتے ہیں انہوں نے ان (بھیڑیوں) کو اجازت دی پھر وہ اپنی مخصوص آواز نکالتے ہوئے چل دیے۔“

---

① مسند أحمد(٤/١٧٠)والترغيب والترهيب(٣٤٣٠)وقال المنذري:إسناده جيد

② الدارمي في السنن، المقدمة، باب ما أكرم الله به نبيه ﷺ من إيمان الشجر به والبهائم والجن(٢٢) وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق(٤/٣٧٦)(تعليق المحقق) رجاله ثقات ولكن قيل:أخطأ محمد بن يوسف في مئة وخمسين حديثا من حديث سفيان

جانوروں کے حق صحیح ادا کرو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْخِصْبِ فَأَعْطُوا الإِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْأَرْضِ، وَإِذَا سَافَرْتُمْ فِي السَّنَةِ فَبَادِرُوْا بِهَا نِقْيَهَا، وَإِذَا عَرَّسْتُمْ فَاجْتَنِبُوْا الطَّرِيْقَ، فَإِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَأْوَى الْهَوَامِّ بِاللَّيْلِ)) ①

''جب تم ہریالی میں سفر کرو تو زمین سے اُونٹوں کو اُن کا حصہ دو اور جب تم خشک سالی میں سفر کرو تو تیز چلو (تاکہ اُونٹ کمزور نہ ہو جائیں) اور جب تم اخیر شب میں قیام کرو تو گزرگاہ سے احتراز کرو کیونکہ رات کے وقت وہ جگہ جانوروں اور حشرات الارض کی آماجگاہ ہوتی ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَخْصَبَتِ الأَرْضُ فَانْزِلُوْا عَنْ ظَهْرِكُمْ، وَأَعْطُوا حَقَّهُ الْكَلَأَ، وَإِذَا أَجْدَبَتِ الأَرْضُ فَامْضُوْا عَلَيْهَا بِنِقْيِهَا، وَعَلَيْكُمْ بِالدُّلْجَةِ فَإِنَّ الأَرْضَ تُطْوَى بِاللَّيْلِ)) ②

''جب زمین سرسبز ہو تو اپنی سواری سے اُتر جایا کرو اور اُسے سبزا کھانے کا حق دیا کرو۔ اور جب زمین خشک (اور بنجر) ہو تو جلدی سے وہاں سے اپنی سواری کو جب تک وہ طاقتور اور چست ہو (اس خشک حصے سے) گزار لیا کرو۔ رات کے پہلے حصہ میں سفر کا آغاز کیا کرو کیونکہ زمین رات کو لپیٹ دی جاتی ہے۔''

سفر میں جانوروں کو زمین کا سبزہ کھانے دو

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا سِرْتُمْ فِي الْخِصْبِ فَأَمْكِنُوْا الرِّكَابَ أَسْنَانَهَا، وَلَا تُجَاوِزُوْا

---

① مسلم ، الإمارة، باب مراعاة مصلحة الدواب فی السیر والنهی عن التعریس فی الطریق(۱۹۲٦)

② مسند أبی یعلی(٦/۳۰۱)(۳٦۱۸)والبیهقی فی السنن الکبری(۱۰۱۲۳)

الْمَنَازِلَ، وَإِذَا سِرْتُمْ فِي الْجَدْبِ فَاسْتَجِدُّوا، وَعَلَيْكُمْ بِالدَّلْجِ فَإِنَّ الْأَرْضَ تُطْوَى بِاللَّيْلِ، وَإِذَا تَغَوَّلَتْ لَكُمُ الْغِيلَانُ فَنَادُوا بِالْأَذَانِ وَإِيَاكُمْ وَالصَّلَاةَ عَلَى جَوَادِّ الطَّرِيقِ وَالنُّزُولَ عَلَيْهَا، فَإِنَّهَا مَأْوَى الْحَيَاتِ وَالسِّبَاعِ وَقَضَاءِ الْحَاجَةِ فَإِنَّهَا الْمَلَاعِنُ))①

''جب تم سرسبز زمین پر چلو تو اپنی سواریوں کو سبزا (وغیرہ) کھانے دو اور گھروں سے (بہت زیادہ) دور نہ نکل جایا کرو۔ جب خشک اور بنجر زمین پر سے گزرو تو جلدی سے گزر جایا کرو اور اوّل رات میں سفر شروع کیا کرو کیونکہ رات کو زمین لپیٹ (سکیڑ) دی جاتی ہے۔ اور (دورانِ سفر) جب تمہیں جن بھوت وغیرہ بھٹکا دیں تو اذان دیا کرو۔ راستے کے درمیان نماز پڑھنے سے بچا کرو اور اُن میں پڑاؤ ڈالنے سے بھی بچا کرو کیونکہ یہ سانپوں اور درندوں کی پناہ گاہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح راستے کے درمیان قضائے حاجت کرنا لعنت کی جگہ ہے۔''

جانوروں کو باہم لڑایا مت کرو

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ التَّحْرِيشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ.②

''نبی اکرم ﷺ نے جانوروں کو باہم لڑانے سے منع فرمایا۔''

گائے پر سواری مت کرو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَقَرَةً لَهُ، قَدْ حَمَلَ عَلَيْهَا الْتَفَتَتْ إِلَيْهِ الْبَقَرَةُ فَقَالَتْ: إِنِّي لَمْ أُخْلَقْ لِهٰذَا وَلٰكِنِّي إِنَّمَا خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ، فَقَالَ

① أحمد (٣/٤٠٥)(١٤٣١٦)صحيح لغيره

② ترمذى، الجهاد، باب ما جاء فى كراهية التحريش بين البهائم والضرب والوسم فى الوجه(١٧٠٨)وأبو داود، الجهاد، باب فى التحريش بين البهائم(٢٥٦٢)

النَّاسُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، تَعَجُّبًا وَفَزَعًا أَبَقَرَةٌ تَكَلَّمُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَإِنِّي أُوْمِنُ بِهِ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ))[1]

''ایک مرتبہ ایک شخص اپنی گائے پر بوجھ ڈالے اُسے ہانک کر لے جا رہا تھا۔ گائے نے اُس کی طرف دیکھا اور کہنے لگی، میں اِس (کام) کے لئے پیدا نہیں کی گئی بلکہ میں تو کھیتی باڑی کے لئے تخلیق کی گئی ہوں۔ لوگوں نے تعجب اور گھبراہٹ کے عالم میں کہا: سبحان اللہ! گائے بھی گفتگو کرتی ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: بیشک میں تو اِسے سچ مانتا ہوں اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی اِسے سچ تسلیم کرتے ہیں۔''

گھوڑے سے آپ ﷺ کا پیار

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رُئِيَ وَهُوَ يَمْسَحُ وَجْهَ فَرَسِهِ بِرِدَائِهِ.[2]

'' نبی کریم ﷺ کو دیکھا گیا کہ آپ ﷺ اپنے گھوڑے کا چہرہ اپنی چادر مبارک سے صاف کر رہے تھے۔''

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ إِيمَانًا بِاللّٰهِ وَتَصْدِيقًا بِوَعْدِهِ، فَإِنَّ شِبَعَهُ وَرِيَّهُ وَرَوْثَهُ وَبَوْلَهُ فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

''جس شخص نے اللہ پر ایمان اور اس کے وعدوں کی تصدیق کرتے ہوئے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے گھوڑا لے رکھا تو اس کا پیٹ بھر کر کھانا کھلانا، سیراب ہو کر پانی پینا، کھانا کھا کر لید کرنا اور پانی پی کر پیشاب کرنا (سب کا سب) قیامت

---

① بخاری، فضائل أصحاب النبی ﷺ، باب من فضائل أبی بکر الصدیق(٣٤٦٣) ومسلم(٢٣٨٨)

② الموطأ لامام مالك، الجهاد، باب ما جاء فی الخیل والمسابقة بینها والنفقة فی الغزو(١٠٠٢)

کے دن نیکیوں کے ترازو میں رکھ کر تولا جائے گا۔''[1]

آیئے پیارے پیغمبر جناب محمد ﷺ کی شفقت ومحبت کی بے پناہ مثالیں سننے کے بعد ہم اس بات کا خیال رکھیں کہ کبھی ہماری وجہ سے انسان تو انسان کسی جانور کو بھی تکلیف نہیں ہونی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کتے پر شفقت کر کے پانی پلانے والے کو جنت دے دیتا ہے۔ اور بلی کو کھانا پینا نہ دے کر باندھ کر رکھنے والے کو جہنم دے دیتا ہے۔

[1] بخاری، الجهاد، باب من احتبس فرسا فی سبیل الله (۲۸۵۳)

غیروں پر آپ ﷺ کی شفقتیں

نبی کریم ﷺ صرف اپنوں ہی کے لیے نہیں بلکہ غیروں یعنی کافروں' منافقوں اور ذمیوں کے لیے بھی شفیق ورحیم نبی تھے۔

مشرکوں کے لیے شفقت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا: (اے اللہ کے رسول ﷺ) مشرکین کے خلاف بددعا کیجیے، آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ لَعَّانًا، وَإِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً)) [1]

''مجھے لعنت کرنے والا بنا کر مبعوث نہیں کیا گیا، مجھے تو صرف (سراپا) رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔''

مشرکوں کے بچوں پر شفقت

حضرت اسود بن سریع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں شریک تھے (ہم لڑتے رہے یہاں تک) کہ ہمیں غلبہ حاصل ہو گیا اور ہم نے مشرکوں کو (خوب) قتل کیا حتی کہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ لوگوں نے (بعض) بچوں کو بھی قتل کر ڈالا۔ یہ بات نبی ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَا بَالُ أَقْوَامٍ بَلَغَ بِهِمُ الْقَتْلُ إِلَى أَنْ قَتَلُوا الذُّرِّيَّةَ أَلَا لَا تَقْتُلُنَّ ذُرِّيَّةً أَلَا لَا تَقْتُلُنَّ ذُرِّيَّةً قِيلَ لِمَ يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَيْسَ هُمْ أَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ؟ قَالَ أَوَلَيْسَ خِيَارُكُمْ أَوْلَادَ الْمُشْرِكِينَ))

''ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جن کے قتل کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ انہوں نے

[1] مسلم، البر والصلة والآداب، باب النهي عن لعن الدواب وغيرها (٢٥٩٩)

بچوں تک کو قتل کر ڈالا۔ خبردار! بچوں کو ہرگز ہرگز قتل نہ کرو، خبردار! بچوں کو ہرگز ہرگز قتل نہ کرو، عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیوں؟ کیا وہ مشرکوں کے بچے نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے جو (آج) بہتر لوگ ہیں (کل) یہ بھی مشرکوں کے بچے نہیں تھے۔؟''①

مشرک عورتوں پر شفقت

حضرت رباح بن ربیع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک غزوہ میں ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے کہ آپ ﷺ نے دیکھا بہت سے لوگ کسی چیز کے پاس جمع ہیں۔ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو یہ دیکھنے کے لئے بھیجا کہ لوگ کس چیز کے پاس جمع ہوئے ہیں۔ اُس نے آ کر بتایا: ایک مقتول عورت کے پاس۔ فرمایا: یہ تو جنگ نہیں کرتی تھی۔ حضرت رباح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اگلے دستے کے کمانڈر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے لہٰذا آپ ﷺ نے ایک آدمی کو بھیجا اور فرمایا: خالد سے کہنا:

((لَا یَقْتُلَنَّ امْرَأَةً وَلَا عَسِیْفًا))②

''(مشرکین کی) عورتوں اور خدمت کرنے والوں کو ہرگز ہرگز قتل نہ کرو۔''

مشرکہ عورت سے حسن سلوک کا حکم

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں میری والدہ میرے پاس آئیں جب کہ وہ مشرکہ تھیں۔ تو میں نے آپ ﷺ سے اِس بارے میں پوچھا اور عرض کیا:

((وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَفَأَصِلُ أُمِّي؟))

''وہ اسلام کی طرف راغب ہیں تو کیا میں اپنی والدہ سے صلہ رحمی کروں۔؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

① نسائی فی السنن الکبری، السیر، باب النهی عن قتل ذراری المشرکین (٨٦١٦)

② أبو داود، الجهاد، باب فی قتل النساء (٢٦٦٩) وابن ماجة (٢٨٤٢)

((نَعَمْ ، صِلِي أُمَّكِ))

''ہاں۔! اپنی والدہ سے صلہ رحمی کرو۔''[1]

ذمیوں پر شفقتیں

ذمی اسے کہا جاتا ہے جو دار اسلام میں غیر مسلم کسی معاہدے کے ساتھ رہا ہوں وہ مسلمانوں کو ٹیکس وغیرہ دیتا ہو اور اسکی جان و مال کا ذمہ مسلمانوں نے لے رکھا ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا))[2]

''جس شخص نے کسی معاہدے والے کو قتل کر دیا تو وہ جنت کی خوشبو سے محروم ہو جائے گا جبکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے پائی جاتی ہے''

سنن نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ کی روایت میں ذمی کے لفظ ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ لَمْ يَجِدْ رِيْحَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ سَبْعِيْنَ عَامًا))[3]

''جس نے کسی ذمی کو قتل کر دیا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پا سکے گا حالانکہ جنت کی خوشبو تو ستر سال کی مسافت سے پائی جاتی ہے''

اہل مصر پر شفقت کرنا

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّكُمْ سَتَفْتَحُوْنَ مِصْرَ، وَهِيَ أَرْضٌ يُسَمَّى فِيْهَا الْقِيْرَاطُ، فَإِذَا فَتَحْتُمُوْهَا فَأَحْسِنُوْا إِلَى أَهْلِهَا، فَإِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَرَحِمًا، أَوْ قَالَ: ذِمَّةً وَصِهْرًا، فَإِذَا رَأَيْتَ رَجُلَيْنِ يَخْتَصِمَانِ فِيْهَا فِي مَوْضِعِ لَبِنَةٍ

[1] بخاری، الهبة وفضلها التحريض عليها، باب الهدية للمشركين(٢٤٧٧)

[2] صحيح بخاري ،الديات ،باب اثم من قتل ذمياً بغير جرم(٦٩١٤)

[3] سنن نسائی،القسامة،باب تعظيم قتل المعاهد(٤٧٥٣)(٤٧٥٢)حسن صحيح

فَاخْرُجْ مِنْهَا، قَالَ: فَرَأَيْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ شُرَحْبِيلَ بْنِ حَسَنَةَ وَأَخَاهُ رَبِيعَةَ يَخْتَصِمَانِ فِي مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَخَرَجْتُ مِنْهَا))[1]

''تم عنقریب مصر فتح کرو گے۔ یہ وہ سرزمین ہے جہاں کی کرنسی کا نام قیراط ہوگا۔ جب تم اُس سرزمین کو فتح کرلو تو وہاں کے لوگوں سے اچھا سلوک کرنا، کیونکہ اُن کا تم پر حق اور تمہارے ساتھ رشتہ داری ہے، یا فرمایا: انکا حق اور سسرالی رشتہ ہے۔ جب تم وہاں پر دو آدمیوں کو ایک اینٹ کی جگہ پر لڑتے دیکھو تو تم وہاں سے نکل آنا، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبد الرحمن بن شرحبیل بن حسنہ اور اُن کے بھائی ربیعہ کو ایک اینٹ کی جگہ کے متعلق لڑتے دیکھا، تو میں وہاں سے نکل آیا۔''

اہل مکہ پر شفقت

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (فتح مکہ کے احوال بیان کرتے ہوئے) فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے کہا:

اَلْيَوْمُ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ الْيَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْكَعْبَةُ.

''آج کا دن قتل عام کا دن ہے۔ آج کعبہ کی حرمت بھی حلال ہو جائے گی۔''

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے یہ بات نبی اکرم ﷺ کو بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((كَذَبَ سَعْدٌ وَلٰكِنْ هٰذَا يَوْمٌ يُعَظِّمُ اللّٰهُ فِيهِ الْكَعْبَةَ وَيَوْمٌ تُكْسَى فِيهِ الْكَعْبَةُ))[2]

''سعد نے غلط کہا ہے۔ آج تو اللہ تعالیٰ کعبہ کو عظمت عطا فرمائے گا۔ اور آج کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا۔''

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْيَوْمُ يَوْمُ الْمَرْحَمَةِ، اَلْيَوْمُ يُعِزُّ اللّٰهُ قُرَيْشًا))

[1] مسلم، فضائل الصحابة، باب وصية النبي ﷺ بأهل مصر (٢٥٤٣)

[2] بخاری، المغازی، باب أين ركز النبي ﷺ الراية يوم الفتح (٤٠٣٠)

''آج کا دن رحمت کا دن ہے، اللہ تعالیٰ آج قریش کو عزت سے نوازے گا۔''①

یہودیہ عورت پر شفقت

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ امْرَأَةً يَهُوْدِيَّةً أَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِشَاةٍ مَسْمُوْمَةٍ، فَأَكَلَ مِنْهَا، فَجِيءَ بِهَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهَا عَنْ ذَالِكَ؟ فَقَالَتْ: أَرَدْتُ لِأَقْتُلَكَ.

''ایک یہودی عورت نبی اکرم ﷺ کے پاس بکری کا زہر آلود گوشت لے کر آئی، آپ ﷺ نے اُس گوشت میں سے تھوڑا سا کھایا (آپ کو محسوس ہو گیا)، پھر اُس عورت کو آپ ﷺ کے پاس لایا گیا، آپ ﷺ نے اُس عورت سے اِس گوشت کے متعلق پوچھا تو اُس نے کہا: میں نے (معاذ اللہ) آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا''

آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُسَلِّطَكِ عَلٰى ذَاكِ))

''اللہ تعالیٰ تجھے اِس پر قادر نہیں کرے گا۔''

راوی بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر قادر نہیں کرے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: کیا ہم اِسے قتل نہ کر دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں (اور اس یہودی عورت کو معاف فرما دیا)۔ راوی کہتے ہیں کہ:

فَمَا زِلْتُ أَعْرِفُهَا فِي لَهَوَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.②

''اُس زہر کا اثر آپ ﷺ کے منہ میں ہمیشہ پایا گیا۔''

① فتح الباری (۹/۸)

② بخاری، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب قبول الهدية من المشركين (٢٤٧٤) ومسلم (٢١٩٠)

آپ ﷺ کی شفقت سے کافر مسلمان ہو گیا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ، فَجَائَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَه ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ، فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ:((مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟)) فَقَالَ:عِنْدِي خَيْرٌ يَا مُحَمَّدُ، إِنْ تَقْتُلْنِي تَقْتُلْ ذَا دَمٍ، وَإِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ، وَإِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْمَالَ فَسَلْ مِنْهُ مَا شِئْتَ، فَتُرِكَ حَتّٰى كَانَ الْغَدُ ثُمَّ قَالَ لَه:((مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟)) قَالَ:مَا قُلْتُ لَكَ إِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ، فَتَرَكَه حَتّٰى كَانَ بَعْدَ الْغَدِ فَقَالَ:((مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟)) فَقَالَ:عِنْدِي مَا قُلْتُ لَكَ، فَقَالَ:((أَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ))فَانْطَلَقَ إِلٰى نَخْلٍ قَرِيْبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، يَا مُحَمَّدُ، وَاللّٰهِ، مَا كَانَ عَلَى الْأَرْضِ وَجْهٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ، فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهُكَ أَحَبَّ الْوُجُوْهِ إِلَيَّ، وَاللّٰهِ، مَا كَانَ مِنْ دِيْنٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ دِيْنِكَ، فَأَصْبَحَ دِيْنُكَ أَحَبَّ الدِّيْنِ إِلَيَّ، وَاللّٰهِ، مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ أَبْغَضُ إِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ، فَأَصْبَحَ بَلَدُكَ أَحَبَّ الْبِلَادِ إِلَيَّ، وَإِنَّ خَيْلَكَ أَخَذَتْنِي وَأَنَا أُرِيْدُ الْعُمْرَةَ، فَمَاذَا تَرٰى؟ فَبَشَّرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَمَرَه أَنْ يَعْتَمِرَ، فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ لَه قَائِلٌ: صَبَوْتَ؟ قَالَ:لَا، وَلٰكِنْ أَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا، وَاللّٰهِ، لَا يَأْتِيْكُمْ مِنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتّٰى يَأْذَنَ فِيْهَا النَّبِيُّ ﷺ)) [1]

[1] بخاری، المغازی(٤١١٤)و مسلم ، الجهاد والسير(١٧٦٤)

''نبی اکرم ﷺ نے نجد کی جانب کچھ سواروں کو روانہ فرمایا تو وہ بنی حنیفہ کے ایک شخص ثمامہ بن اثال کو گرفتار کر کے لے آئے اور اسے مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ جب نبی اکرم ﷺ اُس کے پاس تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ثمامہ! تمہارا کیا ارادہ ہے؟ جواب دیا: اے محمد! میرا ارادہ نیک ہے، اگر آپ مجھے قتل کریں تو گویا ایک خونی آدمی کو قتل کیا اور اگر احسان فرمائیں تو شکر گزار (بندے) پر احسان ہوگا، اگر آپ مال چاہتے ہیں تو جتنا چاہیں مانگ سکتے ہیں۔ جب دوسرا روز ہوا تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا: اے ثمامہ! کیا ارادہ ہے؟ اُس نے جواب دیا: میں کہہ چکا کہ اگر احسان فرمائیں تو ایک شکر گزار پر احسان ہوگا۔ آپ ﷺ اُسے دوبارہ چھوڑ کر چلے گئے اور اگلے روز پھر فرمایا: اے ثمامہ! کیا خیال ہے؟ کہنے لگا: میں تو عرض کر چکا ہوں۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو۔ وہ چلا گیا اور مسجد کے قریب ایک باغ میں جا کر غسل کیا پھر مسجد نبوی میں آ کر کہنے لگا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں، اے محمد! خدا کی قسم! مجھے روئے زمین پر آپ کے چہرے سے زیادہ کسی کا چہرہ ناپسند نہیں تھا، لیکن آج مجھے آپ کا چہرہ سب چہروں سے زیادہ محبوب ہو گیا ہے۔ خدا کی قسم! آپ کے دین سے زیادہ مجھے کوئی دین ناپسند نہ تھا لیکن آج مجھے آپ کا دین سب سے زیادہ پیارا ہو گیا ہے، خدا کی قسم! مجھے آپ کے شہر سے زیادہ ناپسند کوئی شہر نہ تھا لیکن آج آپ کا شہر مجھے سب شہروں سے زیادہ پیارا ہو گیا ہے۔ آپ کے سواروں نے مجھے گرفتار کر لیا حالانکہ میں عمرہ کے ارادے سے جا رہا تھا، اب اس بارے میں آپ کا حکم کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے اُسے بشارت دی اور فرمایا کہ وہ عمرہ کرے۔ جب وہ مکہ مکرمہ میں پہنچا تو کسی نے اُس سے کہا: کیا تم بے دین ہو گئے ہو؟ جواب دیا: نہیں بلکہ میں تو محمد رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس پر مسلمان ہو گیا ہوں۔ خدا کی قسم! اب

تمہارے پاس نبی اکرم ﷺ کی اجازت کے بغیر یمامہ سے گندم کا ایک دانہ بھی نہیں پہنچے گا۔"

یہودی پر شفقت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی نبی اکرم ﷺ کے پاس سے گزرا تو اُس نے کہا: اَلسَّامُ عَلَيْكَ تجھ پر (معاذ اللہ) موت ہو۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وَعَلَيْكَ اور تم پر بھی۔ پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ کیا کہتا ہے؟ اُس نے کہا: تجھ پر موت ہو۔ لوگ عرض گزار ہوئے، اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم اِسے قتل نہ کر دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ جب اہل کتاب تمہیں سلام کیا کریں تو تم بھی اُنہیں وَعَلَيْكُمْ کہہ دیا کرو۔[1]

بدعہد مشرکوں پر شفقت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ ثَمَانِيْنَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ هَبَطُوْا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ جَبَلِ التَّنْعِيْمِ مُتَسَلِّحِيْنَ، يُرِيْدُوْنَ غِرَّةَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ، فَأَخَذَهُمْ سِلْمًا، فَاسْتَحْيَاهُمْ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ﴾[2]

(صلح حدیبیہ کے موقع پر) مکہ کے اسّی (۸۰) آدمی جبل تنعیم سے مسلح ہو کر اُترے، وہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دھوکہ دے کر غفلت میں حملہ کرنا چاہتے تھے، آپ ﷺ نے انہیں پکڑ کر قید کر لیا اور بعد میں اُنہیں زندہ چھوڑ دیا، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: (اور وہی ہے جس نے سرحدِ مکہ پر (حدیبیہ کے قریب) اُن (کافروں) کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ اُن سے

[1] بخاری، استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب إذا عرض الذمی وغيره بسب النبی ﷺ ولم يصرح نحو قوله السام عليكم (٦٥٢٧) [2] الفتح (٢٤)

روک دیے)۔"[1]

آپ ﷺ نے اذان کا مذاق اڑانے والوں کو کچھ نہ کہا

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک جماعت کے ساتھ راستے سے گزر رہا تھا کہ نبی اکرم ﷺ کے مؤذن نے اذان دی، ہم نے مؤذن کی اذان سنی تو۔؟ اس اذان کی نقلیں اُتارنا شروع کر دیں اور اُس کا مذاق اُڑانے لگے۔ نبی اکرم ﷺ نے ہماری آوازوں کو سنا تو ہماری جانب کچھ لوگوں کو بھیجا جو ہمیں پکڑ کر لے گئے اور آپ ﷺ کے پاس لے جا کر بٹھا دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے اُونچی آواز کس کی تھی؟ لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا، آپ ﷺ نے سب کو چھوڑ دیا اور مجھے پکڑ کر حکم دیا، اذان دو، میں نبی اکرم ﷺ اور آپ کے حکم سے سخت نفرت کرتا تھا۔ میں نبی اکرم ﷺ کے سامنے کھڑا ہوا۔ آپ ﷺ نے خود مجھے اذان بتانی شروع فرمائی، فرمایا: کہو:

((اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ))

آپ ﷺ نے فرمایا: دوبارہ ان کلمات کو بلند آواز سے کہو:

((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ))

جب میں اذان پوری کر چکا تو آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور ایک تھیلی دی جس میں کچھ چاندی تھی، پھر آپ ﷺ نے میری پیشانی پر ہاتھ رکھ کر چہرے پر پھیرا، پھر اپنا ہاتھ میرے سینے پر پھیرا حتی کہ ناف تک پھیرا، پھر فرمایا: اللہ

[1] مسلم، الجهاد والسير، باب قول الله تعالى، (وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ)(١٨٠٨)

برکت دے اور تجھ پر برکت نازل فرمائے (جس کی برکت سے میں اُسی وقت مسلمان ہوگیا)۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولﷺ! مجھے مکہ میں مؤذن متعین فرما دیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں میں تمہیں امیر بناؤں گا۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ کے لئے میرے دل میں جو نفرت تھی وہ دور ہوگئی اور اُس کی جگہ آپ ﷺ کی محبت آ گئی۔ میں عتاب بن اسید کے پاس آیا جو مکہ میں نبی اکرم ﷺ کے گورنر تھے تو میں نے اُن کے پاس آپ ﷺ کے حکم سے اذان دی۔''[1]

[1] نسائی، الأذان، باب کیف الأذان(٦٣٢)حسن صحیح



میرے حضور ﷺ کی

مکتبہ اسلامیہ
لاہور: ہادیہ حلیمہ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369
فیصل آباد: بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ فیصل آباد
041-2631204 - 2641204
www.maktabaislamiapk.blogspot.com
Facebook.com/maktabaislamia1
maktabaislamiapk@gmail.com
2514800129